دعوت اسلام

ترجمہ

دی پریچنگ آف اسلام

مصنفہ

ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ بی اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ سابق پروفیسر
محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی۔ اے

سابق طالبعلم محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

نے

بایمائے مصنف

و

حسب الارشاد سر سید احمد خان بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی ایل ایل ڈی غفرلہ

اُردو زبان مین ترجمہ کیا

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد در یا خان صوفی کے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ء

SOLD BY J.A.C.C.F COMMITTEE

دعوت اسلام

ترجمہ

دی پریچنگ آف اسلام

مصنفہ

ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ بی اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ سابق پروفیسر

محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی۔ اے

سابق طالبعلم محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

نے

بایمائے مصنف

و

حسب الارشاد سر سید احمد خان بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی ایل ایل ڈی غفرلہ

اُردو زبان مین ترجمہ کیا

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قاسم علیخان صوفی کے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

آخر سنہ ۱۸۹۶ء مین جسوقت مسٹر ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڈھ کی یہ کتاب پریچنگ آف اسلام انگریزی زبان مین انگلستان سے چھپکر آئی تو جناب مجھ اکٹر سرسید احمد خان بہادر مرحوم و مغفور نے اوسکے اُردو ترجمہ کے لیے مجھسے فرمایا مین زمانہ طالب العلمی مین بھی جبکہ علی گڈھ کالج مین رہتا تھا اس کتاب کے چند حصے مصنف ممدوح کے قلمی مسودہ سے محمدن ایڈوکیشنل کانفرنس کے لیے ترجمہ کر چکا تھا۔ غالباً یہ ہی وجہ ہوی کہ اب پوری کتاب کا مترجم بھی مجھی کو مقرر کرنا پسند کیا گیا۔ شروع جنوری سنہ ۱۸۹۷ء مین مین نے اس ترجمہ کو شروع کیا اور گذشتہ ماہ نومبر مین بجز ضمیمون اور دیباچہ کے کل کتاب کو ختم کر دیا۔ بسقدر ترجمہ ختم کر کے صاف کر لیتا تھا سید صاحب کی خدمت مین روانہ اور چھپ جاتا تھا۔ چنانچہ اس وقت مین اس بات کو اپنی بڑی خوش قسمتی سمجھتا ہون کہ بجز چند اوراق کے یہ کل ترجمہ جناب سید صاحب مرحوم و مغفور کی نظر سے ایک دفعہ گذر چکا ہے۔

انگلستان اور یورپ کے بعض مشہور و معروف مصنفون اور مضمون نگارون نے پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر عالمانہ ریویو لکھے ہین اور خود جناب سید صاحب مرحوم و مغفور نے اس کتاب کے مضامین کی نسبت علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ذریعہ سے اس قسم کی تشبیہا اطلاعین ملک مین بار بار شائع کی تھین کہ اگر اسوقت مترجم اونکی طرف اشارہ کر کے خاموش ہو رہے تو دیباچہ لکھنے کا فرض ادا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہہ عذر کافی نہین معلوم ہوتا کیونکہ جناب سید صاحب کا آخر والا نامہ جو میرے پاس آیا اوسمین ارشاد تھا کہ "جب یہ ترجمہ ختم

کرلو تو ایک دیباچہ اپنی طرف سے ضرور لکھنا اور اوسکو دیکھنے کے لیے میرے پاس بھیج دینا" اس خط کے تقریباً دو ہفتے کے بعد آن جناب نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور مین اونکی حیات مین اس ارشاد کی تعمیل نہ کرسکا جسکا اس وقت مجھکو نہایت افسوس ہے - سید صاحب کا قصد تہا کہ اس کتاب پر جب اوسکا ترجمہ ختم ہوجاوے تو ریویو لکھین اور پروفیسر آرنلڈ کی اس بمثیل تصنیف کے ترجمہ کو بہت دھوم دہام سے ملک مین شائع کرین - لیکن افسوس ہے موت نے ان سب منصوبون کو غارت کردیا -

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر کوئی تقریظ لکھنی مجھ جیسے کم استعداد شخص کا کام نہین ہے یہ کام اُن عالمون کو شایان ہے جو قدیم علوم مگر نیے سکول کی کے عالم اور اسلامی تاریخ کے ماہر ہین - مین صرف اُن چند باتون کو سرسری طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتا ہون جو اتنے عرصہ تک اس کتاب کو مطالعہ کرنیکے بعد میرے ذہن مین رہ گئی ہین -

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کا مضمون بالکل اچھوتا ہے جس پر اس سے پہلے کسی عالم نے خواہ مسلمان ہو یا عیسائی ایسی وضاحت و ترتیب سے قلم نہین اوٹھایا مضمون یہہ ہے کہ تمام دنیا مین جہان جہان مواعظ حسنہ کے ذریعے سے اسلام پہیلا اوسکی تاریخ کا زمانہ حال کے علمای یورپ نے دنیا کے بڑے بڑے مذہبون کا دو قسمون کرنا ہونا تسلیم کیا ہے - ایک مشنری اور دوسرا نان مشنری - نان مشنری مذہب کے جنکے ماننے والے غیر مذہب والون کو اپنے دین مین شامل نہین کرسکتے مشنری وہ ہین جنکے ماننے والے غیرون کو اپنے مذہب پر لانا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہین - اب جو مذہب مشنری ہین اونکی اشاعت کے دو طریقے ہین - ایک یہ کہ مواعظ حسنہ اخلاق اور نیکی کے بہترین نمونے دکہاکر غیرون کو اپنے مذہب مین داخل کیا جاوے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب حکومت اور قوت حاصل ہو تو تلوار کے زور سے جبر و تعدی سے غیرون کو زبردستی اپنے مذہب کا معتقد بنایا جاوے - دنیا کے بڑے مذہبون

مین صرف تین مذہب مشترکی ہین - ایک بدھ مذہب جس سے ہمکو بحث نہین - دوسرا عیسائی مذہب تیسرا اسلام - صرف اسلام کی اشاعت کے حالات اور واقعات کو لکھنا پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کا مقصد ہے - لیکن مقابلہ کی غرض سے اور اس لیے کہ مصنف اپنی کتاب مین زیادہ تر کرسچین یورپ سے مخاطب ہے کہین کہین عیسوی مذہب کی تاریخ کا ذکر بھی پایا جاتا ہے - اسلام اور عیسوی مذہب کی تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی اشاعت مین دونون طریقے جداجدا پر بیان ہوے برتے گیئے - یعنی عیسوی مذہب اور اسلام دونون کبھی تلوار کے زور سے اور کبھی مواعظ اور ہدایت کے ذریعہ سے دنیا مین پھیلا ئے گیے - مذہب کے پھیلانے والے ہمیشہ انسان رہے ہین اور انسان کی طبائع مختلف ہین - ایک وہ ہین جنہون نے مذہب کے احکام سے سرمو تجاوز کرنا جائز نہ سمجھا اور اپنے مذہب کو فی الحقیقت ترقی دی - دوسرے وہ ہین جنہون نے مذہب کے غلط جوش یا حکومت اور قوت کے پندار مین مذہبی احکام کا خیال نہ کیا اور ایسے کام کیے جنسے خود ان ہی کا حرف نہ آیا بلکہ مذہب کے پاک چہرہ پر بھی اُنھون نے سیاہ داغ لگا دیئے - مذہب کے پھیلانے مین زور و زبردستی سے کام لینا ہر مذہب کی شان سے خلاف سمجھا گیا ہے اور خاص کر اس زمانہ تہذیب مین تو وہ بالکل وحشیانہ حرکت سمجھی جاتی ہے - عیسائیون مین یہ بات زبان زد خاص و عام ہے کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے دنیا مین پھیلایا گیا اور احکام قرآن کی رو سے غیر مذہب والون کو بزور شمشیر مسلمان کرنا مسلمانون پر فرض ہوا - اسلام کی نسبت یہ دونون خیال بالکل غلط ہین - اگر عیسائیون کا اعتراض صرف اس حد تک ہوتا کہ بعض مسلمان بادشاہون یا گرنیوالون نے اسلام کی بجبر اشاعت کی تو یہ اعتراض چندان سخت نہ تھا کیونکہ جب فریقین پر ایک ہی سا اعتراض عائد ہو تو وہ ہی اعتراض ایک کے منہہ سے دوسرے کے حق مین زیادہ کارگر نہین ہوتا - لیکن عیسائیون کا سب سے سخت اعتراض جو اسلام کی نسبت ہمیشہ سے اون مین چلا آتا ہے یہہ ہے کہ غیر مذہب والونکو

زبردستی مسلمان کرنا ازروی قرآن مسلمانون کا فرض ہے۔ پروفیسر آرنلڈ نے پہلا کام یہہ کیا ہے کہ اس سخت اعتراض پر جو واقعات کے خلاف تہا کئی پہلو سے حملہ کیا اور قرآن شریف کی متعدد آیات اور احادیث نقل کرکے اور تاریخی مثالین پیش کرکے اوسکو بالکل غلط اور لغو ثابت کردیا چنانچہ اس مسئلہ کے بہترین مبصر سمجھ سکتے ہین کہ مصنف ممدوح کو اس بحث مین کسقدر اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہوی۔

پروفیسر آرنلڈ نے مذہب اسلام کی تاریخ اشاعت صرف اوس حد تک لکھی ہے جسمین اسلام مواعظ و نصائح کے ذریعہ سے دنیا کے مختلف ملکون اور جزیرون مین شائع ہوا۔ اُنہون نے ایسے واقعات کے لکھنے سے پرہیز کیا ہے جن مین بعض مسلمان بادشاہون یا لڑنیوالون نے عیسائی بادشاہون یا لڑنے والون کی طرح اپنے مذہب کی بجبر اشاعت کی ہو کیونکہ جن لوگون نے ایسا کیا یا وہ انکا ذاتی فعل تہا۔ اسلام کی تاریخ اشاعت کو جو اشاعت ازروی اسلام جائز طریقون سے ہوی ہو ایسے لوگون کے ذاتی افعال سے بحث نہین ہوسکتی مصنف ممدوح نے صرف ایسے واقعات کو قلمبند کیا ہے جنمین وعظ و نصیحت اسباب تحدان اخلاق اور حسن معاشرت سے تبلیغ اسلام کے لیے مسلمانون نے تمام دنیا مین جہان کہین اونکا قدم پہونچا کوشش کی۔

یہ کہا گیا ہے کہ آغاز اسلام سے لیکر اسوقت تک جو تیرہ سو برس کا زمانہ ہے کوئی کتاب پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پریچنگ آف اسلام سے پہلے اسلامی تاریخ مین ایسی نہین لکھی گئی جس سے بطریق مواعظ اسلام کی اشاعت کے حال ہر ملک قوم اور زمانہ کی ترتیب سے معلوم ہو اسکا حال فہرست مضامین کی تفصیل و ترتیب کو دیکھکر بخوبی کہلتا ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو تیرہ باب اور چار ضمیمون مین تقسیم کیا ہے۔ باب اول مشنری مذہب کی تعریف اور وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت ہونے اور ایسی آیات قرآنی اور احادیث وغیرہ کے نقل کرنے مین کہ ہمیشہ مواعظ و نصائح سے اسلام کی تبلیغ کا حکم ملا اور بجبر اسلام کو شائع کرنے

کی ہمیشہ سے مسلمانون کو ممانعت رہی اور مذہب اسلام ابتدا ہی سے کافہ آنام کی ہدایت
کے لیے تہا لکہا گیا ہے - دوسرے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی
جہانتک کہ انکو تبلیغ اسلام سے تعلق تہا بیان کیے گیے ہین - اسکے بعد چار باب ایسے
ہین جن مین یورپ افریقہ اور مغربی ایشیا کی صرف عیسائی قومون اور فرقون کے مسلمان
ہونیکے واقعات نہایت تلاش اور تحقیق سے لکہے گیے ہین - اسکے بعد ایران مین
زردشتیون اور آتش پرستون وغیرہ کے اسلام لانے کا ذکر ہے - پہر ہندوستان مین
افریقہ مجمع الجزائر کی بدہ مذہب اور بت پرست قومون کے اسلام لانے کے متعلق ایک
ایک باب ہے جو نہایت بیش قیمت معلومات کا خزانہ ہے - اخیر مین خاتمہ کا باب ہے
جسمین عیسوی اور اسلامی مشن کے طریقون کا فرق اور دیگر مضامین متعلقہ پر بحث کی
گئی ہے - پہر چار ضمیمہ ہین جنکی تفصیل فہرست مضامین سے معلوم ہوسکتی ہے - پروفیسر
آرنلڈ کی کتاب کے مضامین کو اسطرح مختصر لفظون مین بیان کردینا بے انصافی ہے
کیونکہ جو چیز اس کتاب کے پڑہنے والے کو حیرت زدہ کردیتی ہے وہ وسعت مضمون
ہے - تیرہ صدیون مین دنیا کے تین براعظمون اور متعدد جزیرون پر جو چھہ
اسلام کی ترقی اشاعت کے لیے مسلمانون نے کوششین صرف کین وہ نظر کے سامنے
لائی گئی ہین - اسوقت دنیا کا نقشہ ہمارے سامنے ہے اور تیرہ سو برس کا زمانہ ذہن
مین - دنیا کے تین براعظم اور انکے جزیرے ہین جن پر ہم قلم دوڑا رہے ہین کہ اسلام کہان
پہیلا اور وہان پہیلا - براعظم ایشیا مین عرب - شام فلسطین - آرمینیا -
کاکیشیا - جرجان - طبرستان - ایران - خراسان - افغانستان - ہندوستان
کشمیر - تبت - ترکستان - سائبیریا - چین - اور چینی تاتار - براعظم یورپ
مین اسپین اور یوروپین روم کے ملک ترکی - البانیا - بلغاریا - سرویا - بوسنیا -
مانٹ نیگرو - اور یوروپین روس کے بعض حصے براعظم افریقہ مین مصر - نوبیا -

حبش - شمالی ساحل افریقہ کے ملک طرابلس - ٹیونس - الجزیرہ - موراکو - مغربی ساحل
اور مشرقی ساحل کے ملک - وسط افریقہ کے صحرا اور جنوبی حصہ مین کیپ کوسٹ کولونی
وغیرہ - جزیرون مین مالدیپ - سمطرہ (سماٹرہ) جاوا - ملوکا - بورنیو - سلیبیز -
فلیپائن - زولو - نیوگنی - کریٹ - امریکہ کے بعض جزیرے - ملایا اور ملاکا کی جزیرہ نما دنیا
کے وہ مقامات ہین جہان گذشتہ تیرہ صدیون مین سے کسی کے کسی زمانہ مین اسلام کا
آفتاب طلوع ہوا اور ابتک اونکے آسمان پر چمک رہا ہے - یہہ صرف ملکون کے نام تھے
جنکو یہان آسانی سے لکھدیا گیا - اگر اُن قومون اور مذہبون کا شمار کیا جاوے جنکے لوگون
مین اسلام کی اشاعت ہوی تو اونکی فہرست بنانی سخت دشوار ہوگی - علم اتھنولوجی کے عالمون
نے بنی نوع انسان کو السنہ کے اصول تقسیم پر چھ نسلون مین تقسیم کیا ہے یعنی ایرین -
سریو عریبک - منگولین - امریکن - نیگرو اور نمگرائٹ اب یہہ نسلین جدا جدا متعدد حصون
مین تقسیم کی گئی ہین جنکی تفصیل کی ضرورت نہین مختصر یہہ سمجھنا چاہیے کہ ایرین نسل کی یورپین اور ایشیائی
شاخون مین غالبًا سوای کیلٹک قومون کے ٹیوٹانک - سلوانک - اٹالک - الربک
ہیلینک - ایرانی اور برہمنی اقوام مین کہین کم اور کہین زیادہ اسلام کا چرچا ہوا - اسیطرح
سریو عریبک نسل مین ایرامک - عبری اور عربی قومون پر اسلام کا تسلط ہوا - اور منگولین
نسل کی تورانی شاخون مین مغل - تاتار - ترک - تبتی اور ملایا وغیرہ کی قومون مین کروڑون
مسلمان موجود ہوگیے - اسی طرح نیگرو نسل کی صدہا قومون مین اسلام کی ترقی ہوی اور
نیگرائٹ کی نسل جو نیگرو نسل سے کسی قدر مشابہ ہے اور مشرقی مجمع الجزائر ایشیا کے جزیرون
مین زیادہ تر آباد ہے اسلام پھیلا - یہہ نسلین وہ ہین جو تقریبًا کل بنی نوع انسان پر محیط ہین
اس سے ہم سمجھ سکتے ہین کہ دنیا کی ہزارون قومون مین گنتی کی قومین باقی ہونگی جن مین
اسلام کا چرچا نہ ہوا ہو - یہی حال اُن مذہبون کا ہے جنکو چھوڑکر لوگون نے اسلام قبول
کیا - برہمنی اور بدہ مذہب - موسوی - زردشتی اور عیسوی مذہب کے صدہا فرقون

مین سے لاکھون آدمیون نے وقتاً فوقتاً اسلام قبول کیا۔ لیکن سب سے زیادہ شمالین بت پرستی کے مذہبون سے ملتی ہین جنکے شمار مین گھانس پھونس۔ درخت۔ پتھر۔ دریا پہاڑ۔ کواکب۔ روحون اور مورتون کے پوجنے والون سے لیکر مناظر قدرت کے پرستش کرنیوالے اور فلسفیانہ بت پرست بھی شامل ہین۔ غرض یہ وسعت مضمون ہے جسکی وقعت ہمیشہ کے لیے دل پر نقش ہوجاتی ہے اور اوسکو دیکھکر پڑھنے والا کھویا جاتا ہے۔

اس کتاب کی تصنیف مین مصنف کو جو محنت و جانکاہی کرنی پڑی ہے اوسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ایک ادنی بات یہہ ہے کہ فقط اُن قلمی یا مطبوعہ کتابون کے نام جنکے حوالے مستعد جگہہ دیے گیے ہین اصل انگریزی نسخہ مین بڑی تقطیع کے بارہ صفحون پر باریک ٹائپ مین چھپے ہوے ہین۔ گریک۔ لیٹن۔ جرمن۔ انگریزی اٹالین۔ اسپینش۔ پرتگیزی۔ عربی۔ فارسی اور اُردو زبانون کی یہہ کتابین ہین اول تو ان کتابون کی تلاش اور جمع کرنے مین یورپ اور ہندوستان کے تمام کتبخانے چھانگر کسقدر صرف وقت و زر کرنا پڑا ہوگا پھر اونسے استنباط اور التقاط مین کیسی دماغ سوزی کی ہوگی اور خون جگر پیا ہوگا۔ ہمکو معلوم ہے کہ پروفیسر آرنلڈ نے اپنی نہایت فیاض نیک اور عزیز زندگی کے نو یا دس برس اس تصنیف کی نذر کیے ہین اور ابھی بس نہین کی۔ کیونکہ آیندہ بھی اس مضمون پر وقت صرف کرنیکا انہون نے وعدہ فرمایا ہے۔ اسلام کی تاریخ اشاعت کے مضمون پر پروفیسر آرنلڈ کی کوشش کی کوئی حد نہین رہی ہے۔ تاریخ اسلام کی وسیع سرزمین پر جسکے آثار تیرہ سو برس کی مسافت مین تاریخ کے صفحون پر پھیلے پڑے ہین مصنف نے وہ وہ کٹھن منزلین طی کی ہین اور ایسی ایسی بر و بحر کو چھانا ہے کہ مصنف ہی کا دل و دماغ خوب جانتا ہوگا۔ دنیا کے پردے پر شاید ہی کہین مسلمانون کی کوئی قوم آباد ہوگی جسکی تاریخ اوسکی تیز و دقیق نظر سے بچی ہو۔ فی الحقیقت یہ کتاب لکھکر پروفیسر آرنلڈ

نے تمام دنیا کے مسلمانون اور عیسائیون پر ایسا احسان کیا ہے کہ جسقدر اس کتاب
کی قدر اور مصنف کی شکرگزاری کیجاوے کم ہے مسلمانون پر تو مصنف کا یہ احسان
ہے کہ مصنف کے علم و فضل اور انصاف پسندی اور سچے مسیحی دل نے اسلام کی نسبت
ایک اعتراض کو جو خاصکر عیسائیون کی طرف سے ہوتا رہا ہے غلط ثابت کر کے ایک
ایسی بیش قیمت اور بے نظیر تصنیف مسلمانون کو لکھہ کر دی جسکا لکھنا علمای اسلام کا
فرض تہا اور عیسائیون پر مصنف کا یہ احسان ہے کہ اپنے ہم مذہبون کے دل سے ایک
غلط خیال کو جو واقعات سے بطور صحیح نتیجہ کے نہ نکل سکتا تہا رفع کرنیکی کوشش کی
یہان اسبات کا ذکر کرنا بہی ضروری ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تحریر مین
طرفداری سے مطلق کام نہین لیا ہے۔ اعلی درجہ کی مورخانہ قابلیت کے ساتھہ
جسقدر واقعات اس مضمون کے متعلق مل سکے انکو ترتیب سے جمع کیا ہے اور جو نتایج
اونسے پیدا ہو سکے انکو ایسی عبارت مین لکھا ہے جسکے ادنی سے ادنی لفظ کو بہی بدلنا
یا گہٹانا بڑہانا مشکل ہے اکثر نکلون کے حالات فرنگستانی اور عیسائی مصنفون کی کتابون
اور تحریرون کے اعتماد و اشتہار پر مبنی کیے گیے ہین۔ کیونکہ مشرقی زبانون کی کتابون
سے زیادہ مدد نہین مل سکی۔ خاصکر عیسائیون کے مسلمان ہونے کا جہان جہان ذکر
ہے وہان بڑے بڑے پادریون اور عیسائی عالمون کی عبارتین نقل کی گئی ہین اور
اونسے نتایج استخراج کیے گیے ہین۔ ان عیسائی عالمون سے جیسا کہ مصنف نے خود
بار بار لکہا ہے اس بات کا متوقع ہونا کہ انہون نے کسی غیر مذہب کی نسبت اور غیر مذہب
بہی وہ جسنے لاکہون عیسائیون کو اپنا حلقہ بگوش بنایا ہو بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ
نہ لکہے ہونگے فضول ہے۔ ان عبارتون مین گو اکثر جگہہ اسلام یا بانی اسلامؐ کی نسبت نعوذ باللہ
سخت و سست الفاظ استعمال کیے گیے ہین لیکن نفس مضمون پر ضرور اسنے عمدہ معلومات
حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً کسی پادری نے اس رنج اور غصہ مین کہ صدہا عیسائیون نے

عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام قبول کرلیا اسلام کی نسبت سخت وست لکھا مگر اسکے ساتھ ہی بیان کیا کہ مسلمانون نے عیسائیون کو مذہب ترک کرنے پر مجبور نہین کیا تو ظاہر ہے کہ ایسی عبارتون کا نقل کرنا مصنف کو مورخ کی حیثیت سے ضروری ہوا کیونکہ مسلمانون کی مذہبی سماجت اور طرین صلح کل پر اونسی شہادت دستیاب ہوی گو اُسکیساتھہ مسلمانون کو چند تلخ باتین بھی سننی پڑین اس قسم کی عبارتین کتاب مین اکثر جگہ نقل ہین لیکن انکو غور سے پڑھنے کے بعد معلوم ہوگا کہ وہ ضرور کسی نہ کسی پہلو سے مسلمانون کی نسبت عیسائیون کے کسی اعتراض کو جو غلط واقعات کی بنیاد پر قائم ہے دور کرتی ہین - ناظرین کو اس کتاب کے مطالعہ کے وقت ہمیشہ اسبات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو عبارتین نقل کی گئی ہین انکو مصنف کی عبارت سے خلط ملط نہ کردین - مصنف کے قلم سے کوئی بات جو خلاف انصاف ہو اور واقعات سے بطور نتیجہ کے نہ نکلتی ہو یا جسمین ذاتی خیالات کا رنگ پایا جاتا ہو نہین نکلی ہے -

اس کتاب مین علاوہ انگریزی زبان کے اور بہت سی یوروپین زبانون کے نام اور عبارتین درج ہین - مصنفون اور کتابون کے نام ٹرانس لیٹریشن کے قواعد کے مطابق اُردو مین لکھے گیے ہین - اگر یہ نہ کیا جاتا تو ان ناموں کو چھوڑ دینا پڑتا اور اس طرح نوٹ بھی جن مین مصنفون اور تصنیفون کے نام بکثرت ہین نہین لکھے جا سکتے جنکے بغیر کتاب کی اصل قیمت اور مصنف کی محنت اور جانکاہی کا ثبوت نہ مل سکتا - ان تمام ناموں کو خود پروفیسر آرنلڈ نے اُردو مین اپنے قلم سے لکھہ کر میرے پاس بھیجا جسکا مین نہایت مشکور ہون - مین خود ان غیر زبانون کا تلفظ نہ جاننے کی وجہ سے ان ناموں کو کسی باقاعدہ طریقہ سے اُردو مین نہین لکھہ سکتا تھا - کتاب مین نوٹ بکثرت ہین اور ان نوٹون کی عبارتین انگریزی کے علاوہ اکثر یوروپین زبانون مین ہین جن کا انگریزی ترجمہ بھی صاحب ممدوح نے خود لکھہ کر جسکے سوا یا ڈیڑھ سو صفحے میرے پاس موجود ہین بھیجا - اور مین نے ان عبارتون کو اُردو مین ترجمہ کرکے نوٹون مین درج کیا - اس لیے

پریچنگ آف اسلام کا اُردو ترجمہ اُن صاحبونکو بھی مفید ہی جنکے پاس انگریزی کا اصل نسخہ موجود ہو کیونکہ انگریزی نسخہ مین جو عبارتین انگریزی کے علاوہ یوروپین زبانون سے لی گئی ہین وہ بجنسہ اونہین زبانون مین لکھی گئی ہین - انگریزی مین اُنکا ترجمہ موجود نہین ہے -

مین نے اس کتاب کے ترجمہ مین جسقدر مجھہ سے ممکن تہا محنت کی ہے اور برابر میری یہ کوشش رہی کہ جہانتک ممکن ہو ترجمہ صحیح اور صاف ہو لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ غلطیان رہ گئی ہونگی - مجکو ناظرین کتاب سے امید ہے کہ ترجمہ کی دقتون پر نظر کرکے سہوًا جو غلطیان ہوی ہونگی اونکو معاف فرماوینگے -

یہان اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ اگر خود پروفیسر آرنلڈ اس کتاب کے ترجمہ مین میری مدد نہ فرماتے تو اس ترجمہ کا ختم ہونا مجھہ سے غیر ممکن تہا - جہان کہین جس قسم کی مشکلات مجھہ کو درپیش ہوئین اور وہ مشکلین کچھہ کم نہ تہین پروفیسر موصوف نے اپنا نہایت بیش قیمت وقت صرف کرکے ہمیشہ میری مدد کی - مین مدرسۃ العلوم کے اُن خوش قسمت طالبعلمون مین سے ہون جنکو پروفیسر آرنلڈ کی شاگردی کی عزت حاصل ہے - پس جس چیز نے اس مشکل کتاب کے ترجمہ مین میری ہمت کو قاصر نہ ہونے دیا وہ صرف یہ خیال تہا کہ اپنے نہایت شفیق اور مہربان اُستاد سے جو کچھہ مشکل پیش آئیگی جب چاہونگا پوچھہ لونگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - مین اسوقت اُن تمام تکلیفون کی معافی چاہتا ہون جو مسٹر آرنلڈ کو اس ترجمہ کے متعلق مین وقتًا فوقتًا دیتا رہا ہون اور تہ دل سے اُنکا شکریہ ادا کرتا ہون -

مین اپنے پرنسپل جناب مسٹر تھیوڈور بک کا بھی نہایت مشکور ہون کہ سید صاحب کے انتقال کے بعد یہہ صرف صاحب ممدوح کی توجہہ تہی کہ اس ترجمہ کا جو کچھہ مسودہ باقی رہ گیا تہا وہ مطبع کو روانہ کیا گیا - اگر پرنسپل صاحب اسطرف توجہ نہ فرماتے تو یہ ترجمہ کتاب کی صورت مین ظاہر نہ ہوسکتا -

مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم کا شکریہ ادا کرنا بھی مجھہ کو اس وقت ضروری ہے

مولوی صاحب نے باوجود عدیم الفرصت ہونیکے جب کبھی مجھکو اونسے مدد لینے کی ضرورت ہوی نہایت فیاضی سے میری مدد کی۔

آخر مین چاہتا تہا کہ جناب سرسید مرحوم ومغفور کی جو کچھہ مہربانیان اور عنایات مترجم کے حال پر مبذول رہین اُنکو ظاہر کرتا اور جو تعلق جناب مرحوم کو ہر ایک اسلامی مضمون سے تہا اور جو دلچسپی خاص پروفیسر آرنلڈ کی اس کتاب کے ساتھہ اونکو تہی اوسکا ذکر کرتا۔ لیکن اس خیال ہی سے بے اختیار دل بہر آتا ہے اور سوای اسکے کچھہ بن نہین پڑتا کہ اس دیباچہ کو جناب مرحوم کی دعای مغفرت پر ختم کردون۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۵

سید اندر رقوم نقدے بود اندر کیسۂ	کیسہ خالی ماندہ و نقد از میان انداختند
اہل دین بے یار و دین بیکس و بی یار ماند	ہر گہہ این آوازہ در ہندوستان انداختند
رفت و با خود رونق بزم مسلمانی ببرد	ملت از مرگش بپژمرد و مسلمانی ببرد

محمد عنایت اللہ

دہلی ۲۳ جون ۱۸۹۸ء

پریچنگ آف اسلام

کے اصل انگریزی نسخہ کو پروفیسر آرنلڈ صاحب نے
اپنی اہلیہ مسز آرنلڈ صاحبہ کے نام حسب ذیل عربی اشعار
کے ساتھ معنون فرمایا ہے

لَكِ الْحُكْمُ فِي أَمْرِي فَمَا شِئْتِ فَاصْنَعِي	فَلَسْتُ لِأَعْلَى مِنْكِ رَغْبَتُهُ إِلَّا فِيكِ
وَمُحْكَمُ حُبٍّ لَمْ يُخَامِرْهُ بَيْنَنَا	تَخَيُّلُ نَسْخٍ وَهُوَ خَيْرُ أَلِيَّةٍ

دیباچہ مصنف

مین اس کتاب کو نہایت تذبذب کی حالت مین چھپواکر شائع کرتا ہون جس مضمون نے اس کتاب کو تعلق ہے وہ ایسا وسیع مضمون ہے اور ایسی بیسر و سامانی کی حالت مین مین نے اوسکو لکھا ہے کہ کامیابی کی امید کم ہے۔ لیکن جسوقت مجھہ کو زیادہ مطالعہ کا موقع ملیگا اور ایسا سامان میسر ہوگا کہ جو حالات اس وقت چھوٹ گئے ہین اونکو آیندہ لکھہ سکون تو امید ہے کہ اسلامی تاریخ کی اس شق مین (کہ مسلمانون کا مذہب دنیا مین کس طرح پھیلا) جسکی طرف کسی نے توجہ نہین کی ہے یہہ کتاب ایک بہتر قسم کا اضافہ ہوسکیگی اور اسی خیال سے مین اون شائقین علم کا دل سے شکرگزار ہونگا جنکو اس کتاب کی طرف توجہ ہو اور وہ اوسپر تقریظ لکھین یا جو غلطیان ہون اونکی تصحیح فرماوین۔ میرے اکثر احباب نے مجھہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر مین اس مسئلہ کی تردید مین کہ اسلام کی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوی ہے کوئی مضمون تحریر کرون تو وہ میری مدد کرینگے۔ اس لیے مین نے نمونہ کے طور پر یہہ کتاب لکھی ہے کہ اسکو پڑھکر وہ اس امر کا فیصلہ کرین کہ مین اس کام مین کامیاب ہوا یا نہین۔ اور مجھے ایسے وسائل بہم پہونچ سکتے ہین یا نہین کہ مجھہ سے اس کام کا خاتمہ بخوبی ہوجائیگا۔ مین اون فارسی عربی اردو تواریخ سے مستفید ہوسکتا ہون جنکا ترجمہ کسی فرنگستانی زبان مین موجود ہو مگر انکے سوا اور کتب تواریخ کے مطالعہ مین دقت ہے۔ اشاعت اسلام کا بڑا حصہ اولیای کبار اور فقرای بزرگوار سے متعلق ہے۔ پس جن کتابون مین اونکا ذکر ہو وہ مجھے دستیاب نہین ہوئین۔

اگر ہندوستان ہی کے ملک پر غور کیا جاوے تو یہان بہت سے خاندان ایسے گذرے ہونگے جنکی تاریخ اور حالات سے اشاعت اسلام کے واقعات پر علم حاصل ہو سکتا ہے پس جن ارباب علم کی نظر کتب سیر و تواریخ پر ہو اور اونکو اس قسم کے واقعات پر علم ہو جنسے کہ مین لاعلم ہون وہ مجھے عنایت فرما کر اطلاع دین اور مین اونکا بدل ممنون ہونگا مجھے خاص ہندوستان کے متعلق ان امور کی تفتیش زیادہ مدنظر ہے۔

اول شیخ بہاءالدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فریدالدین تنکر گنج پاک پٹنی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فریدالدین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کام اسلام کی اشاعت کے لیے کیے ہون اور غیر مذہب والون کی ہدایت اور رہنمائی مین جو سعی کی ہو

دوم۔ ان بزرگون کے سوای جو فقرای کامل نے اشاعت اسلام مین کوشش کی ہو

سوم۔ پہلے اس سے کہ خاص ہندوستان مین اسلام کا علم سلطنت قائم ہوا ہو اسلام کی اشاعت کے لیے اہل اسلام نے کیا کام کیے؟

چہارم۔ زمانہ حال مین غیر مذہب کے لوگون کو مسلمان کرنے کے لیے جو واقعات پیش آتے ہین۔

اب اون ارباب علم کی خدمت مین جنکو امور مذکورہ بالا پر علم ہو یہ التماس ہے کہ وہ مجھے اون سے محروم نہ رکھین اور مجھے یقین ہے کہ جو صاحب اشاعت اسلام کا شوق رکھتے ہین وہ مجھے ضرور اس قسم کے حالات سے اطلاع دینگے۔

چونکہ اس کتاب مین ایسے تاریخی واقعات درج ہین جو اکثر زیر بحث رہ چکے ہین اور مجھہ کو خود مؤرخ ہونے کا دعوی نہین اور نہ جس تاریخ سے اس کتاب کو تعلق ہے اوسکے کسی خاص عہد یا زمانہ کا مین محقق ہون اسلیے جن کتابون سے اسطرح کے واقعات لکھے گیے ہین اونکا ہر جگہہ پورے طور پر حوالہ دیا گیا ہے۔ مجھہ کو یہ خیال ہوا کہ کتابون کا مفصل حوالہ دینے مین زیادتی کرنا اس غلطی سے بہتر ہے کہ جن ماخذون سے مضامین

لگی گئی ہون انکا نام و نشان لکھنے مین کمی کیجاوے چونکہ مین نے خود اکثر کتابون کا مجمل حوالہ دیکھکر انکی تلاش مین سخت پریشانی اوٹھائی ہی اور وقت ضائع کیا ہے اسلیے مین اپنے ناظرین کو اس پریشانی اور تضیع اوقات سے بچانا چاہتا ہون شاید وہ لوگ جو سرسری نظر سے کتابون کو پڑھتے ہین اس طرح بہ کثرت حوالہ دینے کو نمود سمجھینگے لیکن کیا عجب ہے کہ کوئی علم کا شائق ایسا ہو کہ اس کتاب کے کسی مضمون کو تصدیق کرنا چاہے یا کسی مضمون کو زیادہ تفصیل سے پڑھنے کے لیے اصل کتابون کی طرف رجوع کرے اور مین اوسکو کتاب تلاش کرنے کی زحمت اور پریشانی سے بچادون۔

اس کتاب کے لکھنے مین مین نے اس بات کی احتیاط کی ہے کہ جن مذہبون کا ذکر اوسمین ہے اونکے ماننے والون کے خیالات کو کسی طرحکی تکلیف نہ پہونچے۔ اسلیے موہوب زبان مین اونکا ذکر کیا گیا ہے۔ کسی مذہب کی نسبت اوب کے ساتھہ خیالات ظاہر کرنیکا طریقہ انگریزی اور اردو زبان مین مختلف ہے اسلیے اس کتاب کے اردو ترجمہ مین مشرقی آداب کے موافق بزرگان دین اور انبیاء کے نامون کے ساتھہ تعظیمی جملے لکھے گئے ہین جو اصل انگریزی کتاب مین موجود نہین ہین۔

مین اس موقع پر چاہتا ہون کہ شہزادی ہر اکسلنسی پرنسس ماریینی اور ہز اکسلنسی پرنس کیجی اور موسٹ ریورنڈ ڈاکٹر پال گوتھالز آرچ بشپ آف کلکتہ اور دی آنریبل ریورنڈ فرانسس پیٹی بشپ آف الہ آباد اور ریورنڈ ایس ایس آلنٹ آف کیمبرج مشن دہلی اور کتبخانہ ڈاکٹر ولیم (گورڈن اسکوائر لندن) کے ٹرسٹیون کا شکریہ ادا کرون کہ ان تمام صاحبون نے مہربانی فرماکر اپنے اپنے کتبخانون سے کتابین دیکھنے کی مجھہ کو اجازت دی۔

مین سر سید احمد خان بہادر کے سی ایس آئی ایل ایل ڈی کی مہربانی اور ہمدردی کا نہایت مشکور ہون جو انہون نے اس کتاب کے ساتھہ ہمیشہ ظاہر فرمائی۔ بغیر انکی

توجہ کے یہ کتاب طبع نہین ہوسکتی تھی اور جو تکلیف اس بارے مین جناب سید صاحب نے گوارا فرمائی اوسکا مین کافی شکریہ ادا نہین کرسکتا۔ مین اپنے بڑے پیارے دوست شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی کا خاص طور پر احسانمند ہون جنہون نے اپنے قدیم اسلامی تاریخ کے خزانہ علم سے متواتر مہربانیون کے ساتھ ہمیشہ میری مدد فرمائی۔ اگر وہ اپنے اس وسیع علم سے فیاضی کے میری مدد نہ کرتے تو اس کتاب کے اکثر حصون مین جو بیش قیمت واقعات درج ہین اونسے مین لاعلم رہ جاتا۔ مین چاہتا ہون کہ اپنے شاگرد سابق مولوی بہادر علی ایم اے کا بھی شکریہ ظاہر کرون جنہون نے عربی ترجمون سے میری مدد کی۔ اس کتاب کے مترجم اور اپنے پرانے شاگرد محمد عنایت اللہ بی اے کا بھی مین دل سے مشکور ہون کہ انہون نے نہایت شوق محنت اور احتیاط سے اس کتاب کا ترجمہ کیا۔

اخیر مین سب سے زیادہ مجھ کو اپنی پیاری بیوی کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ نہ ہوتین تو واقعات غیر مسلسل کا یہ پریشان دفتر کبھی ترتیب پاکر کتاب کی صورت مین ظاہر نہ ہوتا۔ اونکی ہمدردی اور اس کتاب کو اونکا پسند کرنا میری محنت کا بہترین صلہ ہے

ٹی ڈبلیو آرنلڈ

فہرست مضامین

باب اول

دیباچہ	صفحہ
تبلیغی مذہب کی تعریف۔ تبلیغی طریقون یعنی وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت۔ اسلام زور شمشیر شائع نہین کیا گیا۔ قرآن مین کافرون کو مسلمان کرنیکے لیے وعظ و نصیحت کا حکم ہے جبر و اکراہ یا زبردستی کی ممانعت ہے۔ یہہ کتاب وعظ و نصیحت کے طریقون سے دعوت اسلام کی تاریخ ہے ظلم اور جبر کی تاریخ نہین ہے۔	۱

باب دوم

پیغمبر خدا صلعم کے حالات زندگی کا مطالعہ واعظ اسلام ہونیکی حیثیت سے

داعی اسلام کے افضل نمونہ آنحضرت ہین۔ اشاعت اسلام مین آپ کی ابتدائی کوششون کا حال اور ہجرت سے پہلے مکہ مین لوگون کا اسلام قبول کرنا۔ مسلمانون کی تکلیفین اور مدینہ کو ہجرت۔ مدینہ مین مسلمانون کی حالت۔ اسلام مین قومی زندگی کا آغاز۔ اہل عرب اور پھر کافہ خلائق کے سامنے اسلام کا پیش کیا جانا۔ قرآن مین بیان ہونا کہ اسلام کل دنیا کا مذہب ہونا چاہیے اور یہہ وہی قدیم مذہب ہے جو حضرت ابراہیم پر اترا تھا۔ آنحضرت ایک قومی انتظام کے بانی ہوے۔ آپ کی

لڑائیاں اقدامی نہ تھین بلکہ دفاعی تھین - اسلام کی اشاعت - ہجرت کے بعد عربونکو
مسلمان کرنا - ایام جاہلیت کی زندگی سے شعار اسلام کا مقابلہ - ۱۱

باب سوم

مغربی ایشیا کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

ابتدا مین مسلمانون کی کامیابی کے اسباب - مسیحی بدؤن کا اسلام قبول کرنا
مسلمانون کی تعلیم و تربیت کا انتظام - جو لوگ عیسائی رہے انکو مذہبی آزادی
اور سلامتی دی گئی - شہرون کی مستقل آبادیون کا حال - قیصر ہرقل کی کوشش
کہ عیسائیون کے مختلف فرقے متفق ہوجائین - شام اور فلسطین مین اہل عرب
کے فتوحات - مسلمانون کی مراعات پسندی اور مذہبی آزادی کا اصول - امان
حضرت عمرؓ - حفاظت اور فوجی خدمات سے بری رہنے کے عوض مین جزیہ کا
دیا جانا - مسلمانون کے دور حکومت مین عیسائیون کی حالت - عیسائی بڑے
بڑے عہدون پر مامور کیے گیے - نئے گرجا اونہون نے بنانے نسطوری
کلیسا مین ترقی ہوئی - عیسائیون کا اسلام قبول کرنا اور اوسکے اسباب - روم
کے کلیسائی سررشتہ اور انتظام سے عیسائیون کی سرکشی - اعتزال کا اثر - اسلامی
تہذیب کا بارعب اثر - سختیان جو عیسائیون نے برداشت کین - اشاعت اسلام
مین مسلمانون کی کوششین - اسلام قبول کرنیکے تفصیلی حالات صلیبی مجاہدون
مین سے لوگون کا مسلمان ہونا - آرمینیا اور جرجان کے کلیسا ۵۹

باب چہارم

افریقہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

مصر - عربون نے مصر فتح کیا - قبطی عیسائیون نے مسلمانون کا خیر مقدم کیا
اور رومی عیسائیون کی جابرانہ حکومت سے مسلمانون کو اپنا شفیع جانا - مسلمانون

کے عہد حکومت مین قبطی عیسائیون کی حالت - پادریون اور تیسیون کی غفلت سے
عیسائی مسلمان ہوگئے - نوبیہ - اہل نوبیہ کے مسلمانونسے تعلقات - نوبیون
کو مسلمان ہونے سے پہلے ملکی آزادی حاصل رہی - اور وہ بجبر مسلمان نہین کیے گیے
بلکہ عیسائی مذہب کے رہے اور مسلمان تاجرون کے اثر سے مسلمان ہوگئے - حبش
ساحل افریقہ کے عرب - چودھوین صدی عیسوی مین اسلام کی اشاعت کی گئی
کوشش کی گئی - احمد گرانی کی لشکر کشی - لوگون کا اسلام قبول کرنا موجودہ صدی
مین اسلام کی ترقی - مسلمانون پر عیسائیون کا ظلم - شمالی افریقہ - ساتوین صدی عیسوی
مین شمالی افریقہ مین عیسائی مذہب کس حد تک شائع تھا - کہا جاتا ہے کہ شمالی افریقہ کی
عیسائی زبردستی مسلمان کیے گیے - دلائل جنسے یہ بیان غلط خیال ہوسکتا ہے
عیسائیون کو مذہبی آزادی حاصل رہی - شمالی افریقہ سے مسیحی کلیسا کا رفتہ رفتہ
معدوم ہوجانا ۱۱۵

باب پنجم

ہسپانیہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

مسلمانون کی فتح سے پہلے ہسپانیہ کا عیسائی مذہب - یہودیون اور
غلامون کی سخت مصیبت کی حالت - ابتدا مین کن لوگون نے اسلام قبول
کیا - پادریون کی خراب حالت - عربون نے عیسائیون کو مذہبی آزادی
بخشی - ایسے عیسائیون پر مسلمانون کی تہذیب کا اثر - جو عربی زبان پڑھتے
تھے اور عربی لباس اور طرز اختیار کرتے تھے - اسلام قبول کرنے کے
اسباب - قرطبہ کے عیسائی شہید جو جان بوجھ کر ہلاک ہوتے تھے -
کس حد تک اسلام کی اشاعت ہوی ۱۴۵

صفحہ

باب ششم

یورپ کی عیسائی قومون مین ترکون کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت

حکومت ترک کے آغاز سے دوسو برس تک عیسائی رعایا کے ساتھہ ترکون کے تعلقات سلطان محمد ثانی نے یونانی کلیسا کو مذہبی آزادی دی - ترکی حکومت کے فوائد اور اوسکے نقصان - عیسائیون کے بچے جو خراج مین لیے جاتے تھے - جزیہ - خاص خاص لوگون کے ظلم - جبراً مسلمان کرنیکی مثالین بہت کم ہین - دعوت اسلام مین ترکونکی کوشش - حالات جنہون نے اسلام کی اشاعت مین مدد پہونچائی - یونان کی کلیسا کی ذلیل حالت - یونانی پادریون کا ظلم - ترکون کا اخلاقی تفوق - فتوحات ترک کا باعث اثر - عیسائی غلامون کا اسلام قبول کرنا - البانیا مین اسلام کی اشاعت - البانیا کی فتح - اہل البانیا ملکی آزادی پسند کرتے تھے - عیسائی مذہب کا رفتہ رفتہ زوال ہوا - اور اس زوال کے اسباب - سرویا مین اسلام کی اشاعت - اہل سرویا کا ترکون سے اتفاق کرنا - قدیم سرویا کے علاوہ سرویا خاص مین خاصکر شرفاور دوسا کا اسلام لانا - مانٹ نیگرو (جبل الاسود) مین اسلام کی اشاعت - بوسینا مین اسلام کی اشاعت - فرقہ بگومائل - فرقہ بگومائل کے عقائد مین جو عیسائیون کا بدعتی فرقہ تھا اور مسلمانون کے عقائد مین مشابہت - جزیرہ کریٹ مین اسلام کی اشاعت - نوین صدی عیسوی مین اہل کریٹ کا اسلام قبول کرنا - وینس کی سلطنت کا ظلم - ترکون نے کریٹ کو فتح کیا - اہل کریٹ مسلمان ہوے -

صفحہ

باب ہفتم

ایران اور وسط ایشیا مین اسلام کی اشاعت

اہل عرب کے فتوحات کے زمانہ مین ایران کی مذہبی حالت - اہل ایران کے اکثر فرقون نے اسلام کا خیر مقدم کیا - قدیم مذاہب ایران اور اسلام کی باتون مین مشابہت - مسلمانون نے مذہبی آزادی دی - اہل ایران مسلمان ہوے - فرقہ اسماعیلیہ اور اوسکے داعیان مذہب - وسط ایشیا اور افغانستان مین اسلام کی اشاعت ۲۲۹

باب ہشتم

مغلون اور تاتاریون مین اسلام کی اشاعت

فتوحات مغل کا حال - بدہ اور عیسائی مذہب اور اسلام مین رقابت کہ مغلون کو اپنا پیرو بنائین - مغلون کے اصلی مذہب - شمانائی کا حال - مغلون مین بدہ مذہب عیسائی مذہب اور اسلام کی اشاعت - اسلام کو اپنی اشاعت مین جو مشکلین پیش آئین - مسلمان رعایا پر بعض مغل بادشاہون کا ظلم - ابتدا مین جو مغل مسلمان ہوے - برکہ خان پہلا مغل بادشاہ تہا جسنے اسلام قبول کیا - ایلخانیون کا اسلام لانا - چغتائیہ مغلون کا مسلمان ہونا - سیر یا وار دا مین اشاعت اسلام کے حالات - ازبک خان - روسیون کو مسلمان کرنیمین ازبک کامیاب رہا - آج کل سلطنت روس مین اسلام کا پہیلنا - ملک سائبیریا کی تاتاریون کا مسلمان ہونا ۲۳۹

باب نہم

ہندوستان مین اسلام کی اشاعت

ہندوستان مین مسلمان آبادی کی تقسیم - ہندوستان کے مسلمان بادشاہون

	صفحہ
نے اسلام کی اشاعت مین کس حد تک حصہ لیا۔ اجنبیون اور اور لوگون کا اسلام قبول کرنا۔ دعاۃ اسلام نے ہندوستان مین کیا کام کیا۔ جنوبی ہندوستان مین اسلام کا پھیلنا۔ ابن ملک اور اونکے مصاحبون نے دعوت اسلام مین کوشش کی۔ حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے عہد حکومت مین لوگ زبردستی مسلمان کیے گیے۔ موپلا کی مسلمان قوم۔ جزائر مالدیپ مین اسلام کی اشاعت۔ دکن مین اسلام کا پھیلنا عرب کے قدیم داعیان اسلام اشاعت مین خاص خاص مسلمانون کی کوشش۔ سندھ مین اسلام کی اشاعت۔ عربون کی حکومت اور رعایا کو مذہبی آزادی کا ملنا۔ خاص خاص داعیان اسلام کا ذکر۔ خوجہ اور بورہ قوم کا مسلمان ہونا۔ بنگال مین اسلام کی اشاعت۔ صوبہ بنگال مین مسلمانون کی حکومت۔ نیچ قومون کا بکثرت اسلام قبول کرنا۔ کچھ زمانہ سے شعار اسلام کا زندہ ہونا۔ ہندوستان کے باقی حصون مین داعیان اسلام کی کوشش۔ موجودہ زمانہ مین دعوت اسلام کی تحریکین۔ حالات جن سے اسلام کی اشاعت مین آسانی پیدا ہوی۔ ہندوؤن مین ذات برادری کی سختیان۔ ہندوؤن کا مسلمان فقیرون اور درویشون سے اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ کشمیر اور تبت مین اسلام کی اشاعت	۲۶۹

باب دہم

چین مین اسلام کی اشاعت

چین مین اسلام کے متعلق قدیم خبرین۔ مستند مورخ یا سیاح جنہون نے چین مین اسلامی اشاعت کا حال لکھا۔ یعنی پروفیسر وہلیف اور دے تیرسان اور سید سلیمان۔ عربون سے اہل چین کے تعلقات۔ شمال مغرب مین اسلام کی اشاعت مغلون کی فتوحات کا اثر جنوبی ملک مین اسلام کا پھیلنا۔ چین مین عربون کی قدیم آبادیان۔ وہاب ابن ابی کبشہ۔ چین کی گورنمنٹ کے ساتھ مسلمانان چین

صفحہ
کے تعلقات - تبلیغ اسلام مین چین کے مسلمانون کی کوشش ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۱۳

باب یازدہم

افریقہ مین اسلام کی اشاعت

شمالی افریقہ مین اہل عرب - بربر قوم کے لوگون کا مسلمان ہونا - تبلیغ اسلام مین عبداللہ ابن یسین کی کوشش - سوڈان مین اسلام کا شائع ہونا - اسلامی سلطنتون کا قائم ہونا - دعوت اسلام کی تحریکون کا حال - دانفودیو عثمان الامیر غنی فرقہ قادریہ - تجانیہ - اورسنوسیہ - مغربی ساحل افریقہ پر اسلام کا شائع ہونا - اشانطی - داہومی - مشرقی ساحل پر اسلام کی اشاعت - مسلمانون کی قدیم آبادیان - گالا قوم - سومالی قوم - کیپ کولونی مین اسلام کی اشاعت - افریقہ کے داعیان اسلام کا حال اور لوگون کو مسلمان کرنے کے متعلق اونکے طریقون کا ذکر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۳۵

باب دوازدہم

مجمع الجزائر ملایا مین اسلام کی اشاعت

مجمع الجزائر ملایا اور عرب اور ہندوستان مین قدیم تعلقات - اسلام کی اشاعت کے طریقے - اشاعت اسلام کی تاریخ - جزیرہ سمطرہ - جزائر ملایا - جزیرہ جاوا جزائر ملوکا - جزیرہ بورنیو - جزیرہ سلیبیز - جزائر مندانو اور زولو - پاپوان قوم مین اسلام کا پھیلنا - داعیان اسلام اور مسلمان تاجر اور حاجی ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۸۱

باب سیزدہم

خاتمہ

اسلام مین اشاعت مذہب کے لیے کسی باقاعدہ سررشتہ یا انتظام کا نہونا۔ دعوت اسلام کے متعلق مسلمانون کا ذاتی تشوق۔ داعیان اسلام کون لوگ ہین۔ اسباب جن سے اونکو کامیابی ہوی۔ کلمۂ اسلام کی سادگی۔ مذہب اسلام مین مذہبی عقائد کا عقل پر منحصر ہونا اور پابندی اعمال۔ اسلام بزور شمشیر نہین پہیلا۔ اسلامی سلطنتون نے غیر مذہب والون کو مذہبی آزادی دی۔ حالات جس سے قدیم زمانہ مین اور آج کل اسلام کی ترقی ہوی۔ ۴۳۳

ضمیمہ اول

جہاد۔ اس لفظ کے معنی۔ آیات قرآنی جن مین یہ لفظ آیا ہے۔ .. ۴۵۵

ضمیمہ دوم

الہاشمی کا خط الکندی کے نام دعوت اسلام کی غرض سے ۴۶۸

ضمیمہ سوم

مسلمان اور غیر مذہب کے لوگون کے درمیان مناظرانہ تحریرین ۴۸۱

ضمیمہ چہارم

ایسے لوگون کا اسلام قبول کرنا جنکو مسلمان ہونے کے لیے داعیان اسلام سے براہ راست ہدایت نہین پہونچی۔ ۴۸۳

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوت اسلام

باب اول

پروفیسر مکس مولر نے مسیحی مشنون کی دعا کے جلسہ مین جو دسمبر ۱۸۷۳ء مین وسٹ منسٹر ابی مین منعقد ہوا اپنا لکچر دیا جب سے یہ ایک معمولی بات ہوگئی ہے کہ دنیا کے چھ بڑے مذہبون تبلیغی اور غیر تبلیغی مذہبون مین تقسیم کیے جاسکتے ہین - قسم آخر مین یہودی - برہمنی - اور زردشتی مذہب داخل ہین اور قسم اول مین بودہ مت - عیسائی مذہب اور اسلام شامل ہین - پروفیسر مذکور نے تبلیغی مذہب کی تعریف کہ اس سے کیا مراد لینی چاہیے نہایت خوبی سے یہہ کی ہے کہ "تبلیغی مذہب وہ ہے جس مین سچائی کا پھیلانا اور غیر مذہب والونکو اپنے مذہب مین لانا بانی مذہب یا اوسکے جانشینون نے جو اوسکے قریب زمانہ مین ہوے مذہبی فرض تک پہونچا دیا ہو ..... یہہ ایمان والون کے دل کی سچائی کا جوش ہوتا ہے جو چین سے نہین بیٹہتا تاوقتیکہ وہ خیال سے کلام سے عمل سے اپنے تئین ظاہر نہ کرے اور اوسکو اوس وقت تک چین نہین آتا جبتک کہ وہ اپنے پیغام کو ہر انسانی روح تک نہ پہونچا دے اور جس چیز کو وہ برحق یقین کرتا ہے اوسکو بنی نوع انسان کا ہر شخص برحق تسلیم کرنے لگے"[1]

مذہب کی سچائی کا ایسا ہی جوش ہے جسنے مسلمانون مین روح پہونک دی کہ اسلام کی خبر کو

[1] مسٹر لایل کے آرٹیکل موسومہ بہ "مشنری ریجنز" پر ایک نوٹ فورٹ نائٹلی ریویو جولائی ۱۸۷۴ء

جس سرزمین مین داخل ہون اسکے باشندون کے پاس پہونچائین اور یہی جوش ہے جسنے مستحق کیا کہ انکا مذہب ٹھیک اون مذہبون مین شمار ہو جنکو ہم تبلیغی یا مشنری مذہب کہتے ہین اسی تبلیغی سرگرمی کے پیدا ہونیکی تاریخ اور اوسکے برانگیختہ کرنیوالی طاقتون کا حال اور اوسکے عمل کے طریقون کا بیان ہے جن سے اس کتاب کا مضمون مرتب ہوتا ہے سترہ کروڑ تیس لاکھ مسلمان جو آج دنیا کے پردہ پر موجود ہین وہ اسی مذہبی حمیت کے کامونکی شہادت ہین جو بارہ صدیون کے زمانہ مین سرانجام ہوے۔

وہ سرمدی اور حیات بخشنے والی صداقت یعنی خدائے احد کی خبر اہل عرب کو ساتوین صدی عیسوی مین اس نبی نے پہونچائی جسکے علم کے نیچے عرب کے منتشر قبیلے جمع ہو کر ایک قوم بنگئے اور اس نئی قومی حیات کی جنبشون سے پر ہو کر اور دینی حمیت اور گرمجوشی کے ساتھ جسنے انکی لشکرون کو قریب قریب وہ طاقت بخشی جو مغلوب ہونا نہ جانتے تھے دنیا کے تین برظعون پر سیلاب کی طرح پھیل گئے تاکہ فتح کرین اور محکوم بنائین۔ شام۔ فلسطین۔ مصر۔ شمالی افریقہ۔ فارس پہلے ملک تھے جنہون نے اسلامیون کے سامنے سر تسلیم جھکایا۔ مغرب مین ہسپانیہ کی طرف بڑھ کر اور مشرق مین دریاے سندھ عبور کر کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے دیکھا کہ آپ کی وفات کے سو برس بعد وہ ایسی سلطنت کی مالک ہے جو روما الکبریٰ کی شہنشاہی سے بھی جسکا اسکی سطوت کا آفتاب نصف النہار پر تھا وسیع تر ہے۔

اگرچہ اسکے بعد اس بڑی اسلامی سلطنت کے حصے ہو گئے اور اسلام کی پولیٹکل قوت کم ہو گئی تاہم اسکی دینی فتوحات ویسی ہی بے روک ٹوک جاری ہین۔ جب مغل کے وحشی گروہون نے بغداد کو تاراج کیا (۱۲۵۸ء) اور خاندان عباسیہ کی پژمردہ شوکت کو خون مین غرق کر دیا۔ جبکہ فرونند لبونی و قسطیلی نے مسلمانون کو قرطبہ سے نکال دیا (۱۲۳۶ء) اور زناطہ نے جو اخیر مستحکم جاے پناہ اسلام کے لیئے ہسپانیہ مین رہ گیا تھا عیسائی بادشاہ کو خراج دیا تو اسلام نے اوسی زمانہ مین جزیرہ سماٹرا مین اپنا قدم جمایا اور مجمع الجزائر ملیے کے جزیرون

مین وہ اپنی زبردست قوت جاری کرنیوالا ہوگیا۔ ملکی تنزل کی ساعتون مین اسلام نے بعض عظیم الشان کامیابیان حاصل کین۔ دو بڑے تاریخی موقعون پر وحشی کفار نے مسلمانونکو پامال کیا۔ یعنی سلجوقی ترکون نے گیارہوین صدی عیسوی مین اور مغلون نے تیرہوین صدی عیسوی مین۔ لیکن دونون صورتون مین فتح کرنیوالون نے جنکو فتح کیا تھا اونہی کا مذہب اختیار کرلیا۔ دنیوی طاقت سے محروم اور ملکی اغراض سے بے لگاؤ دعاۃ اسلام نے اپنے مذہب کو وسط افریقہ اور ملک چین اور مشرقی جزائر ہند مین پہونچایا۔

آج کے دن اسلام داکو سے لیکر زنجبار تک اور سارالیون سے سایبیریا اور چین تک اور بوسینیا سے لیکر نیوگنی تک پہیلا ہے۔ ایسی ملکون کی حدود سے باہر جنکو تخصیص کے ساتھہ اسلامی کہہ سکتے ہین اور ایسی سرزمینون سے باہر جیسے ممالک چین و روس ہین جہان مسلمان کثیر تعداد مین موجود ہین مسلمانون کے چند چھوٹے چھوٹے گروہ ایسے بھی ہین جو منکرین کی کثرت مین اسلام کے شاہد ہین۔ ان مین پولش زبان بولنے والے مسلمان ہین جو تاتاری النسل ہین اور لتھوانیا مین آباد ہین اور جو کونو۔ دلنو اور گرودنو کے اضلاع مین رہتے ہین۔ اور کیپ کولونی کے ڈچ بولنے والے مسلمان ہین اور ہندوستان کے قلی ہین جنہون نے اسلام کو مغربی جزائر ہند اور برٹش گائنا اور ڈچ گائنا مین پہونچایا ہے۔ قریب ہی کے زمانہ مین چند لوگ انگلستان مین (جہان نو مسلمون کی تعداد ۱۸۹۴ء مین ۳۷ تک بڑھ گئی ہے) اور امریکا اور اسٹریلیا مین مسلمان ہوئے ہین۔

کرۂ ارض کے اسقدر وسیع حصہ پر اسلام کی اشاعت بہت سے اسباب مثلاً سوشل۔ ملکی اور مذہبی کا نتیجہ ہے مگر سب سے قوی سبب اس مہتم بالشان نتیجہ کا دعاۃ اسلام کی متواتر محنتین ہین جنہون نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کام مین افضل مثال مانکر منکرین کی دعوت مین اپنے تین صرف کردیا۔

لہ کلو۔ جلد ۵ صفحہ ۳۳۴

تاریخ اسلام مین دعوت مذہب کا فرض ایسا خیال نہین ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو بلکہ اوسکی ہدایت ابتدا ہی سے مسلمانون کو ہوئی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی مفصلۂ ذیل آیات سے مستنبط ہوتا ہے۔ یہہ آیات اوقات نزول کی ترتیب سے یہان درج کی جاتی ہین۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ سورۃ النحل آیت ۱۲۶ یعنی لوگون کو دانائی اور نیک نصیحت سے سے اپنے پروردگار کے رستہ پر بلاؤ اور اون سے جھگڑا کرو مگر ایسے طریقہ سے کہ وہ اچھا ہے۔

وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْکِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳ یعنی جن لوگون نے انبیا کے بعد ورثہ مین کتاب پائی ہے وہ اوس کتاب کے مطلب مین بہت شبہہ کرتے ہین۔

فَلِذٰلِکَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ کِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمُ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ اللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ۔ سورۃ الشوریٰ آیت ۱۴ یعنی اس لیئے تو اونکو بلاؤ اور جو تمکو حکم دیا گیا ہے اوسپر مضبوط رہو اور اونکی خواہشون کی پیروی مت کرو اور کہدو کہ مین اس کتاب پر ایمان لایا ہون جو خدا نے اُتاری ہے اور مجکو حکم ہوا ہے کہ مین تم مین ٹھیک بات کہون کہ اللہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے لیئے ہمارے عمل ہین اور تمہارے لیئے تمہارے عمل۔ ہم مین اور تم مین کچھہ جھگڑا نہین ہے۔ اللہ ہمکو اور تمکو اکٹھا کریگا اور اوسی کے پاس جانا ہے۔

ایسی ہی احکام اون سورتون مین پائے جاتے ہین جو مدینہ مین ایسے وقت مین نازل ہوئین جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت مین ایک بڑا لشکر تھا اور آپ کو سب وقتون سے زیادہ قوت حاصل تھی۔ اور وہ یہہ ہین۔

وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ - سورہ الم آل عمران - آیت ۱۹ - یعنی وہ جنکے پاس کتاب ہے اور جو اُن پڑھ ہین یعنی عرب کے رہنے والے اون سے پوچھہ کہ کیا تم میری بات مانتے ہو - ؟ پہر اگر اونہون نے مانی تو بیشک ہدایت پرہین اور اگر وہ نہون نے نہ مانی تو تیرا کام حکم پہنچا ہی دینا ہے اور اللہ اپنے بندون کو خوب پہچانتا ہے -

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ - سورہ الم آل عمران آیت ۹۹ - یعنی اسیطرح اللہ تمہارے لیے اپنے حکم کھولکر بیان کردیتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ -

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - سورہ الم آل عمران آیت .. یعنی اور چاہیئے کہ تم مین کچھہ لوگ ہون جو لوگون کو بہلائی کی طرف بلاوین اور اچھی باتون کے کرنے کا حکم دین اور بری باتون کے کرنے سے منع کرین اور وہی لوگ ہین فلاح پانیوالے -

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ - سورہ الحج - آیت ۶۶ - یعنی ہر گروہ کے لیئے ہمنے حج کرنے کا طریقہ ٹھہرا دیا ہے اور وہ اوسی طریقہ سے حج کرتے ہین پہر اس کام مین تو اونسے جھگڑا مت کر اور اونکو اپنے پروردگار کی طرف بلا بیشک تو سیدہے رستہ پر ہے -

وَاِنْ جَادَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ - سورہ الحج آیت ۶۷ یعنی اور اگر وہ تجھہ سے جھگڑا کرین تو کہہ دے کہ جو تم کرتے ہو اوسکو اللہ جانتا ہے -

مندرجہ ذیل آیات سورہ توبہ سے نقل کی جاتی ہین جسکی نسبت خیال ہے کہ وہ اخیر سورہ ہے جو نازل ہوی ہے -

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ - سورہ التوبہ آیت ۶ - یعنی اگر کوئی مشرک لڑائی مین تجھہ سے پناہ مانگے تو اوسکو پناہ دے تاکہ وہ خدا کا کلام سُنے پہر اوسکو اوسکی امن کی جگہہ پہونچا دے -

ان منکرون کی نسبت جنہون نے اپنے عہد توڑے تھے اور جنہون نے "اللہ کی نشانیون کے بدلے تھوڑا مول لیا اور دوسرون کو اوسکے رستہ سے روکا" اور وہ جنہون نے "کسی مسلمان کے حق مین قرابت مندی اور عہد کی رعایت نہ کی" انکی نسبت کہا گیا۔

فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ - سورۃ التوبہ آیت ۱۱ یعنی پھر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑہتے رہین اور زکوۃ دیتے رہین تو وہ تمہارے دینی بھائی ہین اور ہم تفصیل سے تمام احکام اون لوگون کو بتا دیتے ہین جو سمجھتے ہین۔

پس اسلام اپنے آغاز ہی سے کیا اصول مین اور کیا عمل مین تبلیغی مذہب رہا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خود اسی تعلیم و تلقین کی مثال ہے اور آپ دعاۃ اسلام کے اوس طویل سلسلہ کے افسر ہین جسنے منکرون کے دلون مین اپنے دین کے لیئے رستہ کھول دیا اسکے علاوہ جابر کے ظلم کے اور متعصب کے قہر و غضب مین تبلیغ اسلام کی شہادتون کو تلاش کرنا ایسا ہی فضول کام ہے جیسے کہ ایک خیالی شخص کے کامون مین جسکی نسبت خیال ہو کہ (نعوذ باللہ) ایک اسلامی جنگجو تھا کہ ایک ہاتھہ مین قرآن کہتا تھا اور دوسرے مین تلوار اس بات کو ڈھونڈھنا عبث فعل ہوگا۔ بلکہ اشاعت اسلام کی تحریک کا نشان دعاۃ اسلام اور تجار کی خاموش کوششون مین ملتا ہے۔ جنہون نے اسلام کو دنیا کے ہر گوشہ مین شائع کیا۔ وعظ اور دعوت اسلام مین یہ امن کے طریقے اوس وقت ہی نہین اختیار کیے گئے جبکہ ملکی حالات نے جبر و اکراہ کو ناممکن یا خلاف مصلحت ٹھہرایا جیسا کہ بعض لوگ ہمکو یقین دلاتے ہین بلکہ قرآن کی آیات مین نہایت تاکید سے انکا حکم ہر حال مین دیا گیا ہے جیسا کہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا - سورۃ المزمل آیت ۱۰ یعنی جو کچھہ وہ کہتے ہین یعنی تجکو جھوٹا بتاتے ہین اوسپر صبر کر اور نیکدلی کے ساتھہ اونسے الگ تیلگ ہو جا۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا - سورۃ المزمل آیت ۱۱ یعنی

اور چھوڑ دے مجکو اور اون دولتمند جھٹلانیوالون کو اور اون کو تھوڑی سی مہلت دے۔

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ... اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ

سورۃ الجن آیت ۲۴ یعنی کہہ دے کہ نہ میرے اختیار مین تمکو نقصان پہونچانا ہے نہ فائدہ ... مین تو خدا کی طرف سے خبر لاتا ہون اور اوسکا پیغام پہونچا دیتا ہون۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ سورۃ الجاثیہ آیت ۱۳۔ یعنی جو لوگ ایمان لاچکے ہین اونسے کہہ دے کہ اون لوگون سے درگذر کرو جو خدا کے عذاب کی امید نہین رکھتے تاکہ جو کچھ وہ کماتے تھے خدا اون کو اوسکی سزا دے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ۔ سورۃ النحل آیت ۳۷۔ یعنی جو لوگ کہ شرک کرتے ہین اونہون نے کہا کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم اوسکے سوا کسی چیز کو پوجتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم خدا کے حکم بغیر کسی چیز کو حرام جانتے۔ ان سے پہلون نے بھی یہی کیا ہے پھر کیا پیغمبرون پر اور کچھ ہے بجز صاف صاف پیغام پہونچانے کے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ۔ سورۃ النحل آیت ۸۴۔ یعنی پھر اگر وہ نہ مانین تو صرف تیرا کام صاف صاف حکم پہونچا دینا ہے۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴۵ یعنی اور اہل کتاب سے بجز اون لوگون کو کہ جنہون نے اون مین سے زیادتی کی ہے جھگڑا مت کرو مگر ایسے طریقے سے جو اچھا ہو اور کہو کہ ہم اوسپر جو ہمارے پاس بھیجا گیا ہے اور جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے ایمان رکھتے

ہین اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اوسی کو مانتے ہین۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ۔ سورۃ الشوریٰ آیت ۴۷۔ یعنی پہر اگر وہ نہ مانین تو ہمنے تجکو اون پر نگہداشتہ بناکر نہین بہیجا۔ تیرے ذمہ سواے حکم پہونچا دینے کے کچہہ نہین ہے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ سورہ الر یونس آیت ۹۹۔ یعنی اگر تیرا خدا چاہتا تو سب لوگ ایک ساتہہ ایمان لے آتے۔ کیا تو لوگون پر دباو ڈالتا ہے کہ وہ مسلمان ہوجاوین؟

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ سورۃ السبا آیت ۲۷۔ یعنی اور ہمنے تجکو نہین بہیجا مگر اس لیئے کہ تو تمام لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ہو یہہ ہدایتین مکی سورتون ہی مین نہین بلکہ کثرت سے اون سورتون مین بہی پائی جاتی ہین جو مدینہ مین اُتریں۔

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ۔ سورہ الم البقر آیت ۲۵۷ یعنی دین مین لانے کے لیئے جبر کرنا نہین ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ سورۃ التغابن آیت ۱۲۔ یعنی خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پہر اگر نہ مانو تو ہمارے رسول کا کام صرف صاف صاف حکم پہونچا دینا ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ سورۃ النور آیت ۵۳۔ یعنی کہہ دے کہ خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پہر اگر تم نے نہ مانا تو اوس کا کام وہ ہے جو اوسکے ذمہ ڈالا گیا ہے اور تمہارا کام وہ ہے جو تمہارے ذمہ ڈالا گیا ہے اور اگر تم اوسکا حکم مانوگے تو ہدایت پاوگے اور رسول کے ذمہ سواے صاف صاف حکم پہونچا دینے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ - سورۃ الحج آیت ۴۸ - یعنی کہدے کہ اے لوگو مین تو تمکو علانیہ ڈرانے والا ہون -

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا - سورۃ الفتح آیت ۸ - یعنی ہمنے تجھ کو بھیجا ہے خدا کو برحق بتانیوالا اور لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا -

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا - سورۃ الفتح آیت ۹ - یعنی تاکہ تم خدا پر اور اوسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اوسکی مدد کرو اور اوکی تعظیم کرو اور صبح شام اوسکو یاد کرو -

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ - سورۃ المائدہ آیت ۱۶ - یعنی اور تو ہمیشہ اون مین سے چند لوگون کے سوا اون لوگونکی دغابازی کی خبر پاتا ہے - تو اونکو معاف کر اور اونسے درگزر کر - خدا نیکی کرنیوالون کو پسند کرتا ہے -

فیل کے صفحون کا مقصد یہہ ظاہر کرتا ہے کہ تبلیغ مذہب کے اس اعلیٰ خیال کو تاریخ نے عملی صورت مین کس طرح دیکھا اور تبلیغ کے اصولون کو دعاۃ اسلام کیونکر عمل مین لائے ناظرین کو پہلے ہی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کتاب کا مقصد یہہ نہین ہے کہ مسلمانون کے جبر و تعدی کا حال تحریر کرے بلکہ غرض فقط یہہ ہے کہ وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت کا حال لکھا جاوے - یعنی اس کتاب کا یہہ مقصد نہین ہے کہ جو مثالین جبر و تبدیل مذہب کی ہین اور اسلامی کتب تواریخ مین جابجا بیان ہین اونکو لکھے - یورپ کے مصنفون نے ایسی مثالون پر زور دینے مین جو عرق ریزی کی ہے کہ اونکو بھول جانیکا خوف پیدا نہین ہو سکتا - لیکن وہ دعوت اسلام کے تاریخی دائرہ مین نہین آتین مسیحی شنون کے حالات مین ہم قدرتی طور پر سینٹ کنڈگر اور سینٹ ولیہڈ کی کوششون کی طرف جو اونہون نے بت پرست قوم سکسن کے لیئے کین زیادہ متوجہ ہوتے ہین بجاے اون اصطباغون کے

جو بادشاہ شارلمین نے عیسائی بنانے کے لیئے تلوار کے زور سے اس قوم کو دیئے۔ ملک ڈنمارک کے سچے مشنری سینٹ انسگر اور اوسکے جانشین تھے نہ کہ بادشاہ نٹ جس نے بت پرستی کو بجبر اپنے ملک سے نکالا[۵۱]۔ ایبٹ گوڈفرائڈ اور بشپ کرسچن۔ اگرچہ بت پرست بروشن لوگون کو عیسائی کرنے مین کم کامیاب ہوے لیکن وہ مسیحی مشن کے کام کے بہتر طاہر کرنیوالے بہ نسبت "برادران شمشیر" اور اوصلیبی مجاہدون کے تھے۔ جنہون نے اپنے کام کو آگ اور تلوار سے ختم کیا۔ "فرقہ سپاہ مسیح کے بہادرون نے" لودنیا کے باشندون کو زبردستی عیسائی کیا۔ لیکن یہ جنگجو مذہب کے پھیلانے والے نہین بلکہ مانک ہڈ اور تھیوڈورک وہ لوگ ہین جنکی طرف ہم اشارہ کرسکتے ہین کہ وہ اپنے ملک مین مسیحی مذہب کے سچے مشنری تھے۔ فرقہ جیسویٹ کے مشنریون[۵۲] نے بعض دفعہ جو سخت ظلم کے طریقے اختیار کیے وہ سینٹ فرنسس زیویر اور اور واعظین مذہب عیسوی کی عزت جسکے وہ مستحق ہین کم نہین ہوسکتی اور نہ ولن ٹائن جزیرہ امبونا مین اس جدسے کم درجہ کا مسیحی رسول ٹھہر سکتا ہے کہ ۱۶۹۹ء مین ایک حکم اس جزیرہ کے راجاؤن کے نام جاری ہوا تھا کہ بت پرستون کی ایک تعداد اصطباغ پانے کے لیئے اوس وقت موجود رہا کرے جبکہ پادری[۵۳] اپنے دورہ مین اونکے پاس پہونچے۔ اسیطرح سے یہ نہین ہوسکتا کہ المتوکل۔ الحاکم۔ ٹیپو سلطان کو ایسا داعی اسلام مانا جاوے جس سے مثال قائم ہو اور مولانا ابراہیم کو جو جزیرہ جاوا مین ولی ہوے ہین اور خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کو جو ہندوستان مین بڑے ولی اللہ گزرے ہین اور اور بیشمار لوگون کو جنہون نے امن کے طریقون سے لوگون کو مسلمان کیا مستثنے کردیا جاوے۔

---

۵۱ دیکھو تھارو فلدیہ کی تاریخ صفحہ ۴۰۰ ع۔ "بہت سی لڑائیون اور قتل عام کے بعد سکسن لوگ برابر ہوے اور آخر کار انکو عیسائی بنایا گیا اور وہ فرنگ کی حکومت کی محکوم ہوگئی"۔ پیرنظ منوست گرانی ہسٹری کا۔ جلد یکم صفحہ (۳۴۹) (صفحہ ۱۵۶-۵۹ تک بھی دیکھو)

۵۲ مذہب کی اشاعت کے جوش سے شمقل دسے غیر دنکی سلطنت پر جاوا کیا اور فتوح اور محکوم قومون پر عیسائی مذہب کا جوا رکھ دیا۔ بریوار کوم جیسون ۱۹۔

۵۳ مارٹن ولیمیئر دی لاکروزیہ۔ ہستویر دو کرسچنا نسم دیزاند صفحہ ۵۲۹-۵۳۱ (دی ہیگ ۱۷۲۴ء)

۵۴ رد ٹوی لستویر دی ایجیون جلد یازدہم صفحہ ۸۹۔

باب دوم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی پر واعظ اسلام کی حیثیت سے توجہ

اس باب مین یہہ تجویز نہین ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی مین جو متعدد تصانیف لکھی گئی ہین اسی قسم کی کوئی تصنیف اضافہ کی جاوی - بلکہ مقصد یہہ ہے کہ آپکی زندگی مبارک کی مختلف حالتون مین سے فقط ایک حالت کو مطالعہ کیا جاوے یعنی وہ حالت جس مین آپ اسلام کے واعظ اور لوگون مین مذہب جدید کے رسول مبعوث ہوکر ظاہر ہوے[1] - بانی اسلام اور اشاعت اسلام کے شروع کرنے والے کی زندگی سے قدرتی طور پر توقع ہوسکتی ہے کہ اسلام کی تبلیغی کوششون کی اصلی کیفیت اس سے ظاہر ہوگی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی معمولی مسلمان کے حق مین اسکے چلن کے لیئے نمونہ اور مثال ہوسکتی ہے تو داعی اسلام کے لیئے اسکا مرتبہ اس سے بھی زیادہ ہوگا پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلی مثال سے اوس جوش اور حمیت مذہب پر کسی قدر علم حاصل ہونے کی امید ہوسکتی ہے جس نے اون لوگون مین تحریک پیدا کی ہوگی جو اس مثال کی پیروی کے

[1] سوائے ان مقامات کے جہان خاص طور پر کسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہو اس باب مین جسقدر واقعات بیان ہین وہ پیرسوال - میور - سپرنگر - کرمل وغیرہ وغیرہ کی تصانیف مین جو آنحضرت صلعم کی سیرت پر لکھی گئی ہین مل سکتی ہین - جہان کہین کلام مجید کی آیات (یا آیات کے حصے) نقل ہین وہ واقعات نزول کی ترتیب سے ہین -

ہمیشہ جویا رہے ہونگے۔ اور ان طریقوں کے تحقیق ہونیکی بھی امید ہو سکتی ہے جنکی نسبت متوقع رہنا چاہیے کہ دعاۃ اسلام نے مذہب کی اشاعت کے لیے اختیار کیے ہونگے۔ کیونکہ تبلیغ اسلام کا جوش اسلامی تاریخ میں ایسا خیال نہیں ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو بلکہ وہ مذہب میں مذہب کی ابتدا ہی سے شامل ہے اور ذیل کے بیان کا منشا یہی مرتبا ہر کرنا ہے۔ پس رسول اللہ صلعم کی ابتدائے تاریخ کو بیان کرنا یا اُن واقعات کو لکھنا جنمیں آپ بعثت کی عمر کو پہونچے یا مدبر ملک اور سالار فوج ہونے کی حیثیت سے آپ کے حالات پر غور کرنا ہمارے مقصد سے زائد ہوگا۔ ہماری توجہ آپ کے حالات زندگی پر فقط واعظ اسلام ہونے کی حیثیت سے ہے۔

جبکہ مدت کے اندرونی اضطراب اور بے چینی اور غار حرا میں شب و روز کے استغراق اور دعا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرکار اپنی رسالت کا یقین ہو گیا اور وحی نے یاس و بیم کی حالت سے آپ کو بیدار کیا اور حکم دیا کہ آدمیوں میں اس حق کی منادی کریں جو روز بروز آپ کے دل پر قوت کے ساتھ منکشف ہو رہا تھا تو آپ کی ابتدائی کوششیں اول اپنے ہی خاندان کے لوگوں کی طرف رجوع ہوئیں تاکہ نئے دین کے حق ہونے پر انکو ترغیب و تحریص فرماویں۔ خدا کی وحدانیت کا یقین اور بت پرستی سے نفرت اور انسان کا فرض کہ خلق کی مرضی کو کل کرے یہ حقائق تھے جنکا آپ تسلیم ہونا چاہتے تھے۔ سب سے پہلے جس نے دعوت اسلام کو قبول کیا وہ رسول اللہ صلعم کی ثابت قدم اور رفیق بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں جنکو پندرہ برس ہوئے تھے کہ اپنے غریب شتہ دار کے ساتھ جسنے مضاربت کے طریقہ پر انکے مال کی اچھی تجارت کی تھی شادی کر چکی تھیں اور یہ کلمہ کہے تھے "اے میرے قرابتمند میں قرابت کے سبب سے جو ہم میں ہے اور تیری قوم تو قیر کے باعث جس سے لوگ تجھکو دیکھتے ہیں اور تیری دیانت اور حسن سیرت اور صداقت کلام کے باعث تجھ سے اُلفت رکھتی ہوں" حضرت خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت افلاس سے نکالا اور اس قابل کیا کہ آپ اس درجہ اور مرتبہ سے ہیں جسکے بسبب عالی نسب ہونے کے آپ مستحق تھے۔ لیکن یہ باتیں اوس فدائیت

اور محبت برتنے کے مقابلہ مین جن سے حضرت خدیجہؓ اپنے شوہر کے ترددات کو بانٹ لیتی تھین اور اوس دلسوزی اور تقویت کے سامنے جن سے یاس و نا امیدی کی ساعت مین وہ آپ کی معاونت کرتی تھین کچھ حقیقت نہین کہتین - جبکہ ایک دفعہ ایک رویا دیکھنے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مضطرب اور پریشان خدیجہؓ کے پاس تسلی کے لیئے گئے تو انہون نے آپ کی پریشانی طبیعت کو اسطرح بحال کیا "خوف نہ کر - کیونکہ تو خوشخبری لایا ہے - مین اب سے تجھ کو اپنی قوم کا رسول مانونگی - خوش ہو - اللہ تجھ کو شرمندہ نہ کریگا - کیا تو اپنے عزیزون سے الفت نہ رکھتا تھا - اپنے ہمسایون پر مہربان محتاجون پر فیاض - کلام کا سچا اور ہمیشہ حق کا حامی نہ تھا" اس طرح حضرت خدیجہؓ اپنی وفات تک جو تزوج کے پچیس برس بعد (۶۱۹ سنہ عیسوی مین) ہوئی جب کبھی رسول اللہ صلعم دشمنون کے ظلم سے ستائے گئے یا فکار سے پریشان ہوئے ہمیشہ ہمدردی کرنے تسلی و تقویت دینے کے لیے تیار اور مستعد رہین - آنحضرت صلعم کے حالات زندگی کا لکھنے والا لکھتا ہے "اسطرح حضرت خدیجہ اوس سچائی پر ایمان رکھتی اور گواہی دیتی تھین جو خدا کی طرف سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اسطرح خدا نے پسند کیا کہ اپنے رسول کے بوجھ کو کم کردے - کیونکہ انہون نے کوئی بات قوم کے انکار کی جو انکے رنج کا سبب ہوی ہو ایسی نہین سنی جسکو حضرت خدیجہؓ سے نہ کہا ہو اور حضرت خدیجہ پیغمبر خدا صلعم کو تسلی دیتین پر یقین دلاتین اور انکی مدد کرتین" سچ یہ ہے کہ "مانہ تاہل کی حسین اور کامل تصویرون مین سے یہ ایک تصویر ہے جو تاریخ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے -

ابتدائی مسلمانون مین رسول اللہ صلعم کے متبنےٰ زید بن حارثہ اور حضرت علی بن ابی طالب اور آپکے رفیق و دوست حضرت ابوبکر تھے جنکی نسبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد کو اکثر فرمایا کہ "مین نے کسی سے اسلام کے لیئے نہین کہا جسنے تردد اور پریشانی ظاہر نہ کی ہو مگر ابوبکر نے جسنے نہ توقف کیا اور نہ پریشان ہوا جب اسلام کی مین نے اسکو خبر دی" حضرت ابوبکرؓ دولتمند سوداگر تھے جنکی متدین خصائل اور ذہانت اور لیاقت کی وجہ سے شہر کے لوگ بہت عزت کرتے

تھے - اسلام قبول کرنیکے بعد انھون نے اپنی دولت کا بڑا حصہ مسلمان غلامون کے خریدنے مین صرف کیا جنپر اونکے آقا اس وجہ سے ظلم کرتے تھے کہ انھون نے رسول اللہ صلعم کی تلقین کو تسلیم کر لیا تھا - غالبًا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوشش سے پانچ بڑے شخص جو ابتدائے زمانے ہی مین مسلمان ہوے تھے اہل اسلام کی تعداد مین اضافہ ہوے - ان بزرگ شخصون کے نام یہ ہین - سعد ابن ابی وقاص رضؓ جو آیندہ زمانہ مین عجمیون کے فاتح ہوے - زبیر ابن العوام رضؓ جو رسول اللہ صلعم اور بی بی خدیجہ رضؓ دونون کے رشتہ دار تھے - طلحہ رضؓ جو بعد کو بڑے نامی شجاع ہوے عبدالرحمن بن عوف جو دولتمند سوداگر تھے - اور عثمان بن عفان رضؓ جو خلیفہ ثالث ہوے -

حضرت عثمانؓ کو شروع زمانہ مین بہت ایذائین اوٹھانی پڑین - انکے چچا نے انکو پکڑا اور باندھا اور کہا "کیا تو نے مذہب کو اپنے آبائی دین پر ترجیح دیتا ہے - مین قسم کھاتا ہون کہ جبتک تو اس نئے دین کو جسکی تو پیروی کرتا ہے ترک نہ کردیگا مین تجھکو نہ چھوڑونگا" حضرت عثمانؓ نے جواب دیا "خدا کی قسم مین کبھی اسکو ترک نہ کرونگا" حضرت عثمانؓ کے چچا نے جب یہ دیکھا کہ اسکو اپنے مذہب کے تعلق مین کیسا استحکام ہے تو انکو چھوڑ دیا -

اور اضافون کے ساتھ جو خاصکر غلامون اور مفلسون مین سے ہوے مسلمانونکی تعداد رسالت سے تین برس کے اندر چالیس کے قریب پہونچ گئی - جب ان آیس کی کوششون مین کامیابی ہونے سے ہمت ہوی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام مین زیادہ علی طریقون کے برتنے کا قصد فرمایا - آپ نے اپنے قبیلے کے لوگون کو جمع کیا اور انسے اسلام قبول کرنے کے لیے فرمایا اور ارشاد ہوا کہ "کسی عرب نے اپنی قوم کو ایسے بیشبہا فوایدپیش نہین کیے جیسے کہ مین تمہارے لیے لایا ہون - مین تمکو خوشی اس دنیا مین اور اوس زندگی مین جو آنے والی ہے دیتا ہون - کون تم مین سے اس کام مین میری مدد کریگا -؟" سب خاموش رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لڑکپن کے جوش مین بلند آواز سے کہا "ای اللہ کے رسول مین تیری مدد کرونگا" اسپر کل مجمع ہنستا ہوا برخاست ہوا -

اس وعظ کی ناکامی پر بغیر مایوس ہوئے آنحضرت نے بار بار ان لوگون کو آیندہ موقعون پر جمع کیا لیکن پیغام اور ہدایت کے عوض مین سوائے طعن اور استہزا کے اونہون نے کچھ نہ کیا۔ فی الحقیقت یہ ان ہی لوگونکی مخالفت کا زور تہا جو اس بات کا سبب ہوا کہ رسالت کے چوتہی برس مین آپ ارقم کے گھر مین جا رہے جو شروع زمانہ مین مشرف باسلام ہوے تہے۔ ارقم کا گھر خانہ کعبہ کے سامنے بیچ کے موقع پر ایسی جگہ تہا جہان آمد و رفت زیادہ رہتی تہی اور یہان حالت امن مین بغیر ہیجان کے پیغمبر خدا صلعم ان تمام لوگون کو تلقین فرماتے اور قرآن سناتے تہے جو تحقیق کے لیئے آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ اس طرح مسلمانون کی تعداد بڑہتی گئی اور دو برس کے اندر پچاس تک پہونچ گئی۔ قریش نے نیئے مذہب کی اس ترقی کو بہت بدظنی اور عداوت کی نظر سے دیکہا۔ انہون نے ہر طرح کے طریقے اختیار کیئے۔ دہمکیان دین وعدہ کیئے برا کہا دنیا کی عزت اور اختیار کا لالچ دلایا تاکہ رسول اللہ صلعم اس کام کو ترک کردین جو آپنے اختیار کیا تہا۔

۴ قریش مکہ نے ایک ہی مرتبہ نہین بلکہ کئی بار کوشش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کو اس خیال سے کہ وہ بنو ہاشم کے سردار تہے اور اوسی قبیلے سے آنحضرت صلعم بھی تہے اس بات کی ترغیب دین کہ آپ کو قریش کے آبائی مذہب پر سخت حملہ کرنے سے منع کرین۔ اور قریش نے دہمکی دی کہ اگر ایسا نہ کروگے تو زیادہ سخت طریقے آپ کے خلاف اختیار کیے جاوینگے۔ ابوطالب نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ اپنے اور پر اور اپنے خاندان کے سر آفت نہ لاوین مگر آپ نے فرمایا "اگر سورج اُتر کر میرے داہنے ہاتہہ پر آجاوے اور چاند بائین ہاتہہ پر اور مجہہ سے کہا جاوے کہ اس کام کو ترک کردے یا اسکے حاصل کرنے مین ہلاک ہوجا تو بھی مین اسکو نہ چہوڑونگا" ابوطالب یہ جواب سُنکر حیران ہوگئے اور آنحضرت سے کہا "وعظ کر جو تیری مرضی ہو۔ مین قسم کہاتا ہون کہ کبہی تجہہ کو تیرے دشمنون کے ہاتہہ مین نہ چہوڑون گا۔

جب اسلام کی مماعنت کے لیئے ایسے امن کے طریقے ناکام رہے تو قریش کا غیظ

وغضب و دلگنی تیزی کے ساتھ بھڑکا۔ وہ سمجھ گئے کہ اس نئے مذہب کی کامیابی سے اُنکے قومی مذہب اور قومی پرستش کی بربادی اور خانہ کعبہ کے متولیون کی دولت و اقتدار کا نقصان مراد ہے۔ رسول اللہ صلعم خود ابوطالب کی حفاظت مین امن سے تھے اور بنی ہاشم اگرچہ کچھ موافقت اوس مذہب سے نہ رکھتے تھے جو انکے قبیلہ کا شخص سکھاتا تھا مگر ایک ہی قبیلہ سے ہونیکا مستحکم خیال جو اہل عرب کے ساتھ مخصوص تھا اسنے آپ کو ایسے حملون سے محفوظ رکھا جو آپ کی جان لینے کے واسطے ہوتے گو مخالفین کی طعنہ زنی اور ایذا رسانی سے آپکو برابر سابقہ تھا۔ لیکن اُن غریبون کو جنکا کوئی محافظ نہ تھا اور غلامون کو سب سے زیادہ تکلیفین اوٹھانی پڑتی تھین۔ اونکو قید کیا جاتا تھا اور سخت اذیت دی جاتی تھی کہ اسلام کو ترک کرنے پر مجبور ہو جاوین۔ یہی موقع تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کو جو حبشی غلام تھے خرید کر آزاد کیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حبشہ کا پہلا ثمر کہا۔ بلالؓ کو نہایت بیدردی سے روز روز اذیت اس طرح اذیت دی جاتی تھی کہ جلتی دھوپ مین لٹا کر پیٹ پر بڑا پتھر رکھ دیا جاتا اور کہا جاتا کہ یا تو یہان پڑے پڑے مر جاؤ یا محمد کا دین چھوڑ کر بتون کو پوجو۔ بلالؓ ہمیشہ جواب دیتے "احد احد" نہین ہے خدا مگر ایک نہین ہے مگر ایک"۔ دو شخص ان تکلیفون کو سہتے سہتے مر گئے۔ چونکہ رسول اللہ صلعم مظلوم مسلمانون کو دشمنون کی ایذا دہی سے رہا نہ کر سکتے تھے اس لیے آپ نے انکو صلاح دی کہ حبشہ مین جا کر پناہ لین اور رسالت کے پانچوین برس مین (سنہ ۶۱۵ع) گیارہ مرد اور چار عورتون نے سمندر پار کر کے حبشہ کو ہجرت کی۔ حبشہ کی عیسائی بادشاہ نے مہاجرین کا خیر مقدم کیا۔ ان مین ایک شخص مصعبؓ ابن عمیرؓ تھے جنکے حالات قابل غور ہین۔ کیونکہ انکو وہ خاص تکلیف اُٹھانی پڑی جو مذہب تبدیل کرنے والے کی سب سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یعنی اون لوگون کی عداوت کا سامنا ہونا جو اسکو پیارے ہون اور جنکو یہ کبھی پیارا تھا۔ مصعبؓ نے ارقم کے گھر مین اسلام کی تلقین

لہ بلالؓ کل اسلامی دنیا مین پہلے مؤذن مشہور ہین۔

کو سنکر اسلام قبول کیا تھا لیکن وہ اپنے مسلمان ہونے کی خبر کو عام کرنے سے خائف تھے کیونکہ اونکی ماں اور قبیلے کے لوگ جو اونکے ساتھ خاص الفت رکھتے تھے اسلام کے سخت مخالف تھے۔ چنانچہ جب ان لوگون کو مُصعب کا مسلمان ہونا دریافت ہوا تو انہون نے انکو گرفتار کرکے قید مین ڈال دیا۔ لیکن مُصعبؓ حبشہ کو ہجرت کرنے مین کامیاب ہوے۔

قریش کی عداوت نے مہاجرین کا تعاقب حبشہ تک پہنچوڑا اور ایک سفارت بھیجی جسکا مطلب یہہ تھا کہ حبشہ کا بادشاہ مہاجرون کو اپنے ملک سے نکالکر ہمارے پاس روانہ کرے۔ لیکن جب حبشہ کے بادشاہ نے خود مہاجرون کی زبان سے اونکا حال سُنا تو اوسنے انکار کردیا کہ مسلمانون کو وہ اپنی حفاظت سے علٰحدہ نہ کریگا۔ کیونکہ مہاجرین نے بادشاہ سے یہ کہا تھا کہ "ہم جہالت کے اندھیرے مین گھرے ہوے تھے اور بتون کو پوجتے تھے خبیث خواہشون مین مبتلا ہم کوئی قانون زبردست کے قانون کے سوا نہ جانتے تھے جبکہ خدا نے ہمارے ہی قوم مین سے ایک شخص کو اُٹھایا جو نسب کا اونچا تھا اور جسکی نیکیون کی وجہ سے ہم مدت سے اوسکی عزت کرتے تھے۔ اس رسولؐ نے ہم سے کہا کہ توحید کا اقرار کرو اور صرف اللہ ہی کی بندگی کرو اور اپنے آبائی توہمات سے پرہیز کرو اور لکڑی اور پتھر کے خداؤن سے نفرت کرو۔ اوسنے ہمکو حکم دیا کہ سچائی سے بہا گو۔ بات کے سچے وعدے کے پورے ہو مایہ سے محبت رکھو اور ہمسایہ پر مہربانی کرو۔ عورتون کو بعزت اور یتیمون کو لوٹنے سے اوسنے ہمکو منع کیا۔ نماز روزہ اور زکوۃ کا حکم دیا۔ ہم اوسکی رسالت پر ایمان لائے اور ہم نے اون احکام کو تسلیم کیا جو وہ ہمارے پاس خدا کے پاس سے لایا۔ لیکن ہمارے ملک والے ہمارے خلاف اوٹھہ کھڑے ہوے اور ہمپر ظلم کیے کہ ہم اسلام چھوڑکر بتون کی پرستش کرین۔ پس اپنے ملک مین امن پاکر ہمنے تمہارے ملک مین پناہ ڈھونڈھی ہے۔ تمہارے انصاف پر بھروسا کرکے ہم امید کرتے ہین کہ تم ہمکو ہمارے دشمنون کے ظلم سے رہا کروگے"۔ بادشاہ نے مہاجرون کی درخواست کو سنا اور قریش کی سفارت نامراد واپس ہوئی۔ اسی اثنا مین

مکہ مین ایک دفعہ اور کوشش کی گئی کہ دولت اور اختیار کی طمع دلاکر رسول اللہ صلعم کو ترغیب دین کہ آپ اسلام کی تعلیم و تلقین سے کنارہ کرین - لیکن یہ کوشش بھی عبث تھی -

جبکہ مکہ مین سفارت کے نتیجہ کو دریافت کرنے کا جو حبشہ بھیجی گئی تھی بہت انتظار تھا تو اس وقت ایک ایسے شخص نے اسلام قبول کیا جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمنون مین سے تھے - اور جنھون نے سخت تعصب اور اصرار کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی ہمیشہ مخالفت کی تھی - یہ شخص تھے جنکو مسلمان ہر وجہ سے اپنا نہایت سخت اور قہر گین دشمن یقین کر سکتے تھے - لیکن جب وہ ایمان لائے تو اسلامی تاریخ مین اسلام کے سب سے زیادہ زینت دینے والون مین سے ہوے - یہ شخص عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے - مسلمان ہونے سے پہلے ایک روز پیغمبر خدا صلعم پر غضبناک ہوکر ہاتھ مین تلوار لیے آپ کے قتل کے ارادہ سے نکلے - راستہ مین ایک عزیز ملا - اسنے پوچھا کہان جاتے ہو - عمرؓ نے جواب دیا "محمد کو ڈھونڈھتا ہون تاکہ اسکو قتل کرون - وہ اپنے شہر کے لوگون پر مصیبت اور فساد لایا ہے اور ہمارے خداؤن کو اوسنے دشنام دی ہین اور ہمارے باپ دادا کی یادگار کو بے عزت کیا ہے" اوس عزیز نے کہا "اپنے ہی خاندان کے لوگون کو کیون سزا نہین دیتا جنھون نے تیری لاعلمی مین اپنے آبائی مذہب کو ترک کر دیا ہے" عمرؓ نے پوچھا "میرے کنبہ مین ایسے کون لوگ ہین" رشتہ دار نے جواب دیا "تیرا بہنوئی سعید اور تیری بہن فاطمہؓ" عمر ابن الخطاب یہہ سنتے ہی بہن کے گھر دوڑے گئے - فاطمہ گھر مین بیٹھی اپنے شوہر سعید اور خباب ابن الارث کے ساتھ جو صحابہ مین سے تھے اور دونون کو اسلام کی تلقین کرتے تھے قرآن تلاوت کر رہی تھین - عمرؓ مکان مین گھس گئے اور پوچھا "یہہ کیا آواز تھی جو مین سنتا تھا" انھون نے جواب دیا "کچھ نہین" عمرؓ نے کہا - "نہین تم کچھ پڑھ رہے تھے اور مین نے سنا ہے تم محمد کے دین مین شامل ہو گئے ہو" یہہ کہکر عمرؓ سعید پر دوڑے اور اونکو مارا - فاطمہ بیچ مین آگئین تاکہ شوہر کو بچا دین اور بہائی سے کہا ہان ہم مسلمان ہین اور اللہ اور اللہ کے رسول پر

ایمان کہتے ہین ۔ مار ڈالو اگر تمہاری یہہ ہی مرضی ہے ۔" اس کشمکش مین عمرؓ کی بہن بھی ہونگین اور جب عمرؓ ابن الخطاب نے فاطمہ کے چہرے پر خون دیکھا تو نرم ہوے اور وہ کاغذ مانگا جسکو وہ پڑہتے تھے ۔ کچہہ تامل کے بعد فاطمہ نے کاغذ دیدیا ۔ اسمین قرآن کی بیسوین سورہ (سورہ طٰہٰ) لکھی تہی ۔ جب عمرؓ نے اسکو پڑہا تو آواز سے کہا ۔ "کیسا حسین کلام ہے اور کیسا گرامی خطاب ہے ۔" جون جون پڑہتے گئے ایمان سے دل مغلوب ہوا یہانتک کہ بولے "مجہہ کو محمدؐ کی خدمت مین لے چلو تاکہ اسلام کا اقرار کرون ۔"

قریب قریب اسی زمانہ مین ایک اور بڑے شخص نے اسلام قبول کیا یعنی حمزہؓ ابن عبدالمطلب نے جو رسول اللہ صلعم کے چچا اور دونون اُس مین دودہ بھائی بہی تہے ۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے جب ایک واقعہ کا حال سنا جسمین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے ایذا پہونچائی تہی اور آپ نے صبر فرمایا تہا تو اُنکے دل پر ایسا نشہ لگا کہ رسول اللہ صلعم کی نصرت اور معاونت کا فوراً خیال پیدا ہوا اور دشمن سے پکے دوست بن گئے ۔ حمزہ رضی اللہ عنہ ہی کی مثال ایسی تہی جنکو مسلمانون کی تکلیفین دیکہکر انکے ساتہہ ہمدردی پیدا ہوئی ہو بلکہ اور بہت سی مثالین ایسی قسم کی تہین اور بتلاتے ہین بہت لوگ نئے مذہب کے خفیہ طور پر طرفدار تھے جنہون نے اپنا مسلمان ہونا اُسوقت تک ظاہر نہ کیا جبتک کہ اسلام کو علانیہ کامیابی نہ ہوئی ۔

حضرت عمر کا ایمان لانا اسلام کی تاریخ مین ایسا واقعہ ہے جو اوسکی صوت کو بالکل بدل دیتا ہے مسلمان اب اس قابل ہوگئے کہ زیادہ جرات اختیار کرین ۔ رسول اللہ صلعم نے ارقم کا گہر چہوڑ دیا اور اہل اسلام نے کعبہ کے سامنے علانیہ بلکہ نماز پڑہنی شروع کردی ۔

لیکن اسطرحکی حفاظت تہوڑے عرصہ تک رہی ۔ قریش کی سفارت حبشہ سے ناکام واپس آئی ۔ کیونکہ وہان کے بادشاہ نے قطعی انکار کردیا کہ مہاجرون کو اپنی حفاظت سے علیحدہ نہ کریگا ۔ یہہ حالت ایسی تھی کہ روسای مکہ کو اس سے خوف پیدا ہونا واجبی تہا ۔ اسلیئے کہ اب انکا ایسے لوگون سے مقابلہ نہ رہا جو مظلوم اور قوم سے خارج ضعف و آلام کی زندگی

کی کشمکش مین رہتے ہون بلکہ اب مسلمان ایک قوی فریق بن گئے تھے جو شہر کی بارسوخ لوگونکے شامل ہونے سے اپنی قوت کو بڑہاتے تھے اور مکہ کی عملداری کے استحکام کو ایک زبردست غیر ملک کے بادشاہ کی دوستی سے خطرہ مین ڈال رہے تھے۔

قریش نے یہہ حالت دیکھکر مستقل کوشش کی کہ اپنی عملداری سے اس خطرناک عنصر کو نکال کر نیست و نابود کر دین۔ انہون نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف جو قرابت کی وجہ سے رسول اللہ صلعم کی حفاظت کرتے تھے ایک عہدنامہ جاری کیا جسمین قریش نے اتفاق کیا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کی عورتون کو نکاح مین نہ لینگے اور نہ اپنی عورتون کو انکے نکاح مین دینگے۔ نہ اُنکے ساتھہ بیع کرینگے نہ شرا اور یہہ کہ اونسے ہر طرح کے معاملات بند رہینگے۔

اس ظلم کے تشدد نے اوراون خطرون نے جو اس تشدد مین شامل ہوے مجبور کیا کہ مسلمان پہر حبشہ کو ہجرت کرین اور اس دفعہ تراسی مردون اور اٹھارہ عورتون نے حبشہ کو ہجرت کی

تین برس تک بنی ہاشم شہر کے ایک حصہ مین محصور رہے۔ اور اس عرصہ مین باوجود قریش کے عہدنامے کی سختی کے ساتھہ پابندی نہی کسی کی ہمت نہ ہوی کہ موسم حج کے مہینون کے سوا کہین باہر نکلتا کیونکہ ان مہینون مین عرب مین ہر جگہہ لڑائیان بند ہو جاتی تھین اور یہ چند روزہ امن اس لیئے ہوتا تھا کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے جو قومی مذہب کا مرکز تھا زائر آسکین۔

رسول اللہ صلعم کو موسم حج مین مفید موقع ملتا تھا کہ مختلف قبائل عرب کو جو کعبہ معظمہ کی زیارت کے لیے جوق جوق آتے اور قریب کے میلون مین جمع ہوتے تھے تلقین اسلام فرماوین۔ لیکن کچھہ کامیابی نہوتی تھی۔ کیونکہ ابولہب رسول اللہ صلعم کے پیچھے پیچھے جاتا چلتا کہ "یہہ جھوٹا ہے اور چاہتا ہے کہ تمکو تمہارے آبائی دین سے نکالکر اپنے جھوٹے عقائد کی طرف جنکو وہ لایا ہے لاوے۔ اس لیے اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اسکی بات نہ سنو"۔ لوگ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے طعن کرکے کہتے "تیرے قبیلہ اور خاندان

کے لوگ تجھ کو سب سے بہتر جانتے ہین پھر وہ کیون تیرا یقین اور پیروی نہین کرتے "
آخر کار رسول اللہ صلعم اور آپ کے اقارب نے جو سختیان اور تکلیفین اوٹھائین اُن پر
قبیلۂ قریش کے ایک حصہ کو ہمدردی پیدا ہوئی اور اُنھون نے جو عہدنامہ بنی ہاشم اور بنی
مطلب کی خلاف جاری کیا تھا اُسکو اُٹھا دیا۔

اسی سال مین جبکہ عہدنامہ منسوخ ہوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نے جو پچیس
برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشیر اور ہمدرد رہی تھین آپکو اندوہ اور الم مین مبتلا کیا اور اس
واقعہ کے بعد ہی ابوطالب کی موت نے آپ کو ایسے معاون سے محروم کر دیا جو ہمیشہ آپکے
قوی محافظ رہے تھے۔ رسول اللہ صلعم کو پھر کفار کے طعن اور تنفر کا سامنا ہوا۔

اہل مکہ کی عداوت اور انکار کے بعد جن کو دس برس تک بغیر زیادہ کامیابی کے اسلام
کی خبر سنائی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد فرمایا کہ دیکھین اور لوگ بھی ایسے ہین جو آپ
کی بات کو سُنین اور جن کے دل مین تخم دین کے لیئے زیادہ قابل اور بارآور زمین ملے اس
امید پر آپ طائف تشریف لے گئے جو مکہ سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ عمائد شہر
کی ایک بڑی مجلس کے سامنے توحید اور تبلیغ اسلام کا جو پیغمبر خدا ہونے کی وجہ سے آپکو
پہونچی تھی ذکر فرمایا۔ اور طائف کے لوگون سے کہا کہ مکہ کے دشمنون سے آپکی حفاظت
کرین۔ آپکی تعلیم اور رسالت کے اعلیٰ حقوق (جنکو طائف کے صنم پرست باشندے
سمجھ بھی نہ سکے) اور پھر آپ کی بیکسی کی حالت ایسی غیر متناسب معلوم ہوئی کہ اہل طائف نے
مضحکہ کیا اور تحقیر کی اور پتھر مار کر شہر سے نکال دیا۔

طائف سے واپس آکر کامیابی کی تمام صورتون مین سب سے زیادہ مایوسی ہوگئی اور
آپ کے روحانی حزن و ملال نے اس کلام مین اپنے تئین ظاہر کیا جو نوح علیہ السلام کی زبانی
بیان ہوا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْ اِلَّا فِرَارًا

وَاِنِّی کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعَهُمْ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ
وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا (سورہ نوح ۔ ۵ ۔ ۶) یعنی نوح نے کہا اے خدا مین
دن رات اپنی قوم کو بلاتا رہا پھر میرے بلانے سے بجز اسکے کہ وہ بہاگتے رہین اور کچھہ نہوا اور
جب مین نے اونکو بلایا تاکہ تو اونکو معاف کرے اونہون نے اپنے کانون مین انگلیان
دے لین اور اپنے کپڑے سمیٹ لیے اور ضد کی اور نہایت سرکشی کی۔

لیکن اس اندوہ وملال کی حالت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشفی ایسی صورت سے
ہوی جسکا پہلے خیال تک نہ تہا۔ موسم حج مین آپکی نظر چھہ مایسات آدمیون کے ایک گروہ پر
پڑی جنکو آپ نے پہچانا کہ مدینہ سے آتے ہین جسکو اوس زمانہ مین یثرب کہتے تہے۔ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ان آدمیون سے مخاطب ہوکر پوچہا۔ "تم کس قبیلہ سے ہو" انہون
جواب دیا۔ "قبیلہ خزرج سے ہین" آپ نے فرمایا "کیا یہود کے ساتہیون مین سے
ہو" خزرجیون نے جواب دیا "ہان" رسول اللہ صلعم نے فرمایا "کیا تم تہوڑی دیر بیٹہہ
نہ جاؤگے تاکہ مین تم سے بات کرون" خزرجی بولے "ضرور" اور یہہ آدہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ بیٹہہ گئے اور آپ نے انکو خدای برحق کی خبر دی اور اسلام کی تعلیم
فرمائی اور قرآن انکے سامنے پڑہا۔ "پس ایسا ہوا کہ اللہ نے اسمین اسلام کے لیے عجیب کام کیا
کہ انکے ملک مین یہود پاس رہتے تہے جو توریت رکہتے تہے اور عقل رکہتے تہے جبکہ وہ خود (خزرجی)
مشرک اور صنم پرست تہے۔ یہود نے انکے ہاتہہ سے اکثر ظلم اوٹہائے تہے اور جبکہ انکے
آپس مین لڑائی تہی تو یہود ہمیشہ کہتے تہے کہ "جلد تم مین ایک رسول پیدا ہوگا اور اوسکا وقت
قریب ہے اور اوسکی ہم پیروی کرینگے اور اوسکے ساتہہ ہوکر تمکو قتل کرینگے عاد اور ارم کا سا
قتل"۔ اب جبکہ رسول اللہ صلعم نے ان لوگون سے باتین کین اور خدای برحق کی انکو تلقین
کی تو انہون نے آپس مین کہا۔ "یقین جانو کہ یہہ ہی رسول ہے جسکی نسبت یہود نے
ہمکو ڈرایا تہا۔ آؤ جلدی کرو اور اسکے ساتہہ شریک ہونے مین یہود سے اول رہو"۔ پس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلقین فرمائی اسپر یہ خزرجی ایمان لائے اور اسلام قبول کیا اور آپ سے عرض کیا کہ "ہمارے ملک والے ایک سخت اور مہلک لڑائی مین مصروف ہین لیکن اب خدای برحق تیرے طفیل اور تعلیم سے انکو متفق کر دیگا۔ پس ہم اسلام پر انکی دعوت کرینگے اور اوس دین سے انکو آگاہ کرینگے جو ہمکو تجھہ سے ملا ہے"۔

یہہ واقعہ جسکا اوپر ذکر ہوا روایت سے اسی طرح بیان ہوا ہے اور وہ پیغمبر خدا صلعم کی رسالت مین ایسا واقعہ ہے جسپر بہت سے اوقات کو حصر ہوتا ہے۔ اب آپ ایک ایسی قوم سے مل لیئے جنکے حالات سابقہ تو ایسے تھے کہ انکی طبیعتین آپ کی تعلیم قبول کرنے پر آمادہ تھین اور انکی موجودہ حالت ایسی تھی جیسا آگے چلکر ظاہر ہوا کہ وہ آپ کے کام مین حد ہی یثرب کا شہر مدت سے یہود کے قبضے مین تھا یہہ یہودی کسی قومی تباہی کے سبب سے جو غالبا یاد شاہ ہیدرین کے جور و ظلم سے آکر اپنے ملک سے نکل گیے تھے رسنہ ۱۳۰ عیسوی کے قریب خانہ بدوش عرب کا ایک گروہ جسمین خزرج اور اوس کے دو قبیلے تھے یثرب مین آیا اور صلاح کے بعد یہود کی عملداری سے انکو حصہ دیا گیا۔ خزرج اور اوس کے قبیلون مین جب آدمی بڑھتے گئے تو یثرب کے یہودی فرمانروائون سے وہ ملکی اختیارات بھی چھیننے لگے۔ یہان تک کہ پانچوین صدی عیسوی کے ختم کے قریب یثرب کی عملداری خزرج اور اوس کے قبضہ مین آگئی۔

بعض عربون نے یہودیون کا مذہب اختیار کر لیا تھا اور بہت سے یہودی جو پہلے یثرب کے مالک تھے وہ عرب فاتحین کی ملازمت مین اب تک رہتے تھے۔ پس رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین یثرب مین یہودی رعایا کثرت سے رہتی تھی۔ اس طرح یثرب کے لوگ ایک مسیح موعود کا خیال رکھتے تھے اور اس وجہ سے بت پرست اہل مکہ کے مقابلہ مین وہ پیغمبر خدا کی رسالت کو کہ آپ اللہ کے رسول ہین سمجھنے کی زیادہ قابلیت رکھتے تھے اہل مکہ کے لیئے رسالت کا خیال بالکل اجنبی تھا اور قریش کے لیئے تو وہ بہت ہی بے لطف تھا

کیونکہ قبائل عرب پر قریش کی افسری اور انکا دنیوی اقتدار صرف اس وجہ سے تھا کہ کعبہ کے مقدس احاطہ مین جو قومی مجموعہ اصنام کا رہتا تھا اُسکے وہ متولی چلے آتے تھے۔

یثرب کا شہر مدت کے مفسدہ سے جو خزرج اور اوس مین زمانہ دراز سے چلا آتا تھا اور جسکے سبب سے ہمیشہ خانہ جنگی رہتی تھی تباہ حالت مین تھا۔ شہر کے لوگ غیر مطمئن اور شبہہ کی حالت مین رہتے تھے اور کوئی چیز جو ان دونون مخالف قبیلون کو کسی مشترکہ مقصد کے لیے متحد کردیتی وہ شہر کے حق مین بغایت تصور ہوتی۔ شمالی ملک اطلی مین زمانہ وسط کی جمہوری عملداریان ایک اجنبی آدمی کو اپنے شہرون مین اعلی ترین منصب کے لیے منتخب کرلیتی تھین تاکہ مخالف فریقین کی قوت مین ہمورنی قائم رہے اور اگر ممکن ہو تو یہ انتظام خانہ جنگی کو روکے جو تجارت اور امن خلائق کی بربادی کا باعث ہوتی تھی۔ اسی طرح اہل یثرب نے اپنے شہر مین ایک غیر شخص کے آنے کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا خواہ منصب حکومت کو جو خالی پڑا تھا وہ زبردستی لیتا یا انکی اجازت سے حاصل کرتا۔ آپس کے رشک نے جو شہر مین تھا ایسے رشک کو مٹا دیا جو باہر والون کے آنے سے ہوتا۔

اوپر کے واقعات بہت کچھ ظاہر کرتے ہین کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے آٹھ برس بعد دس ہزار مسلمانون کے سردار بنکر اوس شہر مین داخل ہوے جس مین دس برس تک بہت کم نتیجے پیدا ہوے جہان آپ نے تبلیغ اسلام مین کوشش فرمائی تھی۔

لیکن یہ بات لکھنی ابھی قبل از وقت ہوگی۔ رسول اللہ صلعم نے قصد فرمایا تھا کہ خزرج کے ساتھہ خود یثرب کو تشریف لیجاوین لیکن خزرج نے آپ کو اس ارادہ سے اوسوقت تک باز رکھا کہ اون مین اور اوس مین مصالحت نہ ہوجاوے۔ خزرج نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا "تجھہ سے استدعا کرتے ہین کہ ہمکو اپنے لوگون مین واپس جانے دے اگر خدا نے ہم مین امن پیدا کردیا تو ہم تیرے پاس پھر آوینگے اور حج کے موسم کو آیندہ برس مین مقررہ وقت پر ہونے دے"۔ اس طرح خزرجی اپنے گھرون کو واپس چلے گئے

اور اپنی قوم کی اسلام پر دعوت کی - اور بہت لوگ ایمان لائے یہانتک کہ کوئی کنبہ مشکل سے ایسا تھا جسمین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہوتا ہو -

جب حج کا زمانہ پھر آیا تو ایک جماعت جسمین دس آدمی خزرج اور دو آدمی اوس کے تھے رسول صلعم کی خدمت مین عہد کے موافق بیعت کی غرض سے جای مقررہ پر حاضر ہوے - اور آپ پر بیعت کی - اس اول بیعت کا مضمون جسکا نام بیعت عقبۃ الاولی مقام عقبہ کی وجہ سے ہوا جو ملنے کی جگہ تھی یہہ تھا کہ "ہم کسی کی بندگی سوائے ایک خدا کے نہ کرینگے - ہم چوری نہ کرینگے اور نہ زنا کرینگے اور نہ اپنے بچون کو قتل کرینگے اور بہتان کہنے اور غیبت سے پرہیز کرین گے ہم اللہ کے رسول کی ہر بات کو جو راست ہوگی تسلیم کرینگے - اور اوسی کے تابع رہینگے خوشی اور رنج مین" یہہ بارہ آدمی دعاۃ اسلام منکر یثرب کو واپس چلے گئے - یثربیون کی حالت اسلام قبول کرنے کے لیئے اسقدر آمادہ اور پہران دعاۃ اسلام نے اپنے کام مین ایسی سرگرمی دکھلائی کہ اسلام بہت جلد ایک گھر سے دوسرے گھر مسلمانیک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ مین شائع ہوگیا -

یثرب کو واپسی کے وقت یثربیون کے ساتھہ مصعب ابن عمیرؓ بھی ہو گئے - دوسری روایت یہہ ہے کہ ایک تحریر کے بموجب جو یثرب سے آئی رسول اللہ صلعم نے انکو یثرب روانہ کیا - یہہ نوجوان شخص شروع زمانہ مین مشرف باسلام ہوے تھے اور تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ حبشہ سے واپس آئے تھے - اسوجہ سے انکو بہت تجربہ حاصل تھا اور ظلم کے مکتب مین ایذا کی تربیت پا چکے تھے - جسنے انکے جوش مذہب مین متانت ہی نہ پیدا کردی تھی بلکہ یہہ بھی سکھادیا کہ ظلم کا کس طرح سامنا کیا جاتا ہے اور ان لوگون سے کس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے جو اسلام کی تعلیم کو بغیر سنے اسلام کو مطعون کرتے ہین پس رسول اللہ صلعم نے نہایت بہروسا فرما کر نو مسلمون کی تعلیم و تربیت کے مشکل کام کو اور جوش اور ریاضت اسلام کے تخم کی حفاظت کو جو ڈال دیا گیا تھا اور اسکی پرورش کو کہ وہ پروان چڑھے مصعب ابن عمیر

کے سپرد فرمایا۔ یثرب پہونچکر مصعبؓ اسعد ابن زرارہ کے گھر میں ٹھہرے اور مسلمانوں کو
نماز اور تلاوت قرآن کے لیئے کبھی تو اسعد اور کبھی بنی ظفر کے گھر میں جمع کیا کرتے بنی ظفر
کا گھر شہر کے ایسے محلے میں تھا جس میں ظفر کا خاندان اور عبدالاشہل کا خاندان ملکر رہتا تھا
اس زمانہ میں عبدالاشہل کے خاندان کے سردار سعد ابن معاذ اور اسید ابن حضیر تھے
ایک دن یہہ ہوا کہ مصعبؓ اسعد کے ساتھہ بنی ظفر کے گھر میں بیٹھے چند نومسلموں کی
تعلیم میں مصروف تھے کہ سعد ابن معاذ نے انکی ٹھہرنے کی جگہہ کا نشان لیکر اسید ابن حضیر
سے کہا۔ "اس داعی اسلام اور اسکے ساتھی کو اپنے محلے سے نکال دے میں
تجکو اس بات کی تکلیف نہ دیتا اگر صلہ رحم جو مجھہ میں اور بنی زرارہ میں ہے اس شخص کو نقصان
پہونچانے کا مانع نہوتا (سعد ابن معاذ اسعد ابن زرارہ کا خالہ زاد تھا) یہہ سنکر اسید نے
نیزہ اُٹھایا اسعد اور مصعبؓ کے پاس پہونچا اور چلا کر کہا۔ "تم کیا کرتے ہو ضعیف
رائے والوں کو گمراہ کرتے ہو۔ اگر تم کو اپنی جانیں عزیز ہیں تو ابھی یہاں سے چلے جاؤ"
مصعبؓ نے آہستہ سے جواب دیا۔ "بیٹھہ جا اور ہماری بات سُن اگر تو نے ہماری
بات سنی جو تجکو ناخوش کرے تو ہم چلے جائینگے"۔ اسید نیزہ زمین میں گاڑکر بیٹھہ گیا اور
مصعب نے اسلام کے ضروری عقائد بیان کیئے اور قرآن شریف کی چند آیہ کریمہ کو پڑھا
تھوڑی ہی دیر میں اسید بیتاب ہوکر بولا۔ "کیا کروں جو اس دین میں شامل ہوں"۔ مصعبؓ
نے جواب دیا۔ "پانی سے اپنے تئیں پاک کر اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر"۔ اسید نے فوراً
اس ہدایت پر عمل کیا اور کلمہ پڑھا اور کہا۔ "میرے بعد ایک اور شخص ہے جسکو تمہیں ایمان
پر لانا ہوگا (سعد ابن معاذ سے مراد تھی) اگر وہ ایمان لایا تو بنی اشہل کا کل قبیلہ اسکی مثال کی
پیروی کریگا۔ میں اوسکو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔

اسید ابن حضیرؓ یہہ باتیں کرکے چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد سعد ابن معاذ اسعد پر غصہ
کھاتا آیا اور کہا "اگر تو میرا خالہ زاد نہوتا تو تیری جرأت پر میں تجھکو نادم کرتا۔ کس بات سے

تیری ہمت ہوی کہ اپنے دین کے عقائد کو جو ہمارے مذہب کے خلاف ہین ہم مین لایا"
مصعب نے سعد سے درخواست کی کہ اسلام کو بغیر اسکی تعلیم کے سنے بُرا نہ کہے۔ اسپر سعد نے اسلام کی باتون کو سُننا منظور کیا۔ اور مصعب کے کلام نے جلد سعد پر اثر کیا اور ایمان اوسکے دل مین پیدا کیا اور اسلام قبول کر کے سعد ابن معاذ مسلمان ہوگئے سعد جوش اسلام مین بھرے ہوے اپنے قبیلہ کے لوگون مین پہونچے اور اونسے کہا۔ "اے بنی اشہل بتاؤ مین تمہارا کون ہون" انہون نے کہا۔ "تو ہمارا سردار ہے اور ہم سب سے زیادہ عاقل اور عالی نسب ہے" سعد نے کہا۔ "مین تم سے کہتا ہون کہ مین کبھی تم مین سے کسی سے بات نہ کرونگا جبتک کہ تم اللہ اور اللہ کے رسول محمد پر ایمان نہ لاؤ گے"
اوس دن سے عبدالاشہل کی کل اولاد نے اسلام قبول کیا[۱]

ایسے جوش اور حمیت کے ساتھ تعلیم اسلام کو ترقی دی جاتی تھی کہ ایک سال کے اندر مدینہ کے عربون مین کوئی گھرانا ایسا نہ رہا جس مین چند آدمیون نے مسلمان ہوکر مسلمانون کی تعداد نہ بڑہائی ہو سوائے قبیلہ اوس کے ایک حصہ کے جو ابوقیس شاعر کی وجہ سے اسلام سے علیحدہ رہا۔

دوسرے برس جب حج کا زمانہ آیا تو مسلمانون کا ایک گروہ جسمین تہتر شخص تھے ہم وطن مشرکین کے ساتھ یثرب سے مکہ مین آیا۔ یہ مسلمان مکہ کو اس لیے بھیجے گئے تھے کہ ایک تو رسول اللہ صلعم سے یثرب چلنے کے لیئے عرض کرین کہ دشمنون کے ضرر سے آپ پناہ لین اور دوسرے اس لیئے کہ آپکو اللہ کا رسول اور اپنا سردار مانکر آپ سے بیعت کرین۔ وہ تمام لوگ بھی جو پہلے اسلام قبول کر چکے تھے اور آنحضرت صلعم سے گذشتہ دو حجون مین ملے تھے اس موقع پر مکہ کو واپس آئے اور مصعب بھی جو انکے معلم دین تھے ہمراہ تھے۔ مصعب ابن عمیر مکہ مین پہونچتے ہی سول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

[۱] کاسن دی پیرسوال۔ جلد سوم صفحہ ۳-۵

مین حاضر ہوے اور اوس کامیابی کا حال عرض کیا جو دعوت اسلام مین اونکو حاصل ہوی تھی - یہہ روایت ہے کہ جب مصعبؓ کی مان نے بیٹے کے آنے کی خبر سُنی تو یہہ کہلا بھیجا کہ "اسی نافرمان فرزند کیا تو ایسے شہر مین داخل ہوگا جس مین تیری مان رہتی ہو اور اوس سے تو پہلے ملنے نہ آئے" مُصعب نے جواب دیا - "نہین مین کسی کے گھر مین رسول خدا سے پہلے ملنے نہ جاؤنگا" جب مصعب رسول خدا صلعم سے ملازمت حاصل کر چکے تو اپنی مان کے پاس گئے جسنے کہا "مین سمجھتی ہون کہ تو ابھی تک ہمارے دین سے بہاگا ہوا ہے" مصعب نے جواب دیا - "مین خدا کے رسول اور برحق ملت اسلام کا پیرو ہون" مان نے کہا "کیا تو اون مصیبتون سے خوش ہے جو حبشہ کی زمین مین تجھ کو اوٹھانی پڑین اور اب یثرب مین سہنی پڑتی ہین" مُصعبؓ سمجھ گئے کہ مان پھر مجھکو قید کرنے کی فکر مین ہے - اُنھون نے بلند آواز سے کہا - "کیا تو جبراً کسی کو اسکے مذہب سے علٰحدہ کریگی - اگر تیرا منشا یہہ ہے کہ پھر مجھ کو قید کرے تو پہلا شخص جو مجھپر ہاتھہ چھوڑیگا اُسکو یقینی قتل کر دونگا" مصعب کی مان یہہ سنکر کہا - "بس تو میرے سامنے سے چلا جا" اور یہہ کہکر رونے لگی - مصعبؓ اس کیفیت سے متاثر ہوے اور کہنے لگے - "اے میری مان - مین تجھ کو محبت کی مشورت دیتا ہون کہ گواہی دے کوئی خدا نہین بجز اللہ کے اور محمدؐ اوسکا بندہ اور رسول ہے" لیکن مصعب رضی اللہ عنہ کی مان نے جواب دیا - "چمکتے تارون کی قسم مین تیرے مذہب مین شامل ہوکر اپنے تئین احمق نہ بناؤنگی - مین تجھ سے اور تیری باتون سے ہاتھہ دھوتی ہون اور اپنے دین سے وابستہ ہون"

اس خیال سے کہ قریش کی بدظنی اور عداوت کو تحریک نہو عقبہ مین پوشیدہ ملاقات کی تجویز ہوی جہان پہلے بھی وہ مسلمان جمع ہوے تھے جنہون نے اول بیعت عقبہ سے پہلے برس مین اسلام قبول کیا تھا - رسول اللہ صلعم حضرت عباس کے ساتھہ جو آپ کے

چچا تھے عقبہ مین تشریف لائے حضرت عباس اگرچہ ابھی تک بت پرست تھے مگر وہ اس راز مین شریک کر لیے گئے تھے - انہون نے اس پوشیدہ جلسے مین آغاز سخن اس طریقہ سے کیا کہ پہلے اپنے برادرزادہ کی نسبت کہا کہ وہ اپنے قبیلے مین سب سے زیادہ شریف خاندان کے فرزند ہین - اس قبیلے نے ہمیشہ آپ کو دشمنون سے محفوظ و مصون رکھا گو آپکی تعلیم سے انکار کیا - چونکہ اب آپ یثرب کے لوگون مین پناہ لینی چاہتے ہین تو یثربیون کو چاہیئے کہ حفاظت کی ذمہ داری کو وہ اچھی طرح سوچ لین کیونکہ جب ایک دفعہ انہون نے اس کام کو اپنے ذمہ لے لیا تو پھر اپنے عہد سے انکو نہ ہٹنا ہوگا - تب براء ابن معرور نے جو قبیلہ خزرج مین سے تھے اقرار کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے ارادہ مین مضبوط ہین - پھر انہون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ جو کچھ آپ ہم سے چاہتے ہین وہ مفصل بیان فرماوین -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آیات کلام مجید کی پڑھکر انسے گفتگو شروع کی اور انکو نصیحت فرمائی کہ وہ ہمیشہ اس دین کی تصدیق کرین جسمین وہ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے ہین - اسکے بعد فرمایا کہ تم میری اور میرے ساتھیون کی حفاظت دشمنون سے اسی طرح کرو جیسے تم اپنے اہل عیال کی کرتے ہو - تب براء ابن معرور نے رسول اللہ صلعم کا ہاتھ پکڑکر کہا "قسم ہے اوسکی جسنے تجھ کو رسول کرکے ہمارے پاس بھیجا اور تیرے ذریعہ سے دین برحق کو ہم پر ظاہر کیا کہ ہم تیری حفاظت اسطرح کرینگے جیسے اپنے جسمون کی اور ہم تجھکو اپنا سردار مانکر تجھسے بیعت کرتے ہین - ہم میدان کے مرد اور ہتھیارون کے آدمی ہین جو ہم نے لائق بالیون سے لائق مبیٹون کی طرح ورثہ مین پایا ہے" اس طرح سب نے باری باری رسول اللہ صلعم کا ہاتھ پکڑکر بیعت کی -

جسوقت قریش کو ان پوشیدہ کامون کی خبر لگی تو مسلمانون پر اور زیادہ ظلم ٹوٹنے شروع ہوے یہانتک کہ آنحضرت نے اونکو مکہ سے ہجرت کا حکم دیا - "یثرب کو چلے جاؤ

کیونکہ اللہ نے تمکو اوس شہر مین بھائی دیے ہین اور گھر دیا ہے جسمین تمکو پناہ ملے" پس مسلمان چپکے چپکے دو دو اور تین تین کرکے یثرب کو ہجرت کرنے لگے جہان انکا سچے دل سے خیر مقدم ہوا اور یثربیون نے مہاجرین کی مدارات کی اور اس مدارات مین ایک نے دوسرے پر فضیلت حاصل کرنی چاہی اور تمام ضروری اشیا مہاجرین کے لئے مہیا کین دو برس کے عرصہ مین تقریبا کل مسلمانون نے سوائے انکے جنکو گرفتار کرلیا تھا اور قیدمین ڈال دیا تھا یا جو حالت اسیری سے بھاگ نہ سکتے تھے مکہ سے یثرب کو ہجرت کی۔ اور انکی تعداد ایک سو پچاس تھی۔ ان مسلمانون مین ایک شخص صہیب رض تھے جنکو رسول اللہ صلعم نے "یونان کا پہلا ثمر" کہا تھا۔ یہ شخص یونانی غلام تھے اور آزاد ہونے کے بعد تجارت کرکے بہت دولت جمع کرلی تھی۔ غرض اونکا حال یہہ بیان کیا گیا ہے کہ جب صہیب کو ہجرت کرنے کو ہوے تو اہل مکہ نے اونسے کہا۔ "تو یہان اُسوقت آیا تھا جبکہ حاجتمند اور مفلس تھا۔ لیکن ہمارے ساتھہ تیری دولت بڑہی یہان تک کہ تو موجودہ ثروت کو پہونچا اور اب تو ہم سے جدا ہوتا ہے فقط اپنے ہی ساتھہ نہین بلکہ اپنے مال کے ساتھہ بھی — قسم ہے رب کی ایسا نہوگا"۔ اسپر صہیب رض نے کہا۔ "اگر مین اپنے مال کو چھوڑ جاؤن تو بھی تم مجھکو جانے دوگے"۔ اہل مکہ نے اس بات کو منظور کرلیا اور صہیب رض نے اپنا سب مال چھوڑ دیا۔ جب یہہ حال رسول اللہ صلعم سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "سچ ہے صہیب رض نے نفع سے معاملہ کیا"

پیغمبر خدا صلعم نے اپنی روانگی مین توقف فرمایا (بلاشبہہ اس خیال سے کہ مسلمانون کی طرف سے لوگون کا دہیان بٹا دین) یہانتک کہ ایک مشورت نے جو آپکی جان لینے کے واسطے ہوی آگاہ کیا کہ زیادہ توقف باعث ہلاکت ہوگا اور آپ نے ایک تدبیر سے یثرب کو ہجرت فرمائی۔

یثرب یا مدینہ مین اگر جسکو اس زمانہ سے مدینۃ النبی کا لقب ملا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

پہلا فکر اسکا ہوا کہ ایک مسجد تعمیر کرائی جاوے تاکہ نماز پڑھنے اور اہل اسلام کے جمع ہونے کے لئے ایک جگہ ہو جاوے - کیونکہ اس وقت تک انصار مین سے ایک شخص کا رہنے کا گھر تھا جو ان کاموں کے لیئے استعمال ہوتا تھا - پہلے نمازی بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے[۱] اور یہہ انتظام غالباً اس امید سے ہوا تھا کہ یہود دائرۂ اسلام مین شامل کر لیے جاوینگے - اور رسول اللہ صلعم نے بہت سے طریقون سے مثلاً توریت مقدس کے حوالون سے اور ادائے سوم مذہب مین آزادی اور اختیارات ملکی مین مساوی حقوق دیکر یہود کو اپنی طرف لانا چاہا - لیکن انہون نے ان سب مہربانیون کا نفرت اور عداوت سے جواب دیا - جبکہ یہود سے مواصلت کی تمام امیدین لاحاصل ثابت ہوئین اور یہہ صاف ظاہر ہو گیا کہ آپ کی رسالت پر وہ ایمان نہ لاوینگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو حکم دیا کہ نمازمین کعبہ معظمہ کی طرف منہ رکھین (سورہ الم البقرہ ۱۴۴)

نمازمین سمت قبلہ کی تبدیلی کے معنی جو بادی النظر مین معلوم ہون اونسے زیادہ عمیق تھے - یہہ بات فی الحقیقت اسلام کی قومی زندگی کی ابتدا ہوی - اس حکم نے مکہ مین کعبہ معظمہ کو اہل اسلام کے لیئے اسلامی مرکز بنا دیا جیسا کہ مدت دراز سے وہ قبائل عرب کی زیارتگاہ چلا آتا تھا ایسا ہی قابل وقعت اہل عرب کی قدیم رسم حج کو فرائض اسلام مین شامل کر لیا تھا جس سے ہر مسلمان پر عمر بھر مین کم سے کم ایک دفعہ حج فرض ہوا -

قرآن شریف مین بہت سی آیات ایسی ہین جو اسی قومی خیال کے آغاز کی طرف متوجہ

---

[۱] یہ ثابت نہین ہی کہ حضرت ابراہیم یا اونکی اولاد نے کعبہ کو سمت قبلہ قرار دیا ہو - گریہودیون نے بیت المقدس کو سمت قبلہ ٹھہرا لیا تھا جب آنحضرت صلعم مدینہ مین تشریف لائے تب بیت المقدس ہی کو سمت قبلہ رکھا اسلیئے کہ اہل کتاب کا سمت قبلہ تھا اور شہر کرین مدینہ مین مسلمانون مین علانیہ امتیاز ہوتا تھا چنانچہ قرآن شریف مین اسکا ذکر ہی، جس قبلہ پر پہلے تو تھا وہ اسلیئے تھا کہ ہم جان لین کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہی اور کون پیٹھ پھیرتا ہی (سورہ البقرہ ۱۳۸) مگر جب بعض یہودی بھی ایمان لائے تو مسلمانون اور یہودیون مین علانیہ امتیاز ہونے کی وجہ سے تحویل قبلہ مکہ کی طرف ہوی مگر یہود کے ساتھ خدا نے یہ بھی فرما دیا، جس طرف تو نے نماز پڑھنے کو منہ کیا ہی وہ خدا کی ذات ہی" اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ سمت قبلہ کا قرار دینا جماعت کے انتظام کی خاطر تھا (مترجم)

[۲] ماہ رمضان کو روزون کا حکم (سورۂ البقرہ ۱۷۹ - آیات ۱۸۰) دوسری علامت یہودیون سے علیحدگی کی یہ ہوی کہ یوم عاشورہ کا روزہ موقوف کیا گیا -

کرتی ہین اور اہل عرب کو اس استحقاق کے سمجھنے پر تاکید کرتی ہین جو انکو اسطرح بخشا گیا کہ انہی کی زبان مین وحی نازل ہوی اور اُن ہی کے ملک کے ایک آدمی کی زبان سے اوسکو ادا کیا گیا۔

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ سورۃ الزخرف - ۲ یعنی ہمنے اس کتاب کو عربی زبان مین اُتارا تاکہ تم سمجھو۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۔ (سورہ شوری ۵) یعنی اور اسیطرح ہم نے تیرے دل مین عربی کلام ڈالا تاکہ تو مکے والون کو اور اوس کے آس پاس کے لوگون کو ڈراوے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ (حم السجدہ - ۴۴) یعنی اور اگر ہم اس کتاب کو عربی زبان کے سوا دوسری زبان مین اُتارتے تو وہ کہتے کہ اوسکے احکام جیسی طرح کیون نہین سمجھائے گئے یہ تو عربی زبان نہین ہے اور ہم عربی ہین۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ سورۃ الزمر - ۲۸-۲۹) یعنی اور ہم نے لوگون کے لیئے اس کلام مین ہر طرح کی مثال بیان کردی ہے تاکہ وہ نصیحت پائین اور یہ کلام عربی زبان کا بغیر ٹیڑھ کے ہے تاکہ وہ خدا سے ڈرین۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ..... بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ (سورۃ الشعرا ۱۹۲-۱۹۵) - یعنی اور بیشک قرآن دو جہان کے پروردگار کا بھیجا ہوا ہے ..... صاف صاف عربی زبان مین۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ○ (سورہ مریم ۹۷-) یعنی ہمنے قرآن کو تیری زبان مین ہونے سے آسان کر دیا ہے تاکہ تو اس سے خدا سے ڈرنیوالون کو خوشخبری دے - اور ہٹ دھرمون کو ڈراوے۔

لیکن اسلام کا پیغام صرف ملک عرب ہی کے لیئے نہ تھا بلکہ کل دنیا کو اس سے حصہ لینا تھا

چونکہ خدا واحد تہا اس لیئے مذہب بھی واحد تہا جسمین شرکت کے لیئے سب آدمی بلا لیے جاوین
اسلام کا یہہ استحقاق کہ وہ کل دنیا کے لیے ہے اور سب آدمیون اور قومون پر حاوی ہے
اسکی عملی مثال اُن مکتوبات مین ملتی ہے جو رسول اللہ صلعم نے سنہ ۶ ہجری (سنہ ۶۲۸ عیسوی)
مین اوس زمانہ کے بڑے بڑے بادشاہون کے نام بھیجے۔ اسی سال مین شہنشاہ ہرقل،
شاہ فارس حاکم یمن حاکم مصر اور بادشاہ حبشہ کے پاس ایک ایک نامہ اسلام قبول کرنے کی
ہدایت سے بھیجا گیا۔ ہرقل قیصر روم کے نامہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہہ تہا۔ "خدا کے
نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان۔ محمد جو اللہ کا بندہ ہے اور رسول۔ ہرقل قیصر روم کے
نام اور سب سلامتی ہو جو سیدہے رستہ پر چلا۔ اسکے بعد مین کہتا ہون کہ ہان مین تجھکو اسلام پر
بلاتا ہون۔ اسلام قبول کر اور اللہ تجھکو دوگنا صلہ دیگا۔ اگر تو اسلام لینے سے پہریگا تو تجھپر
تیری قوم کے گناہ ہونگے۔ اے اہل کتاب اُس کلام کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے دونون
کے لائق ہو۔ اور وہ یہہ ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کی بندگی نہ کرو اور کسی شے کو اللہ کے
ساتھہ شریک نہ کرو اور اورون کو معبود نہ پکارو۔ پس اے اہل کتاب اگر تم انکار کرتے ہو
تو خبردار رہو۔ ہم مسلمان ہین اور ہمارا دین اسلام ہے۔" یہہ نامہ اون لوگون کو جنکے پاس
بھیجا گیا خواہ کیسا ہی بے معنی معلوم ہوا ہو لیکن زمانہ نے آگے چلکر ثابت کر دیا کہ وہ ایسے
جوش سے نہین لکہا گیا تہا جو خالی خولی ہوتا۔ یہہ مکتوبات جو بادشاہون کے نام بھیجے گئے
اسلام کے اس استحقاق کو کہ وہ کل دنیا کی قبول کے لیے ہے اور جسکا ذکر بار بار قرآن مین ہوا ہے
کسی قدر زیادہ توضیح اور اعلان سے بیان کرتے ہین۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ (سورہ ص ۔
۸۷-۸۸-) یعنی یہہ تو صرف ایک نصیحت ہے تمام دنیا کے لوگون کے لیئے اور تم ایک زمانہ
کے بعد اسکی سچائی جانوگے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ○ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ (سورہ یٰس - ۶۹ - ۷۰) یعنی یہ تو صرف ایک نصیحت اور صاف صاف کلام ہے تاکہ پیغمبر اون لوگون کو ڈراوے جو سمجھ رکھتے ہین اور کافرون پر حجت پوری ہو -

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا - (سورۃ السبا - ۲۷) یعنی اور ہمنے تجکو نہین بھیجا مگر اس لیئے کہ تو تمام لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ہو -

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ سورۃ الصف - ۹) یعنی وہی ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینون پر غالب کردے اگرچہ مشرک بُرا جانین -

سب سے زیادہ مایوسی کی حالت مین جبکہ اہل مکہ پیغمبر خدا صلعم کی بات کے ماننے سے انکار کرتے تھے -

(سورۃ النحل - ۲۳ - ۱۱۴ وغیرہ وغیرہ) جبکہ اُن لوگون کو جنہین مسلمان کیا تھا ایسی ایذا دی جاتی تھی کہ وہ اسلام سے پھر جاتے تھے (سورۃ النحل - ۱۰۸) اور مجبور ہوتے تھے کہ ملک چھوڑ کر بھاگین تاکہ اپنے ظالمون کے ظلم سے بچین (سورۃ النحل - ۴۳ - ۱۱۱) تو اسوقت یہہ وعدہ کیا گیا وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا - ایک دن ہم اوٹھاوینگے ہر امت سے ایک گواہ (سورۃ النحل - ۸۶)[۱] -

اسلام کا یہہ استحقاق کہ کافۂ خلائق کے قبول کے لیئے ہے جسکو رسول اللہ صلعم نے وحی کے ذریعہ سے اوپر کی آیات مین ذکر کیا منصب رسالت سے بھی اسطرح ظاہر ہوا کہ آپنے بلال کو

[۱] یہہ تعجب کی بات معلوم ہوتی ہے کہ باوجود قرآن شریف کی اون آیتون کے جو اوپر نقل ہوئین بعض لوگون نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ بانی اسلام کا ابتداہی سے یہہ منشا تھا کہ اسلام کافۂ خلائق کا مذہب ہو - سر ولیم میور لکھتے ہین "یہہ خیال کہ اسلام کی میراث ساری دنیا ہے بعد کا خیال ہے - اس خیال کو باوجود کثرت احادیث کے خود پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اگر بالکل نہین تو غیر واضح طور پر سمجھا - آنحضرت صلعم کی دنیا عرب کا ملک تھا اور اسی ملک کے لیئے یہ جدید قانون (یعنی اسلام) نافذ ہوا تھا - اول سے اخیر تک اہل عرب ہی کی اسلام پر دعوت کی جاتی تھی کسی کی نہین ..... ایسے مذہب کا تخم جو تمام دنیا کے لیئے ہو ڈال دیا گیا تھا لیکن اُس کا جڑ پکڑنا حالات پر منحصر ہوا نہ کہ کسی ارادہ پر" (کتاب خلافت مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۴۳ - ۴۴) -

حبشہ کا پہلا ثمر اور صہیبؓ کو یونان کا پہلا ثمر" فرمایا۔ فارس کا پہلا شخص جو مسلمان ہوا وہ مدینہ مین ایک عیسائی غلام تہا اور ہجرت کے پہلے برس مین اوسنے اسلام قبول کیا تہا۔ علاوہ اسکے ایک حدیث ہے جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک چین کو تبلیغ رسالت مین شامل فرمایا[۵۱]۔ غرض بہت پہلے اس سے کہ ملک گیری کا خواب تک نظر آیا ہو رسول اللہ صلعم نے صاف ظاہر کردیا کہ اسلام قوم عرب ہی مین محدود نہ رہیگا۔ ذیل کا بیان دعاۃ اسلام کے بھیجنے کا جو اسلام کی اشاعت کے لیئے سب قومون مین بھیجے گئے اسلام کے اسی قبول عام کے استحقاق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم سب صبح کو میرے پاس آؤ۔ اور آنحضرت جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تہے تو کچہہ دیر تک جاے نماز پر تسبیح اور دعا مین مصروف رہتے تہے پہر آپ اصحاب کی طرف متوجہ ہوے اور آپ نے چند صحابیون کو ایک طرف بھیجا اور چند کو ایک طرف اور اونسے کہا۔ "کہ تم بندگان خدا کے حق مین خدا کا فرض ادا کرنے مین سچے رہو۔ کیونکہ جس شخص کو لوگون کا کام سپرد کیا جاتا ہے اور پہر وہ اس فرض کو سچائی سے ادا نہین کرتا تو خدا اوس پر بہشت کو حرام کردیتا ہے۔ جاؤ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے رسولون نے جیسا کیا ویسا مت کرو۔ کیونکہ وہ پاس رہنے والون تک پہونچے اور دور رہنے والون کو اونہون نے چہوڑ دیا۔ پہر جن لوگون کی طرف بھیجے گئے تہے اونکی زبان بولنے لگے۔ جب اسکا ذکر آنحضرت سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا خدا کے حقوق جو بندون کے ذمہ بندون کے متعلق ہین اون مین یہہ حق سب سے بڑا ہے[۵۲]"

اسلام کے عام ہونے کا ثبوت اور اوسکے اس استحقاق کا ثبوت کہ وہ کافہ خلائق کی

---

[۵۱] شیفر صفحہ ۳۱۔ [۵۲] ابن سعد۔ فقرہ ۱۰۔ یہ قصہ شاید غیر معتبر ہو لیکن کم از کم اس سے یہ نکلتا ہے کہ اسلام کے تبلیغی اوصاف ابتدا ہی مین سمجہہ لیے گئے تہے +

+ زید ابن ثابت کو آپ نے فرمایا تہا کہ سریانی اور عبرانی زبان سیکہین اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ جن صحابہ کو جن لوگون کے پاس بھیجنے کے لیئے تجویز کیا تہا اُنہون نے اون لوگون کی زبان سیکہہ لی تہی۔

قبول کیلیے ہے یہ ہے کہ اسلام ابتدا سے کل بنی نوع انسان کے لیے خدا کی طرف سے مقرر ہوا تہا اور اب از سر نو حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو خاتم النبیین ہین (سورۃ الاحزاب ۴۰) اس طرح ظاہر کیا گیا جیسے اُن سے پہلی نسلون مین انکے پیغمبرون سے ظاہر ہوا تہا۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○ (سورہ الر۔ یونس ۔ ۲۰) یعنی اور سب آدمی ایک ہی گروہ تہے پہر اُن مین اختلاف ہوا اور اگر پہلے سے تیرے پروردگار کا حکم نہ ہو چکا ہوتا تو جس مین وہ اختلاف کرتے ہین اُسکا فیصلہ اُن مین کر دیا جاتا۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (سورۃ الاحقاف ۔ ۸) یعنی کہدے کہ مین پیغمبرون مین کچھہ نیا نہین ہون۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○ (سورہ الم البقرۃ ۔ ۲۰۹) یعنی اور سب آدمی ایک ہی گروہ تہے پہر اللہ نے نبیون کو بہیجا جو خوشخبری دیتے اور ڈراتے تہے اور اُنکے ساتہہ سچی کتاب اُتاری تاکہ جس امر مین انہون نے اختلاف کیا اوسکا فیصلہ اومین کر دے اور کسی نے بجز اُنکے جنکو کتاب دی گئی تھی آپس کی ضد سے بعد اسکے کہ اُنکے پاس صاف صاف حکم پہونچ گئے تہے اختلاف نہین کیا۔ پہر اللہ نے اپنی مہربانی سے ایمان والون کو وہ ٹھیک راہ بتادی جسمین وہ اختلاف کرتے تہے اور اللہ جسکو چاہتا ہے سیدہی راہ دکہاتا ہے۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورۃ النحل ۔ ۱۲۴) یعنی پہر ہمنے تجکو وحی کی کہ پیروی کر ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا

ہوا تھا اور وہ نہین تمہا شریک کرنیوالون مین سے۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا

(سورۃ الانعام - ۱۶۲) یعنی کہہ دے ای پیغمبر کہ بیشک مجکو ہدایت کی ہے میرے پروردگار نے سیدہے رستہ کی جو مضبوط دین ہی دین ابراہیم کا جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ (سورہ الم البقرہ ۱۲۹) یعنی یہود اور نصاریٰ سے کہہ دے کہ تم ٹھیک نہین کہتے ہو بلکہ ہم پیروی کرتے ہین ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہین تہا شریک کرنیوالون مین سے

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○

(سورہ الم آل عمران ۸۹) یعنی کہہ دے ای پیغمبر کہ سچ کہا اللہ نے پہر پیروی کرو ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہین تہا شریک کرنیوالون مین سے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ○ (سورۃ النساء - ۱۲۴) یعنی اور کون اچہے دین کا ہے اوس شخص سے جسنے جہکا دیا اپنا منہ اللہ کے لیے اور وہ اچہے کام کرنیوالا ہے اور پیروی کی ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (سورۃ حج - ۷۷) یعنی خدا نے تمکو چنا اور تمپر دین مین کچہہ دقت نہین ڈالی پیروی کرو اپنے باپ ابراہیم کے دین کی خدا نے تمہارا نام رکہا ہے مسلمان۔

اب اون حالات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جبکہ رسول اللہ صلعم مدینہ طیبہ مین تشریف رکہتے تھے ہجرت کے بعد جو درجہ آپ کو حاصل ہوا اوسکے سمجہنے کے لیے یہہ ضروری ہے کہ عربون کی خاص تمدنی حالت کو جو اوس وقت مین کم سے کم جزیرہ نمای عرب کے اس حصہ پر تھی یاد کیا جاوے۔ کوئی باقاعدہ صیغہ نظم و نسق ملکی جسکے بغیر کسی طرح کے طرز حکومت کا آج

کل خیال تک نہین پیدا ہوسکتا موجود نہ تہا۔ ہر قوم اور قبیلہ ایک دوسرے سے جدا اور بذات خود مختار رہتا اور یہہ مطلق العنانی قبیلہ ہی مین نہ تھی بلکہ قبیلہ کے ہر نفس مین بھی موجود تہی قبیلہ کا ہر ایک شخص اپنے سردار کے اختیارات اور افسری کو تسلیم کرتا تہا مگر فقط اس حد تک کہ ہر ایک عام رای کا ظاہر کرنیوالا ہے جسمین یہہ بھی شریک ہو۔ مگر وہ آزاد تہا کہ اہل قبیلہ کی رای سے بھی جو رائے سب نے ملکر دی ہو اتفاق کرنے سے انکار کرے۔ علاوہ ان باتون کے کوئی طریقہ عہدۂ سرداری کے انتقال کا باقاعدہ نہ تھا۔ سرداری کے لیئے عموماً وہ شخص پسند کر لیا جاتا تہا جو قبیلہ مین سب سے زیادہ دولتمند اور بااختیار خاندان کا سب سے زیادہ معمر شخص ہوتا۔ اور جو اپنی ذات مین یہہ وصف رکہتا کہ سب لوگ اسکی عزت کرنے پر مجبور ہون۔ اگر کوئی قبیلہ بڑہ جاتا تو کئی حصون مین وہ تقسیم ہوتا تھا جنمین سے ہر حصہ اوروں سے علحدہ اور بااختیار زندگی بسر کرتا۔ ان حالات سے ہم سمجھ سکتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کس طرح مدینہ مین اہل اسلام کی بڑی اور بڑہنے والی جماعت کے سردار ہوگئے جسنے آپکو اپنا سردار اور رہادی مانکر اور کسی کی حکومت کو بتسلیم نہ کیا اور یہہ سب باتین اس طرح پیش آئین کہ جو لوگ بااختیار تھے اور انکے اختیارات عام طور پر تسلیم بھی ہوتے تھے انکو کسی طرح کی مضرت کا اندیشہ یا اس بات کا خدشہ جیسا کہ قدیم یونان کے کسی شہر مین یا کسی اور باقاعدہ حکومت رکھنے والی قوم مین پیدا ہوجاتا کہ اوسکے اختیارات چہن جائینگے پیدا نہ ہوا۔ رسول اللہ صلعم دنیوی اختیارات اپنے لوگون پر اسی طرح رکھتے تھے جیسے کوئی اور خود مختار سردار رکھتا۔ فرق دونون صورتون مین فقط یہہ تہا کہ خاندان اور نسلی تعلقات کی جگہہ مسلمانون مین دینی رشتہ قائم تہا۔

مورخ فون کریمر لکھتا ہے کہ آنحضرت کی یہ خواہش تھی کہ ایک نیے مذہب کی بناڈالین اور اوسمین وہ کامیاب ہوے۔ لیکن اسکے ساتھہ ہی ایک ملکی انتظام بھی انہون نے پیدا کردیا جو بالکل جدید اور خاص صورت رکھتا تہا۔ پہلے اونکی صرف یہ خواہش تھی کہ اپنے ملک والون کو ایک خدا یعنی اللہ کے ایمان پر لائین۔ لیکن اسکے ساتھہ ہی انہون نے اپنے وطن کی قدیم طرز حکومت

کو بدل دیا - اور ایسی عملداری کی جگہ جسمین قبیلون کے امیر اور سردار حکومت کا کام کرین اور باختیار خاندان پبلک کے کامون مین حصہ لین انہون نے ایک خالص خود مختار بادشاہی کو قائم کر دیا اور خود اوسکے بادشاہ بطور زمین پر خدا کے نائب کے ہو گئے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی تقریباً کل ملک عرب نے انکی اطاعت قبول کر لی - عرب کا ملک جسنے کبھی پہلے ایک بادشاہ کی فرمانبرداری نہ کی تھی اب اوس نے دفعتاً تمدنی اتحاد ظاہر کیا اور ایک حاکم مطلق کی مرضی پر بیعت کی - متعدد چھوٹے اور بڑے اور سینکڑون مختلف اقسام کے قبیلون کو جو رات دن آپس مین لڑتے رہتے تھے آنحضرت صلعم کے کلام نے ایک قوم بنا دیا - ایک ہی مذہب کے خیال نے جو ایک ہی افسر کے تحت مین تھے عرب کے قبیلون کو ایک ایسے انتظام مین منسلک کر دیا جسنے عجیب اوصاف تعجب خیز عجلت کے ساتھ اپنے مین پیدا کر لیئے - صرف ایک بردست اصول تھا جو یہ نتیجہ پیدا کر سکتا تھا اور وہ ملک عرب مین قومی زندگی کا اصول تھا - قبائل کا سلسلہ اطاعت پہلی دفعہ اگر بالکل مٹ نہ سکا (کیونکہ یہ ناممکن تھا) تو اتنا ضرور ہوا کہ مذہبی اتحاد کے تحت مین آگیا - اس عظیم الشان کام مین کامیابی ہوئی اور جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو ملک عرب کے بہت بڑے حصے پر خدا کا وہ امن چھایا ہوا تھا جسکو عرب کی قومون نے جنکو لوٹنے اور انتقام لینے سے عشق تھا کبھی جانا تک نہ تھا یہ اسلام ہی تھا جسنے ایسا ملاپ پیدا کر دیا ،، (انتہی قولہ)[1]

مدینہ پہونچتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر ہوی کہ کس طرح اس اعلیٰ تمدنی خیال کو عملی صورت بخشین آپ نے مکہ کے مہاجرون اور مدینہ کے انصار مین رشتہ اخوت قائم کیا اور اس رشتہ سے تمام قبیلون کے اختلافات معدوم ہو گئے اور ایک مشترک مذہبی زندگی نسلی رشتون کی جگہ قائم ہو گئی - موت کی صورت مین بھی رشتہ داری کے حقوق علیحدہ کر دیے جاتے تھے اور اسلامی بھائی میت کے کل مال کا وارث ہو جاتا تھا - لیکن جنگ بدر کے بعد جبکہ ایسے مصنوعی

[1] اے فون کریمر - (۲) - صفحہ ۳۰۹ - ۳۱۰

رشتہ کی ضرورت مسلمانون کے اتفاق کے لیئے نہ رہی تو یہہ قاعدہ منسوخ کردیا گیا ایسا قاعدہ صرف اوس وقت تک ضروری تہا کہ مسلمانون کی تعداد کم تہی اور اسلام کی متحدہ زندگی انوکہی بات خیال کی جاتی تہی۔ اسکے علاوہ رسول اللہ صلعم کو مدینہ مین آئے ہوے کم عرصہ ہوا تہا کہ اہل اسلام کی تعداد مین جلد افزونی ہوتی گئی یہانتک کہ یہہ برادرانہ سوشل نظام ناقابل العمل ہوگیا یہہ پہلے ہی خیال ہوسکتا تہا کہ ایسی جماعت کی ترقی کا انجام جو مہاجرین سے بنی ہو اور مخالفون کے شہر مین بستی ہو یہہ ہوگا کہ اخیر مین لڑائیان برپا ہوجائینگی۔ چنانچہ سب کو معلوم ہے کہ تمام کتب سیر جنمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی بیان ہین انکا بڑا حصہ دو باتون مین صرف ہوا ہے ایک تو غزوون اور خونریز لڑائیون کے ذکر مین جو قریش مکہ اور اہل اسلام کے درمیان جاری ہین اور جنکا سلسلہ ۶۳۰ء مین جبکہ رسول اللہ صلعم فتحیاب ہوکر مکہ مین داخل ہوے ختم ہوا۔ اور دوسرے اُن مخالفت کے تعلقات کو بیان کرنے مین جو آپکی وفات کے زمانہ تک آپ مین اور بہت سے قبائل عرب مین رہے۔

ان لڑائیون کا حال لکہنا اس کتاب کی حد سے باہر ہوگا۔ لیکن یہہ بات تحقیق کرنی ضروری ہے کہ تبلیغ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے یہہ لڑائیان کیا تعلق اور واسطہ رکہتی تہین یورپ کے مصنفون نے اس بات کو اکثر لکہا ہے کہ ہجرت کے وقت سے جبکہ رسول صلعم مدینہ مین پہونچے تو واقعات زندگی کے متغیر ہونے سے آپ بالکل جداگانہ صورت مین ظاہر ہوے۔ اب آپ اسلام کے واعظ اور ناصح اور آدمیون مین خدا کے بھیجے ہوے رسول جنکو آپ ایسے دین کے حق پر ترغیب دیتے جو وحی سے آپ پر نازل ہوا تہا نہ رہے بلکہ نعوذ باللہ ایسے غیر محتاط اور متعصب شخص ثابت ہوے جو قوت کے طریقون اور مدبرانہ تدبیرون کو جہانتک میسر آئین اپنے واسطے اور اپنی رائے کی ترجیح کے لیئے استعمال کرنے لگے۔ (نعوذ باللہ)

لیکن یہ فرض کرلینا بالکل جہوٹ ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو آپ واعظ اور داعی اسلام نہ رہے یا یہہ کہ جب ایک بڑا لشکر آپ کی سرکردگی مین تہا تو آپ نے

منکرین کی دعوت اسلام سے کنارہ کیا ابن سعد نے چند مکتوبات اپنی کتاب مین درج کیے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے قبائل عرب کے سردارون کے نام اور لوگون کے نام علاوہ اون سلاطین کے جو ملک عرب سے باہر سلطنتین رکھتے تھے دعوت اسلام پر لکھوائے اس کتاب مین آگے چلکر وہ واقعات معلوم ہونگے جنمین آنحضرت نے دعاۃ اسلام کو اُن ہی کے قبیلے کے ایسے لوگون کے پاس جنہون نے اسلام قبول نہین کیا تھا تلقین اسلام کے لیئے روانہ کیا اور بعض صورتون مین ان دعاۃ کی ناکامی ہی انکی سچی داعیانہ کوششون پر اور اس بات پر کہ کسی طرح کا جبر استعمال نہین کیا گیا دلالت کریگی۔

پس مدینہ کے زمانہ قیام مین رسول اللہ صلعم کی حالت کو بخوبی سمجھنے کے لیئے مفصلۂ ذیل سوالات کے درست جواب ملنے چاہئین۔ (سوالات یہہ ہین) رسول اللہ صلعم خود کس حد تک لڑائیون کے برپا ہوجانے کے ذمہ دار تھے؟ آپ خود پہلے حملہ کرتے تھے یا آپ پر پہلے حملہ کیا جاتا تھا[1]؟ جب لڑائیان شروع ہوگئین تو فتح کی صورت مین مسلمان مذہب قبول کرنے کے لیئے مفتوحین پر جبر استعمال کرتے تھے یا نہین یا جیسا بہت لوگون کو یقین ہے کہ لوگون کو جبر سے مسلمان کرنا ہی وہ مقصد تھا جسکے لیئے مسلمانون نے ہتھیار اُٹھائے تھے؟

یہہ کل قضیہ اُن حالات سے شروع ہوتا ہی جسکا نتیجہ جنگ بدر ہوا جو اسلامی تاریخ مین پہلی باقاعدہ لڑائی تھی اب ان حالات کے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ایک شخص ترک وطن کیے ہوے تھا جسنے چند جان نثار رفقاء کے ساتھہ ایک اجنبی شہر مین دشمنون سے پناہ لی تھی۔ برسون تک کوشش کی کہ وطن یعنی مکے کے لوگ اوس دین کو قبول کرین جسپر یقین تھا کہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کوئی شخصی دعوی نہ تھا بجز دین برحق کے جسکو وہ سکھاتا تھا اور خدا کے کہے سے کہتا تھا۔

[1] مدینہ کے زمانہ قیام مین جو لڑائیان ہوئین انسے یہہ مراد ہوئی کہ وہ اپنی حفاظت کے لیئے تھین ہمضمون پر خرغر نے کی کتاب "دی اسلام" پڑھنی چاہیئے (دی گدز - جونی ۱۸۸۶ء صفحہ ۴۶۴)

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا

(سورۃ الکہف ۱۱۰) یعنی اے پیغمبر کہدی کہ مین بھی تم جیسا ایک آدمی ہون مجھکو یہ وحی دیگئی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ پھر جو کوئی خدا سے ملنے کی توقع رکھتا ہے تو اوسکو چاہیے کہ نیک عمل کرے۔

اول خاموش حقارت اور پھر علانیہ عداوت سے لوگون نے برتاؤ کیا۔ ہر طرح کے تہتک اور گستاخیون کو برداشت کیا لیکن اس سخت برتاؤ کا تشدد بڑہتا گیا یہانتک کہ ایذا رسانون نے جان لینے کا قصد کیا۔ اول صحابہ اور اور مسلمان تھے جنپر ظلم کا زور پہلے صرف ہوا۔ دو دفعہ مسلمان مجبور ہوے کہ حفاظت کے لیئے سمندر پار چلے جاوین۔ وہان بھی دشمنون کی عداوت نے پیچھا کیا۔ بہت سے مسلمانون کو سخت سے سخت اذیت پہونچائی جاتی تھی یہانتک کہ بعض مرجاتے اور وہ اوس دین کے شہیدون مین شمار ہوتے جسکو انہون نے کسی حال مین ترک نہ کیا۔ جب ظالمون کے ظلم برداشت کے قابل نہ رہے اور ایک شہر ایسا ملا جس نے پناہ دینے کا وعدہ کیا تو مسلمانون نے مدینہ کو ہجرت کی۔ اور انکے بعد رسول اللہ صلعم ایک تدبیر سے جان سلامت لیکر مدینہ تشریف لے گئے۔

مدینہ مین بھی مسلمانون کی حالت خطرہ سے خالی نہ تھی۔ اہل مکہ کی خصومت سے یہان بھی پناہ نہ ملی جنہون نے مدینہ کے نومسلمون کے تعاقب مین تذبذب نہ کیا اور انمین سے ایک شخص کو گرفتار کرکے بہت تکلیفین دین[1] خود شہر مین یہ نہ تھا کہ مسلمان بالکل دوستون مین رہتے ہون۔ یہودی جو مدینہ مین کثرت سے رہتے تھے رسول اللہ صلعم سے خفیہ عداوت رکھتے تھے اور شہر والون مین بھی بہت لوگ ایسے تھے جو اسوقت تو بے پرواہ تھے لیکن اگر غیرون کے آنے سے انکے شہر پر قریش کے حملہ کا اور اسکی بربادی اور تباہی کا خوف پیدا ہوتا تو قدرتی طور پر وہ مہاجرونکے دشمن ہوجاتے۔ اس لیے مہاجرین کے لئے یہ ضروری تھا کہ قریش کی حملہ سے وہ ہمیشہ خبردار رہین۔ مہاجرین اپنے عزیزونکو جنکو مکہ مین محبوس ہوکر چھوڑنا پڑا تھا بھول نہ سکتے تھے جیسا کہ اس آیت مین ہے۔

[1] ۲ ھجری مین ایک قریشی سردار نے جسکا نام کرز ابن جابر تھا چند اونٹ لوٹ لیگئے جو مدینہ سے چند میل کی فاصلہ پر چر رہے تھے ڈاکا مارا

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا۔ (سورۃ النساء - ۱۰۰) یعنی مگر جو مرد اور عورتین اور بچے ایسے بے بس ہین کہ کوئی تدبیر نہین کر سکتے اور نہ کوئی رستہ پاتے ہین جن کو ظالم ایذا رسانون کے رحم پر چھوڑ دیا تھا۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا۔ (سورۃ النساء - ۷۷) یعنی اے ہمارے پروردگار ہمکو اس شہر سے نکال جسکے لوگ ظالم ہین اور ہمارے لیئے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بھیج - اور ہمارے لیئے اپنے پاس سے کوئی مددگار بھیج -

پس اکثر کتابون مین پڑھتے ہین کہ بہت سے چھوٹے فوجی گروہ جنمین بہت کم جمعیت ہوتی تھی قریش کی نقل و حرکت کی خبر لگانے کے لیئے نکلتے تھے - ان مین سے کوئی مہم سوای ایک کے ایسی نہ تھی جسمین کشت و خون ہوا ہو اور فریقین ایک دوسرے کی مذمت اور اپنی تعریف کر کے جو عرب کی قدیم رسم تھی علیحدہ نہ ہو گئے ہون - لیکن ایک موقع پر ۲ ہجری مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن جحش کو اسّی آدمیون کی جمعیت کے ساتھہ روانہ کیا کہ قریش کی نقل و حرکت کی خبر لاوین - آپکا تحریری حکم یہہ تھا کہ "جب تم اس نامہ کو پڑھو تو بطن نخلہ کیطرف کوچ کرو جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے اور وہان پہونچکر قریش کے منتظر رہو اور اونکی خبر ہمکو دو۔" ابن جحش نے رسول اللہ صلعم کے حکم کو سمجھنے مین اپنی سپاہیانہ طبیعت کی لیاقت سے بھی کام لیا اور جب مدینہ کو واپس آئے تو دو قیدی اور ایک کاروان کی غنیمت بھی ساتھہ تھی یہہ فعل ایسا تھا جس مین ابن جحش نے پیغمبر خدا صلعم کے حکم ہی کے خلاف نہ کیا تھا بلکہ اوس عہد کو بھی توڑا تھا جسکی پابندی حج کے مہینون مین رسم عرب کے مطابق سب لوگ کرتے تھے جب ابن جحش رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپ خفگی سے ملے اور کہا "مین نے تمکو ماہ حرام مین لڑنے کا حکم نہین دیا تھا۔" آپ نے قیدیون کو رہا کیا اور مکہ کے ایک آدمی کے

لیئے جو لڑائی مین مارا گیا تھا اپنے پاس سے خونبہا دیا۔

اوپر کے واقعے سے صاف ظاہر ہے کہ عرب کے مسلمانون کی تیزی اور جنگجوئی کو روکنے مین جنکو لوٹ مار سے پیدائشی عشق تھا رسول اللہ صلعم کو کیسی دشواری ہوتی تھی۔ عربون کی قدیم اور جدید معاشرت کا مقابلہ جو آگے بیان ہوگا اس کلام کی دشواری کا کافی ثبوت ہے اور قرآن مین جو احکام (سورۃ النسار - ۹۶ - سورۃ النحل - ۹۳ - ۹۶ - وغیرہ وغیرہ) اسکے متعلق ہین وہ بھی اس کام کی دشواری کے شاہد ہین۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دقت اسمین پیدا ہوتی تھی کہ عرب کے مسلمانون کو لوٹ مار سے روکین اس وقت کو لوگ نہین سمجھ سکے اور یہی وجہ ہوی کہ انہون نے آپ پر کاروان ابوسفیان کو قصداً لوٹنے اور قریش مکہ کو جنگ بدر پر مجبوراً آمادہ کرنے کا الزام لگایا۔ مسلمان مورخون نے گو خلاف شہادت دی ہے لیکن قرآن سے جسکو یورپ[1] و ایشیا کے عالم دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین سچی کتاب سمجھتے ہین ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین اور آپکے صحابہ مین اختلاف تھا کہ قریش کے حملہ کے بارے مین کیا کرنا چاہیئے۔

(۵) كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِن بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ

(۶) يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ

(۷) وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ

(سورۃ الانفال - ۵ - ۶ - ۷) یعنی جیسا کہ تجکو تیرے پروردگار نے تیرے گھر سے سچائی پر نکالا اور بیشک مسلمانون کا ایک گروہ ناخوش تھا۔ وہ تجھ سے سچی بات پر جھگڑتے تھے بعد اسکے کہ سچی بات ظاہر ہوگئی تھی۔ گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہین اور وہ اوسکو دیکھ رہے ہین۔ اور جبکہ خدا نے دو قافلون مین سے ایک قافلہ کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہارے لیئے ہے اور تم چاہتے تھے کہ وہ قافلہ تمہارے لیئے ہو جسمین کچھ شوکت نہین ہے اور اللہ چاہتا

[1] ۱۔ سپرنگر۔ جلد یکم۔ صفحہ ۱۵ (محمدؐ کی سیرت کا مرجع قرآن ہی)۔ گرگنر۔ محمد اور کارلائل۔ (برلن ۱۸۳۳ء) صفحہ ۱۲

تھا کہ اپنے حکم سے سچی بات کو قائم کرے اور کافرون کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے۔

ان دونون گروہون مین جنگ کا اوپر ذکر ہے ایک گروہ تو ایک کاروان تھا جو مال اسباب سے بھرا ہوا تیس یا چالیس آدمیون کی جمعیت سے ابوسفیان کی سرکردگی مین شام سے آتا تھا اور دوسرا گروہ ایک لشکر ہزار آدمیون کا تھا جسکو قریش مکہ نے اس ظاہری مقصد سے فراہم کیا تھا کہ کاروان ابوسفیان کی محافظت کریگا جسکی نسبت انکو خبر پہونچی تھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر حملہ کرنے کا قصد رکھتے ہین۔ مؤرخون نے عموماً اس افواہی خبر کو سچ مانا ہے لیکن قطع نظر اس سے کہ افواہین جنکو فریق مخالف دوسرے فریق کے منصوبون کی نسبت مشہور کرتا ہے سب سے ادنی قسم کے بیانات ہین جو شہادت مین داخل ہو سکتے ہین جسوقت ہم ان آیات کے معنی پر غور کرتے ہین تو اس فرضی بات کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

۱۔ پانچوین آیت کے الفاظ سے یقینی معلوم ہوتا ہے کہ جب اختلاف شروع ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی مین تھے۔ اور اسوقت تک کاروان کو راہ مین روکنے کے لیے کوچ نہین کیا تھا۔ جیسا کہ بہت سے مؤرخون نے تسلیم کیا ہے۔ اور یہہ کہ بعض صحابہ راضی نہ تھے کہ حملہ قریش کے روکنے کے لیے جو کوچ کرنا تجویز ہوا تھا اسمین آنحضرت کا ساتھ دیتے۔

۲۔ رسول اللہ صلعم کے حکم سے صحابہ کو مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ سمجھتے تھے "گویا وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہین اور اپنے مارے جانے کو دیکھتے ہین۔ (سورۃ الانفال آیت ۶) وہ چند لوگ جو ابوسفیان کے قافلہ کے ساتھ تھے انکی وجہ سے کبھی ایسا خوف پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ پس ضرور ہے کہ آنحضرت نے لشکر قریش کے مقابلہ کا جو حملہ کرنیوالا تھا حکم دیا ہوگا۔

۳۔ اگر رسول اللہ صلعم کاروان پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے تو ضرور مدینہ سے شمال کی سمت مین کوچ کرتے تاکہ کاروان کو شام کے رستہ مین روکین نہ کہ جنوب کی سمت مین بدر کی طرف جاتے جو مکہ اور مدینہ کے رستے پر واقع تھا اور بالکل اوسی سمت مین تھا جسمین آپ کو حملہ قریش کی مدافعت کے لیے جو آپکے محافظون کے شہر پر ہونیوالا تھا کوچ کرنا ضروری ہوا۔

۴ — اگر قریش کی غرض فقط یہی ہوتی کہ کاروان ابوسفیان کی مدد کریں تو جب اُنہون نے رستے مین سنا تھا کہ کاروان مکہ مین سلامت پہونچ گیا تو اسوقت قریش کو واپس چلا جانا چاہیئے تھا — مگر بجاے اسکے قریش نے مدینہ کی طرف بڑہکر اپنا اصلی مقصد ظاہر کر دیا —

مذکورۂ بالا دلائل اس بات کے ثبوت کے لیئے کافی ہین کہ مکہ مین جو خبر آنحضرت صلعم کی نسبت مشہور ہوی تہی کہ کاروان ابوسفیان پر حملہ کرنے کے لیئے آپ تیاری کرتے ہین وہ بالکل بے بنیاد تہی — رسول اللہ صلعم کے بعض صحابہ نے شاید ایسا خوف پیدا ہو جانے کا موقع دیا ہو لیکن آنحضرت کو اس بات سے کہ آپ نے قریش کے ناگزیر حملہ سے مسلمانون کا جلد مقابلہ کرا دیا یا بالکل بری کہنا چاہیے — اگر یہہ تسلیم بہی کر لیا جاوے کہ مکہ سے لشکر کشی کا سبب یہہ ہی خبر ہوی تہی تو بہی لشکر قریش مین اس کثرت سے آدمیون کا ہونا صاف ظاہر کرتا تہا کہ کاروان کی حفاظت اصلی مقصود نہ تہا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تہی — پس پیغمبر خدا صلعم پر اس بات کا الزام نہین لگایا جا سکتا کہ قریش کے مقابلہ مین آپ نے ایسے شہر کی محافظت کے لیئے جسنے آپ کو اور مہاجرین کو پناہ دی تہی کوچ کیا اور اسکو محاصرہ کی سخت بلاؤن سے بچانا چاہا جنمین وہ اپنے موقع اور حالت کی وجہ سے مبتلا ہو کر سخت نقصان اُٹہاتا[۱] —

اگر یہہ اور اعتراض کیا جاوے کہ معاملات جنگ مین دخل دینا ہی شان رسالت کے خلاف تہا تو یاد رکہنا چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کی تلقین مین یہہ قول شامل نہ تہا کہ — "میری بادشاہی اس دنیا کی نہین ہے" —

یہہ اس کتاب کی حد سے اندہو گا کہ رسول اللہ صلعم کی تمام لڑائیون کا ذکر اسمین کیا جاوے اور یہہ دکہلایا جاوے کہ کسی صورت مین جبراً مذہب تبدیل کرانا ان لڑائیون مین سے کسی لڑائی کا مقصد نہ تہا یہہ مضمون بہت تفصیل و بسط سے اوس تصنیف مین بیان ہے جس سے مین نے

---

[۱] دیکہو ڈیلوسن "مدینہ کا شہر کہلیانون اور گاوون اور مکانات کا جنکے گرد فصیلین ہوتی تہین مجموعہ تہا جنمین سے بعض قریب قریب اور بعض دور دور واقع تہے —) اور یہ سب موقعے کہجوون کے درختون اور باغون اور کہیتون مین اس طرح واقع تہے کہ کچہ یہان ہین اور کچہ وہان" (سکندر اندفوراتین — جلد چہارم صفحہ ۴)

مذکورہ بالا دلائل کو اخذ کیا ہے اگر کوئی صاحب اس مضمون کو زیادہ تفصیل سے پڑھنا چاہیں تو میں انکو اسی تصنیف کا حوالہ دیتا ہوں[۱]۔

یہان یہ ظاہر کر دینا کافی تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ایسی اسلامی جماعت کے سردار ہو گئے جو مسلح تہی تو آپ مین کسی طرح کی تبدیلی نہین ہوئی اور جیسا کہ بعض لوگون نے یقین کیا ہے آپ ایسے متعصب شخص نہین ہو گئے کہ ہاتھ مین تلوار لیکر جو ملتا اوس سے اپنا دین قبول کرواتے بلکہ اسکے برخلاف ہجرت کے بعد بھی دعوتِ اسلام مین کہ بت پرست اہل عرب اسلام قبول کرین بالکل اوسی طرح کی کوششین جاری ہین جیسے مکی ضعف کے زمانہ مین صرف ہوتی تہین۔ اور اس کتاب مین اس قسم کی تحریک اشاعت کی مثالین کثرت سے جمع کی گئی ہین۔

لڑائیون کے زمانہ مین جبکہ قریش کی عداوت نے رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ کو مقابلہ پر مجبور کیا تو دعوتِ اسلام کا بہت کم موقع ملا۔ البتہ مدینہ کے باشندون اور مکہ کے چند لوگون مین جو آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے اشاعت کی کوششین جاری ہین۔ مکہ کے ایک شخص عمیر بن وہب جو جنگ بدر کے بعد پیغمبر خدا صلعم کو قتل کرنیکے قصد سے مدینہ مین آئے تہے مسلمان کر لیے گئے اور وہ شخص جو اسوقت تک مسلمانون کے حق مین سخت ظالم رہے تہے اسلام قبول کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابہ مین سے ہوے۔ ہجرت کے چوتھے برس مین (۶۲۵ء) کوشش کی گئی کہ بنو عامر ابن صعصعہ کو اسلام کی تلقین کیجاوے۔ چنانچہ جب بنی صعصعہ کے سردار نے مسلمانون کو بلایا تو چالیس مسلمان نجد کو روانہ کیے گئے مگر سب کو دہوکا دیکر قتل کیا گیا۔ صرف دو شخص جانین سلامت لیکر بھاگ سکے۔

لڑائیون مین مسلمانون کی فتوحات نے روز بروز مختلف قبائل کے لوگون کو خاص کر انکو جو مدینہ کے قریب رہتے تہے اسطرف رجوع کیا کہ مسلمان ہو کر اہل اسلام کی تعداد کو ترقی دین

---

[۱] سید احمد خان تفسیر القرآن جلد چہارم (تصانیف احمد حصہ اول جلد ششم) علی گڈہ ۱۸۸۸ء) ۵۲ معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کو یورپین جہاں بنا قرنطینہ (۱۳ ہجری) کی قتل کا حال لکہا ہے تسلیم کیا ہے وہ لکہتا ہے کہ وہ جن خیالات وجوہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا وہ اصحاب یعنی مکی ہی تہے کیونکہ ابہی تک انہون نے اسلام کو بجبر قبول کروانا یا لوگون کو اسلام قبول نکرنے پر سزا دینا اپنا کام نہین سمجہا تہا۔ میور (۲) جلد سوم صفحہ ۲۸۲۔

سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ آنحضرت "جس حسن اخلاق سے قبائل عرب کے وفود سے برتاو کرتے اور جس توجہ سے اونکی شکایتون کو سنتے اور جس فہم و فراست سے اونکے باہمی نزاع کو فیصل کرتے اور جس تدبیر سے انتظام ملکی انکو تفویض فرماتے جو اس بات کا صلہ تھا کہ جلد اسلام کا اقرار کرین ان سب باتون سے آپ کا نام ہر شخص کو عزیز ہو گیا اور آپ کی شہرت کہ بڑا فیاض بادشاہ ہے کل جزیرہ نماے عرب مین پھیل گئی (انتہی قولہ)

ایسے واقع شاذ و نادر تھے کہ کسی قبیلہ کا آدمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ مین حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور پھر داعی اسلام بنکر وطن کو واپس چلا گیا تاکہ اپنے قبیلے والون کو بھی اسلام پر لائے۔ ذیل کا واقعہ ۹ھ ہجری مین اسی طرح ایک عرب کے اسلام قبول کرنیکا ہے اس واقعہ کو ایک شخص نے چشم دید اسطرح بیان کیا ہے۔ "ایک روز جب ہم سب مسجد مین بیٹھے تھے تو ایک بدو اونٹ پر سوار آیا مسجد کے صحن مین اسنے اونٹ کو بٹھایا اور باندھ دیا۔ تب وہ ہمارے قریب آیا اور پوچھا۔ "کیا محمد تم مین ہین؟" ہمنے جواب دیا۔ "وہ ہین جو کہنیون کو تکیہ پر ٹیکے ہوے ہین" بدو نے رسول اللہ سے پوچھا۔ "کیا تم عبدالمطلب کے بیٹے ہو" رسول اللہ صلعم نے جواب دیا "ہان" بدو نے کہا "مجھے یقین ہے کہ چند سوالات پوچھنے سے تم ناراض نہ ہوگے" رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "جو تیری مرضی ہو پوچھ" بدو نے پوچھا مین تمکو خدا کی قسم اور اُنکے خدا ؤن کی جو تم سے پہلے تھے قسم دلاتا ہون کہ مجھ کو بتاؤ کیا اللہ نے تمکو سب آدمیون کے لیے بھیجا ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ہان قسم ہے اللہ کی" بدو نے پھر پوچھا۔ "مین تمکو اللہ کی قسم دلاتا ہون کیا اللہ نے تمکو حکم دیا ہے کہ دولتمندون سے وصول حصہ لو تاکہ مسکینون مین تقسیم کرو" رسول اللہ صلعم نے جواب دیا "ہان قسم ہے اللہ کی" تب بدو نے کہا۔ "مین اس وحی پر جو تمہارے پاس آئی یقین کرتا ہون اور مین ضمام ابن ثعلبہ ہون اور اپنے قبیلہ کا فرستادہ ہون" اسکے بعد ضمام اپنے قبیلہ کو واپس

لہ میور (۲) جلد چہارم صفحہ ۱۰۷-۱۰۸-

گیا اور قبیلہ کے سب لوگون کو مسلمان کیا[۱]۔ ایسے ہی اعمی اسلام عمر ابن مرہ تھے جو بنو جہینہ کے قبیلہ سے تھے اور یہ قبیلہ بحیرۂ احمر کے ساحل اور مدینہ کے درمیان رہتا تھا۔ عمر ابن مرہ کے اسلام لانے کا زمانہ ہجرت سے پہلے تھا اور اپنے مسلمان ہونے کا حال انہون نے اس طرح بیان کیا ہے "ہمارے ہان ایک بت تھا اور ہم اوسکو پوجتے تھے اور مین اوسکا مجاور تھا۔ جب مین نے رسول خدا کی خبر سنی تو اوس بت کو مین نے توڑ ڈالا۔ اور مدینہ مین آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور مسلمان ہوگیا اور کلمۂ شہادت پڑہا اور حلال اور حرام کے جو احکام آنحضرت پر نازل ہوے تھے اُن پر ایمان لایا اور اوسوقت مین یہ اشعار پڑہتا تھا[۲]

شهدت بان الله حق واننی	لاصحبة الاحجار اول تارك
وشمرت عن ساقی الازار مهاجرا	اليك اجوب الوعث بعد الكلاكل
لاصحب خير الناس نفسا ووالدا	رسول مليك الناس فوق الحبائك

(ترجمہ۔ مین نے گواہی دی اس بات کی کہ اللہ برحق ہے اور مین پتھر کے خداؤن کو پہلا ترک کرنیوالا ہون۔ اور مین نے اپنے وطن سے جدا ہونے پر کمر باندھی تاکہ مین ریتیلی اور پتیلی میدانون کو طے کرکے آپ پاس پہونچون اور اوس شخص سے جا ملون جو اپنی ذات اور بزرگون کے لحاظ سے سب لوگون سے افضل ہے اور وہ اوس خدا کا رسول ہے جو تمام انسانون کا بادشاہ آسمانون پر ہے۔)

رسول اللہ صلعم نے عمر ابن مرہ کو مسلمان ہونے کے بعد اونکے قبیلہ مین دعوت اسلام کے لیئے روانہ فرمایا اور آخر کار وہ اپنی کوششون مین اسقدر کامیاب ہوے کہ صرف ایک شخص ایسا تھا جس نے عمر ابن مرہ کی تلقین کو نہ سنا[۳]۔

صلح حدیبیہ (۶ ہجری) کے بعد جب اہل مکہ سے دوستانہ تعلقات ممکن ہوے تو مکہ کے بہت لوگ جنکو موقع نہ ملا تھا کہ شروع زمانۂ رسالت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تلقین

[۱] سپرنگر۔ جلد سوم صفحہ ۲۰۲-۲۰۳۔ [۲] ابن سعد فقرہ (۱۱۹)

سے بہرہ مند ہوتے اب مدینہ مین اس غرض سے آئے کہ اسلام قبول کرین اور اون مین سے
بعض لوگ بہت رسوخ والے تھے۔

اہل مکہ سے متواتر لڑائیان رہنے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ جو قبیلہ مکہ سے جنوب کی طرف رہتے
تھے وہ ابتک اسلام سے بالکل ناواقف اور اوسکے اثر سے محروم تھے۔ لیکن صلح حدیبیہ کے بعد
جنوبی عرب سے مراسلت ممکن ہوگئی اور قبیلۂ بنو دوس کے چند لوگ پہاڑون سے اُتر کر جو مین
کی شمالی سرحد قائم کرتے ہین پیغمبر خدا صلعم کی خدمت مین حدیبیہ مین حاضر ہوے۔ آپ سے
پہلے بنی دوس مین چند لوگ ایسے تھے جنہون نے ایک ایسے مذہب کی جھلک دیکھی تھی جو
بت پرستی کی مذہب سے جسمین وہ مبتلا تھی کسی قدر اعلیٰ تھا اور انہون نے استدلال کیا تھا کہ دنیا ضرور کوئی
خالق رکھتی ہے۔ گو اُنکو یہہ معلوم نہ تھا کہ یہہ خالق کون ہے۔ اور جب آنحضرت صلعم اس خالق کے
رسول ہوے تو اون مین سے ایک شخص جنکا نام طفیل تھا آپ کی خدمت مین یہہ تحقیق کرنیکے
لیے آیے کہ اس دنیا کا خالق کون ہے۔ رسول اللہ صلعم کے سامنے انہون نے اپنی تصنیف سے
چند نظمین پڑہین اور آپ نے قرآن کی تین یا خیر سورتین طفیل کو سنائین۔ اور انکو مسلمان کرلیا۔
رسول اللہ صلعم نے یہ کام اونکے سپرد فرمایا کہ اپنے لوگون مین جاوین اور اسلام کا وعظ کرین شروع
مین طفیل کو کچھہ کامیابی نہ ہوی اور سوائے باپ اور بیوی اور چند دوستون کے جو تحقیق حق مین
اُنکے ساتھی تھے کم لوگ مسلمان ہوے۔ اشاعت کی ناکامی پر مایوس ہوکر طفیل پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا "بنی دوس سخت گردن کے لوگ
ہین اونکے حق مین بددعا کیجیے" لیکن رسول اللہ صلعم نے دعا کی "یارب بنو دوس کو سیدھے
راستے پر ہدایت کر" آپ نے طفیل کو واپس بھیجا کہ تبلیغ اسلام مین از سر نو کوشش شروع کرین
اس مرتبہ طفیل کے ایک دوست نے بھی ان کی مدد کی اور یہہ دونون گھر گھر وعظ کرتے پھرے
اور ۷ھ ہجری مین قبیلہ دوس کے بڑے حصہ کو مسلمان کرنے مین کامیاب ہوے۔
دو برس کے بعد کل قبیلہ نے بت پرستی کے عقائد کو بالکل ترک کردیا اور سب لوگ مسلمان ہوگئے

طفیل نے اوس لکڑی کے ٹکڑے مین آگ لگادی جس کی پرستش اس وجہ سے ہوتی تھی کہ وہ قبیلہ کا بت تھا۔[۱]

۸ھ ہجری مین پندرہ اور قبیلون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی۔ اور ۸ھ ہجری مین فتح مکہ کے بعد اسلام کا عروج یقینی ہوگیا۔ اور وہ عرب جو یہہ کہکر علیحدہ رہے تھے کہ وہ محمدؐ اور اوسکے قبیلے کے لوگون کو ٹکر فیصلہ کر لینے دو اگر اوسکو فتح ہوئی تو بیشک وہ سچا رسول ہوگا[۲]، اب اسلام قبول کرنے کے لیئے دوڑے آئے۔ فتح مکہ کے بعد جو لوگ مسلمان ہوے اُن مین بعض شخص وہ تھے جو شروع زمانہ رسالت مین رسول اللہ صلعم کے سخت دشمن اور ایذا پہونچانے والے تھے مگر اب آپ نے تحمل اور عفو سے کام لیکر اخوت اسلام مین انکو شامل فرمایا۔ اسی سال مین عروہ ابن مسعود جو اہل طائف کے سرداروں مین سے تھے شہید ہوے۔ اہل اسلام نے طائف کو فتح کرنیکی کوشش کی تھی مگر ناکام رہے تھے عروہ ابن مسعود اوس زمانہ مین یمن گئے ہوے تھے اور طائف کا محاصرہ اُٹھنے کے تھوڑے عرصہ بعد وہ اس سفر سے مدینہ مین واپس آئے۔ دو برس پہلے حدیبیہ مین وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملازمت حاصل کر چکے تھے اور آپکی عظمت اونکے دل مین بیٹھ چکی تھی اب مدینہ مین وہ اس غرض سے آئے تھے کہ اسلام قبول کرین۔ مسلمان ہونے کے بعد اسلام کا جوش اونکے دل مین ایسا موجزن ہوا کہ طائف جانیکا قصد کر لیا تاکہ اہل وطن کو اسلام کی ہدایت کرین اور باوجود رسول اللہ صلعم کی کوشش کے کہ انکو ایسے خطرناک کام سے باز رکھین عروہ ابن مسعود اپنے وطن طائف کو واپس چلے گئے اور وہان پہنچکر علانیہ ظاہر کیا کہ بت پرستی مین نے ترک کر دی ہے اور لوگون سے کہا کہ تم بھی میری مثال کی پیروی کرو۔ جسوقت اسلام کا وعظ کرتے تھے تو ایک تیر اونکے لگا جسنے کار زخم پہونچایا اور خدا کا شکر کرکے کہ اُسنے شہادت کا رتبہ بخشا عروہ ابن مسعود شہید ہوگئے۔ غالباً ایک برس کے بعد رسول اللہ صلعم

---

[۱] سپرنگر۔ جلد سوم صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ [۲] البخاری جسکو اے فون کریمر نے نقل کیا۔ (۳) صفحہ ۳۱۵

کے ایک اور صحابی نے تبلیغ اسلام کے لیئے یمن مین کوشش کی اور وہین اچھی کامیابی
ہوی - اس واقعہ کا ذکر اسطرح ہوا ہے - "رسول اللہ نے الحرث اور سرح اور نعیم ابن
عبد کلال حمیری کو لکھا " تم پر سلامتی ہو جبتک کہ تم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان رکھتے
ہو - خدا ایک خدا ہے اور اوسکا کوئی شریک نہین اوسنے موسی کو اپنی نشانیون کے ساتھ
بھیجا اور عیسی کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا - یہودی کہتے ہین کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہین کہ
خدا تین مین سے ایک ہے - اور عیسی خدا کا بیٹا ہے " رسول اللہ صلعم نے عیاش ابن ربیعہ
المخزومی کے ہاتھہ یہ نامہ روانہ کیا اور فرمایا " جب تم اونکے شہر مین پہونچو تو رات کو نہ جانا بلکہ صبح
تک انتظار کرنا - تب وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہنا اور اللہ سے دعا مانگنا کہ تم کو کامیابی
بخشے اور تمہارا خیر مقدم ہو اور تم ضرر سے امان مین رہو - تب میرا خط اپنے داہنے ہاتھہ مین
لینا اور اپنے داہنے ہاتھہ سے انکے داہنے ہاتھہ مین دینا اور وہ اوسکو لینگے اور اونکے سامنے

سورۃ البینۃ

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ
تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝
وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ وَمَا
أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ
وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۙ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ
جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا
عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝ ع ترجمہ نہ تھے وہ لوگ جو منکر ہین کتاب والے اور شرک
والے باز آتے جبتک کہ پہونچے اُن کو کھلی بات ایک رسول اللہ کا پڑہتا ورق پاک
اون مین لکھی کتابین مضبوط اور پہوٹے جو ہین جنکو ملی ہے کتاب سو جب آچکی اون کو

کہلی بات اور اون کو حکم یہی ہوا کہ عبادت کرین اللہ کی نیتی کرکے اوسکے واسطے بندگی اور تابعداری کی راہ پر اور کھڑی کرین نماز اور دین زکوۃ اور یہ ہے راہ مضبوط لوگون کی وہ جو ہوے منکر کتاب والے اور شریک والے دوزخ کی آگ مین سدا رہین اوسمین وہ لوگ ہین بدتر سب خلق کے وہ لوگ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام وہ لوگ ہین بہتر سب خلق کے بدلا اونکا اونکے رب کے ہان باغ ہین بسنے کے نیچے بہتی اونکے نہرین سدا رہین اون مین ہمیشہ اللہ اون سے راضی اور وہ اوس سے راضی یہ ملتا ہے اوسے جو ڈرا اپنے رب سے ۔

اور جب ختم کرچکو تو کہنا ۔ "محمد اسپر یقین کرتا ہے اور مین اسپر ایمان لاتا ہون اون مین پہلا ہون" اور جو اعتراض وہ تمہارے خلاف کرینگے تم اُسکا جواب دے سکوگے اور جو کچھ کتاب وہ تمہارے سامنے پڑہین گے اُسکی جانچ ہوجاتی رہیگی اور جب وہ غیر زبان مین بولین تو کہنا "ترجمہ کرو" اور اون سے کہو کہ "خدا میرے لیئے کافی ہے ۔ مین بھیجی ہوئی کتاب پر ایمان رکھتا ہون اور مجھکو حکم ہے کہ تم مین انصاف کرون ۔ خدا ہمارا رب ہے اور تمہارا رب ۔ ہمارے کام ہمارے ہین اور تمہارے کام تمہارے ۔ کوئی جھگڑا ہم مین اور تم مین نہین ۔ خدا ہم سب کو ملاویگا اور ہم سب کو اوسی کے پاس جانا ہے" اگر اس کہنے پر وہ اسلام قبول کرین تو اُنسے تین لکڑیون کی نسبت پوچھو جنکے سامنے وہ جمع ہوکر بندگی کرتے ہین ۔ ان لکڑیون مین سے ایک لکڑی اثل یعنی جھاؤ کی ہے جسپر سفید اور زرد داغ ہین اور ایک بید کی طرح مڑی ہوی ہے اور دوسری آبنوس کے مانند سیاہ ہے ۔ ان لکڑیون کو باہر لانا اور اونکے بازار مین جلا دینا" عیاش نے بیان کیا ۔ "پس مین روانہ ہوا تاکہ رسول اللہ صلعم نے جو حکم دیا تھا اوسکی تعمیل کرون ۔ جب مین پہونچا تو دیکھا کہ سب لوگون نے کسی میلے کے لیئے آراستگی کی ہے ۔ مین اونکے دیکھنے کو آگے بڑہا اور آخرکار تین بڑے پردون کے قریب آیا جو تین دروازون پر لٹکے ہوے تھے ۔ مین نے پردہ اُٹھایا اور بیچ کے دروازہ سے داخل ہوا اور دیکھا کہ مکان کے صحن مین لوگ جمع ہین ۔ مین نے اونسے کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہون ۔ اور مین نے

وہ ہی کیا جو رسول اللہ صلعم نے مجھہ کو بتایا تہا - اور ان لوگون نے میرے بات کا خیال کیا اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ رسول نے کہا تہا[۵۱]

۹ ہجری مین واثلہ ابن الاسقع نے جو نئے مسلمان ہوے تہے یہ کوشش کی کہ اپنے قبیلہ کو اسلام کی ترغیب دین جسکو انہون نے رسول اللہ صلعم سے ملنے کے بعد قبول کیا تہا - مگر اس کوشش مین کامیابی کم ہوی - واثلہؓ کے باپ نے یہہ کہکر انکو علیحدہ کر دیا وہ خدا کی قسم مین تجہسے کبہی بات نہ کرونگا" اور کوئی شخص سوائے اونکی بہن کے ایسا نہ ملا جو واثلہ کی ہدایت پر یقین کرتا - اونکی بہن نے اونکے لیئے سامان مہیا کر دیا کہ وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین واپس چلے جاوین[۵۲] - یہہ ہجرت کا نواں سال سنۃ الوفود کہا گیا ہے کیونکہ عرب کے بہت سے قبیلون اور شہرون نے اپنے آدمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ کی خدمت مین روانہ کیے تاکہ آپکی اطاعت قبول کرین - اہل عرب مین سوشل اتحاد کے نیئے اصول نعنی اسلامی اخوت کے اجرا نے قبیلون کی بندشون کے زور کو جسنے سوسائیٹی کی عمارت کو نسلی رشتون کی بنیاد پر قائم کیا تہا ضعیف کرنا شروع کر دیا - کسی شخص کا مسلمان ہونا اور اسلامی سوسائیٹی مین داخل ہونا اہل عرب کی اصول معاشرت کے ایک ضروری قاعدہ کو توڑنا تہا اور چونکہ ایسی مثالین کثرت سے پیش آئین اس لیئے یہہ مثالین قبیلون کے انتظام کی تحلیل کا قوی سبب ہوگئین - اور قبائل کا سلسلہ و سررشتہ اہل اسلام کی قومی زندگی کے سامنے جسنے مسلمانون کو مضبوطی کے ساتہہ متفق اور متحد کر دیا تہا کمزور ہ گیا - اس لیے عرب کے قبیلون کو شوق ہوا کہ رسول اللہ صلعم کی اطاعت قبول کرین صرف اس خیال سے نہین کہ آپ ملک عرب مین سب سے بڑے فوجی قوت کے سرا رہین بلکہ اس خیال سے کہ آپ ایسے اصول معاشرت کے معلم ہین جس نے اور سب طرح کے سوشل انتظام کو ضعیف اور بے تاثیر کر دیا[۵۳] اس طریقہ سے اسلام نے مختلف قبائل کو جو اس وقت تک برابر لڑائیون مین مصروف تہے متحد کرنا شروع کر دیا اور جون جون یہ متحدہ جماعت ترقی پاتی گئی کمزور قبیلے اوسمین شریک ہوتے

---

۵۱ ابن سعد - نوٹ ۵۶ ۵۲ ابن سعد نوٹ ۹۱ - ۵۳ دیکہو سپرنگر جلد سوم صفحہ ۳۶۰ - ۳۶۱ -

گئے۔ قبائل عرب کے مسلمان ہونیکے حال مین رسول اللہ صلعم کے اس وعدہ کا بار بار ذکر ہوا ہے کہ اسلام قبول کرنے پر دشمنون سے انکی حفاظت کیجاوے گی۔ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ایک عرب نے سُنی تو چلا کر بولا "افسوس ہے محمد کی وفات کا جبتک وہ زندہ تہا مین اپنے دشمنون سے حفاظت اور امن مین تہا" اور یہی آواز تمام عرب مین گونج گئی ہوگی

یہہ بات کہ بہت سے قبائل عرب کا اسلام کے ساتہہ تعلق کیسا اوپری تہا اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوتے ہی اُن قبیلون مین عام طور پر اسلام سے انحراف پیدا ہوگیا۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ان قبیلون کا اسلام قبول کرنا بجاے اسکے کہ روحانی روشنی یا کسی جوش کا نتیجہ ہو اکثر ملکی ضرورت سے یا ظلم کے خوف سے پیش آیا۔ ان قبیلون نے اپنے تئین اس منجدہار مین ڈال دیا جو ایک عظیم الشان قومی تحریک کا دریا ہوگیا تہا۔ اور فتح مکہ کے بعد جو لوگ سرد دلی اور نفع کے سوچ بچار سے مسلمان ہوے اُن مین دین کا وہ جوش اور حمیت ہم نہین دیکھتے جو ابتدای زمانہ کے مسلمانون مین تہی۔ لیکن اُن مین بہی بہت لوگ ایسے ضرور ہونگے جنہون نے سچے دل اور جوش اسلام سے متاثر ہوکر اور جیسا ہم نے دیکہا ہے مستعد ہوکر کہ اگر ضرورت پڑے تو بہائیون کی تعلیم و تلقین مین جانین تک فدا کردین سچے دیندار مسلمانون کی تعداد مین اضافہ کیا ہوگا۔ اگر ایسے دیندار پرجوش مسلمان نہوتے تو اسلام کی وسیع تحریک کبہی سالم نہ رہتی اور یہہ تو ہرگز نہ ہوتا کہ بانی اسلام کی وفات کے صدمہ سے نکل کر وہ کبہی بحال ہوتے۔ کیونکہ یہہ کبہی نہ بہولنا چاہیئے کہ عرب کے بت پوجنے والے ملک مین اسلام کس قدر صاف طور پر ایک جدید تحریک تہا اور قدیم اور جدید طرز معاشرت کے نمونے کیسے برعکس واقع ہوے تہے[1] اور ملک عرب مین تبلیغ اسلام سے یہ مراد نہ تہی کہ چند وحشی رسوم اور ظلم کی عادتون کو مٹا دیا جاوے بلکہ قدیم طرز معاشرت کا قطعاً قلب ماہیت کردینا مقصود تہا

[1] یہہ بات کسی کتاب مین اسقدر تفصیل اور عمدگی سے بیان نہین ہوئی ہے جیسے کہ پروفیسر اگناز گولڈزیہر کی تصنیف مین اسکا ذکر ہوا ہے۔ مین نے یہ مضمون اسی تصنیف سے اخذ کیا ہے (محمدانشی ستودین۔ جلد ۱۔)

جو باتین اوپر بیان کی گئین اُنمین کامل ثبوت اس بات کا ملتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی تلقین و تعلیم مین جو ملت اسلام اور اسپر عمل کرنے کی ہدایت کے لیئے ظاہر ہوئے تبلیغی مذہب کے خالص اوصاف موجود ہین - اگستی کونت فلسفی نے دو باتون مین فرق بیان کیا ہے اول تو وہ عالی طبع شخص جو ایک تحریک کو ایجاد کرتا ہے اور اپنی ہی طبیعت کی قوت سے اس تحریک کو زندہ کہتا ہے - دوسرا وہ شخص ہے جو اپنے وقت کے لوگون کے خیالات اور اغراض کی محض زبان ہوتا ہے - یہہ فلسفی لکھتا ہے "بعض اوقات اعلی طبع شخص پہلے پیدا ہوتا ہے اور اپنی طبیعت کو خاص مقصد پر جماتا ہے اور پھر تمام جزبی قوا کو فراہم کرتا ہے جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیئے ضروری ہون - سوشل تحریکون کی صورت مین اکثر یہ ہوتا ہے کہ بہت سی مخصوص اغراض کا باہمی میلان خود بخود شروع ہو جاتا ہے یہانتک کہ ایک شخص ایسا پیدا ہوتا ہے جو اس باہمی میلان کے لیے ایک مرکز قائم کر دیتا ہے اور انکو جمع کر کے ایک کر دیتا ہے" اس مسئلہ پر کثرت سے یہی ہے اور کہا گیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخیر قسم کے لوگون مین تھے - اور جس طرح فلسفہ پوزیوٹزم نے کوشش کی کہ یوئس رسول کو بجاے عیسی علیہ السلام کے عیسوی مذہب کا بانی قرار دے اسی طرح بعض لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو اسی نظر سے دیکھتے ہین کہ ابتداے تاریخ اسلام مین اسلام کو توانائی بخشنے والی روح وہ ہی تھی - اور آنحضرت صرف ایک عام تحریک کی زبان تھے لیکن یہ بات صرف ایسی حالت مین سچ ہو سکتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی تمدنی حالت کو آپکی تعلیم و تلقین قبول کرنے پر آمادہ پاتے اور انکو فقط اس آواز کا منتظر دیکھتے جو انکے دلون کی غیر ملفوظ آرزوون کو الفاظ مین بیان کر دیتی - لیکن یہہ ہی شوق انتظار تھا جو عربون مین معدوم تھا - خاص کر وسط عرب کے لوگون مین جہان رسول صلعم کی ابتدائی کوششین صرف ہوئین - عرب کے لوگ کسی طرح تیار نہ تھے کہ نیئے واعظ کے وعظ کو سنین اور خاص کر

سلہ ایڈورڈ کرڈ - دی سوشل فلاسفی اوف کونت - صفحہ ۴۲ - ۴۳ (گلاسگو ۱۸۸۵)

اس شخص کی تعلیم کو جو بغیر خدا ہو کر آیا ہو جسکا کوئی مفہوم ہی انکی سمجھ مین نہ آتا تھا۔ علاوہ اسکے مسلمانون کو آپس مین درجہ مساوات حاصل ہونا اور انکی عام اُخوت جسنے عرب اور غیر عرب آزاد اور غلام کا فرق اسلامیون کے لیے نہ رکھا ہو ایسی بات تھی جو عربی قبیلون کے مغرورانہ خیال کے خلاف پڑتی تھی۔ وہ اپنی ذاتی فضیلت کے حقوق کو باپ دادا کی شہرت پر قائم کرتے تھے اور اسی زعم مین وہ خونریز لڑائیان شروع کر دیتے تھے جو ختم ہونا ہی نہ جانتی تھین اور جو انکی روح کو خوشی دیتی تھین۔ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مین ضروری اصول یہ ہی تھے کہ جو چیزین عربون کو سب سے زیادہ عزیز تھین اونپر معترض رہین۔ نو مسلم کو وہ باتین نیکیان بتا کر سکھائی جاتی تھین جنکو مسلمان ہونے سے پہلے وہ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔

بت پرست عربون کے نزدیک دوستی اور دشمنی ایک طرح کا قرضہ تھا جسکو وہ مع سود کے ادا کرنا چاہتے تھے اور بُرائی کا بُرائی سے عوض کرنے پر فخر کرتے تھے۔ اور اوس شخص کو بہت ذلیل سمجھا جاتا تھا جو ایسا نہ کرے۔ گویا کمال انسانیت اوسی شخص مین ہے جو دیر سویر ہمیشہ دوست پر مہربانی اور دشمن کے ساتھہ بُرائی کی فکر مین رہے۔ ایسے آدمیون کی نسبت رسول اللہ صلعم نے فرمایا اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ (سورۃ المومنین ۹۸) یعنی بری بات کو دور کرنے ایسی بات سے کہ وہ اچھی ہے۔

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ النور ۲۲) یعنی اور چاہیے کہ معاف کرین اور درگزر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (سورۂ آل عمران ۱۲۷-۱۲۸) یعنی اور تم اپنے پروردگار کی طرف اور ایسی بہشت کی طرف دوڑو جسکی چوڑائی آسمانون اور زمین کی برابر ہے اور

نیک آدمیون کے لیے تیار کی گئی ہے جو کہ خوشی اور تکلیف مین خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین اور غصہ کو پی جاتے ہین اور لوگون کو معاف کرتے ہین اور اسی نیکی کرنیوالون کو دوست رکھتا ہے۔

وہ عرب جنکو رسول اللہ صلعم نے شروع زمانہ رسالت مین اسلام کی خبر دی اُنکا حال یہ تہا کہ نماز کے حکم کا بھی مضحکہ کرتے تہے اور سب زیادہ دشوار کام جو آپ کو کرنا پڑا وہ یہہ تہا کہ عربون کی طبیعت مین خدا کی تعظیم اور خدا پرستی کا جوش پیدا کر دین اور اس حالت کی تعلیم اسلام اس طرح کرتا تہا جیسے یہودی اور عیسوی مذہب کرتے ہین لیکن عرب کے بت پرست اس حالت سے بالکل ناآشنا تہے غرض خود بینی کی عادت اور جوش مذہب کا نہونا جس مین قومی تکبر بھی شامل تہا ایسی حالت تہی جس نے اونکی طبیعتون کو ایسے نبی کی تعلیم سننے کے لائق بہت کم بنا تہا جو کہتا تہا۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سورۃ الحجرات ۱۳) یعنی بیشک جو تم مین سب سے زیادہ نیک ہے وہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا ہے۔ اہل عرب اون قیدون سے زیادہ برداشت نہ کر سکے جو اسلام نے اونکی زندگی کے روزانہ مشاغل پر لگائین۔ شراب اور عورتین اور راگ وہ چیزین تہین جو اہل عرب کے دل کو سب سے بڑہ کر مرغوب اور عزیز تہین اور رسول اللہ صلعم نے ان چیزون مین سے ہر چیز کی نسبت جو احکام جاری فرمائے اون مین نہایت سختی برتی۔

پس شروع ہی سے اسلام تبلیغی مذہب ہونے کی سند رکھتا ہے۔ اوسکا کام یہہ ہے کہ لوگون کے دلون کو تسخیر کرے تاکہ وہ مسلمان ہوکر ایمان والون کی اخوت مین شامل ہون اور جیسا کہ اسلام کا ابتدا مین حال تہا وہ ہی آج کے دن تک جاری ہے اور اسی بات کو آگے چلکر ظاہر کرنا اس کتاب کا مقصد ہے

باب سوم

مغربی ایشیا کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جس لشکر کو آپ نے شام کے لیے مخصص فرمایا تھا اوسکو امیر المومنین ابوبکرؓ نے باوجود چند لوگون کی تعرض کے جو اس امر سے تھا کہ ملک عرب کی حالت اس زمانہ مین بدنظمی کی تھی حدود شام کو روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے معترضین کی شکایتون کو جس جواب سے خاموش کردیا کہ "مین رسول اللہ صلعم کی کسی حکم کو رد نہ کرونگا۔ مدینہ چاہے درندون کا شکار ہوجاوے لیکن لشکر اسلام آنحضرت صلعم کے ارشاد کی ضرور تعمیل کریگا" یہہ پہلی لڑائی اُس حیرت خیز سلسلہ محاربات کی تھی جس مین عربون نے شام۔ فارس اور شمال افریقہ کو فتح کیا اور سلطنت عجم کا قلع وقمع کرکے روما کی شہنشاہی کو اوسکے بہترین ممالک سے محروم کردیا۔ ان مختلف لڑائیون کا حال لکھنا اس کتاب کی حد سے خارج ہے لیکن اس اعتبار سے کہ عرب کی فتوحات سے تبلیغ اسلام مین کامیابی ہوئی ان تمام حالات پر غور کرنا ضروری ہے جن سے ان فتوحات کا ہونا ممکن ہوا۔

ایک بڑے مؤرخ ولنگر[1] نے اسی مسئلہ کو جو اسوقت ہمین پیش ہے اس طرح بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ "کیا یہہ خالص دینی جوش تھا یعنی ایک جدید مذہب کی تازہ قوت تھی جس مین پہلی ہی دفعہ یہہ پاکیزہ پھول کھلا کہ سپاہ عرب کو ہر معرکہ مین فتح حاصل ہوئی اور ایسے قلیل عرصہ مین جسکا یقین نہین آتا اہل عرب نے وہ عظیم الشان سلطنت قائم کردی جسکو دنیا نے شاذ دیکھا تھا؟ لیکن اس بات کے ثبوت مین شہادت موجود نہین۔ ایسے لوگون کا شمار کم تھا جنھون نے

[1] ولنگر۔ صفحہ ۵-۶۔

آزادی اور خالص ایمان سے پیغمبر خدا کی تعلیم و اطاعت قبول کی اور اسکے برعکس اُن آدمیون کی تعداد کثیر تھی جو بواؤ دنیا کے نفع کی امید مین مسلمان ہوے - خالد نے جو خدا کی تلوارون مین سے ایک تلوار تھا زور و تحریص کی ترکیب مرکب کو جس سے وہ خود اور اور قریشی مسلمان ہوے تھے یہہ کہکر بخوبی ظاہر کردیا کہ خدا نے انکو تسخیر کیا اس طرح کہ اُنکے دلون کو بھی پکڑا اور اونکے بالون کو بھی اور مجبور کیا کہ رسول خدا کی پیروی کرین - قومیت کے مغرورانہ خیال نے بھی اپنا اثر خوب دکھایا - یہہ خیال وہ تھا جو اس زمانہ مین (شاید) اہل عرب مین بہ نسبت دیگر اقوام کے سب سے زیادہ قوی تھا اور یہہ ہی خیال تھا جس نے ہزارون آدمیون سے اس بات کا فیصلہ کرادیا کہ اپنے ہی ملک والے کو اور اپنے ہی ملک والے کے دین کو غیر معلمون پر ترجیح دین گے - مگر اس سے بھی زیادہ پُرزور کشش اس یقین کی تھی کہ نئے دین کے لیے لڑنے مین کثرت سے غنیمت ہاتھ لگے گی - اور موقع ملیگا کہ اپنے اُجاڑ اور بہتر ملے جنگلون کو جن مین گذارے کے لیے ادنی پیداوار ہوتی تھی شام و عجم اور مصر کے پھولے پھلے شاداب ملکون سے بدل لین گے " (انتہی قولہ)

لیکن تاریخ مین اور قومون کی بھی مثالین ہین (مثلاً ہن اور وندل کی) جو طمع اور قومی پندار ہی کے باعث سے نہین بلکہ وطن مین قحط کے رہنے اور حوائج زندگی کی ناپیدی سے تخت و تاراج کے شوق مین مشرق سے اُٹھکر دوسرے ملکون پر آن ٹوٹین - مگر ان مین سے کونسی قوم تھی جسنے وہ عظیم الشان سلطنت جو دنیا کی برابری کرے عربون کی مثل قائم کی اور جسنے قومون کو فتح کرکے انکو متفق و متحد کرنے مین عربون کی طرح کامیابی ظاہر کی؟ کیا اسلامی فتوحات پر غور کرنے کے بعد بھی ان فتوحات سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ اونکی کامیابی کس بڑی حد تک اس تعجب انگیز جوش کا نتیجہ تھی جسکی جڑ مسلمانون کے مذہب اور صرف اوس مذہب مین تھی جس مین اسکی صداقت پر بھروسا تھا جس مین دنیا اور آخرت کے اجر پر جسکا وعدہ کیا گیا تھا انکو یقین تھا اور جس مین اخوت المومنین کی تعلیم پاکر اوسکے عملی نتایج سے بھی وہ مستفید ہو چکے تھے - شاید ایسے لوگ بھی بہت ہون جن مین دنیا کی غرضون نے ان بلند روشن خیالات کو سیاہ کردیا ہو لیکن سوسائٹی

کی سرشت یا مزاج کو قائم کرنا جسپر کل کا اطلاق ہوا ان ہی چند لوگون کا کام تہا جو سچے مومن تہے - ڈبلن کے سابق آرچبشپ[۵۱] نے اپنی فصیح تقریر مین بیان کیا کہ "خالد ہی صرف نہین بلکہ درحقیقت ہر مسلمان لڑنیوالے نے اپنے تئین سیف اللہ سمجہا - جب مسلمانون نے مقابلہ کیا کہ اب وہ کیا ہین اور پہلے وہ کیا تہے جب مردہ بتون کو پوجتے تہے تو محسوس ہوا کہ ایک نئی روحانی فضا مین انکو کوئی لے آیا ہے - اب آخر کار وہ سمجہے کہ انسان کی شان اور انسان کا جلال کیا ہے - یعنی ایک خدا کا بندہ ہونا جو سب کا خالق اور حاکم ہے - اور ایسے بندے مسلمان بنے جنکا کام تہا خدا کی قوت کا اعلان کرنا وہ خود مطیع ہوے اور اورون کو مجبور کیا کہ خدا کی مرضی کے مطیع بنین - یہہ کیسی سچائی تہی جسنے ہزارون کے دلون کو تسخیر کیا - کچہہ عجب نہین کہ اسی سچائی کے بل پر بیشمار قبیلے جنہون نے ہمیشہ اسکے سوا کچہہ نہ کیا تہا کہ ایک دوسرے کو کاٹے اور نگل جاوے ایک قوم مین منتظم ہوگئے اور ہزارون طرح کے بے جوڑ جہوٹ کے پوجنے والے ایسی سوسائٹی مین ترتیب پا گئے جو کلیسیا[۵۲] سے ایک طرح کی مشابہت رکہتی ہے"[۵۳] -

پس یہہ تحقیق ہونا محل تعجب نہین کہ بہت سے عیسائی بدولس تحریک عظم کی پرزور لہر مین بہہ نکلے اور عرب کے وہ قبیلے جو صدیون سے مسیحی مذہب کے پیرو چلے آتے تہے انہون نے اسلام قبول کرنے کے لیئے اپنا مذہب ترک کیا - ان قبائل مین بنوغسان کا قبیلہ تہا جو فلسطین کے صحراہی مشرق اور جنوبی شام مسلط تہا اور اس قبیلہ کے لوگونکی نسبت کہا گیا تہا کہ "وہ جاہلیت کے وقت مین سردار تہے اور اسلام کے زمانہ مین ستارے"[۵۴]

---

۵۱ گرجا کے ایک بڑے عہدہ دار کا نام ہے ۵۲ چرچ جسکا ترجمہ کلیسا کیا گیا ہے دو معنی رکہتا ہے (۱) مکان جس مین عیسائی عبادت کرتے ہین - (۲) جماعت کل عیسائیون کی - یا چند عیسائیون کی جو عیسوی مذہب مین علیحدہ فرقہ قائم کرتے ہون - عیسائیون مین جو علیحدہ علیحدہ فرقے ہین وہ اپنی جماعت کو خاص چرچ یا کلیسا کے نام سے تعبیر کرتے ہین مثلاً چرچ یونان یا چرچ روما وغیرہ وغیرہ یہان دوسرے معنی مراد ہے ۵۳ ملتجم ۵۴ لکچرز اون میڈیول چرچ ہسٹری - مصنفہ ٹرنچ صفحہ ۵۲ (مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۹ عیسوی

۵۴ مسعودی - چوتہی جلد صفحہ ۲۲۸

حرب قادسیہ (سنہ ۱۴ ہجری) کے بعد جسمین عجمیون کے لشکر نے جو رستم[۵۱] کے زیر حکم تھا فاش شکست کھائی تو بہت عیسائی بدوی قبیلون کے جو دریاے فرات کے دونون کنارون پر آباد تھے لشکر اسلام کے امیر کے پاس آئے اور کہا کہ ۱۰ جن قبیلون نے پہلے اسلام قبول کیا وہ ہم سے زیادہ عقل والے تھے۔ اب جو کہ رستم مارا گیا ہے ہم بنیاد دین قبول کرتے ہین[۵۲]۔ اسی طرح شمالی ملک شام کی فتح کے بعد بہت سے بدوی قبیلون نے کسی قدر تامل کے بعد اسلام قبول کر لیا[۵۳]۔

اس بات کا فیصلہ کہ جبر وہ شے نہ تھی جسکی وجہ سے یہ عیسائی مسلمان ہوے اُن آشتی کے تعلقات سے ہو سکتا ہے جو مسیحی عربون اور مسلمان عربون مین موجود تھے۔ خود رسول اللہ صلعم نے چند مسیحی قبائل سے عہدنامے کئے تھے جن مین آپ نے عیسائیون کی حفاظت کا اور پابندی مذہب مین انکے آزاد رہنے کا ذمہ اور انکے قسوس کے دیرینہ حقوق و اختیارات کے بحال رہنے کا وعدہ فرمایا تھا[۵۴]۔ اسی طرح کی ایک معاہدہ نے آپکی امت کو بھی اپنے ملک و الون کے ساتھ جو زیادہ قدیم مذہب کے پیرو تھے متفق رکھا اور عیسائیون مین سے بہت لوگون نے فوجی معرکون مین اہل اسلام کو اپنی خوشی و رضامندی سے مدد دی۔

معرکہ جسر (سنہ ۱۳ ہجری) مین جبکہ شکست ہونی صاف ظاہر تھی اور خوفزدہ عرب دریاے فرات اور لشکر عجم کے بیچ مین گھر گئے تھے تو اوس وقت قبیلہ طے کا مسیحی سردار اسلامی سالار مثنی بن حارثہ کے قریب دوڑا آیا کہ کشتیون کے پل کی حفاظت مین امیر لشکر کی مدد کرے کیونکہ اس پل سے اُتر کر فوج عرب بسہولت اس معرکہ سے علیحدہ ہو سکتی تھی۔ اس لڑائی مین زک اوٹھانے کے بعد جب اسکی یاد اش مین نئی فوجین بھرتی ہونے لگین تو کمک کے لیے جو گروہ ہر سمت سے آئے ان مین بنو نمر کا عیسائی قبیلہ بھی تھا جو (بائز نتائن) رومی سلطنت کی حدود مین آباد تھا۔

جسر کی لڑائی کے بعد حرب بویب (سنہ ۱۳ ہجری) مین جسوقت عرب کی فوج دشمن پر دھاوا کرنے کو ہوی تو امیر لشکر مثنی گھوڑے پر سوار نمر کے مسیحی سردار کے پاس آیا اور کہا۔

---

[۵۱] یہ ایک ایرانی جنرل تھا جسنے یزدجرد سوم کو فارس کے تخت پر بٹھلانے کی کوشش کی تھی اور قادسیہ کی لڑائی مین سنہ ۱۶ ہجری مین مارا گیا تھا۔ مترجم [۵۲] میور کی کتاب "خلافت" صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲ [۵۳] میور کی کتاب "خلافت" صفحہ ۱۳۹ [۵۴] میور (مرتبہ ۱۸۹۱ء) جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ و ۳۰۰

"ہم تم ایک خون رکھتے ہیں۔ چلو۔ میں دہاوا کرتا ہوں تم بھی ساتھ دہاوا کرو"، غرض دونوں کے طوفانی یلغار نے عجمیوں کو میدان سے ہٹا دیا اور اسلامی فتوحات کی پیشوکت فہرست میں یہ ایک اور فتح لکھی گئی۔ اس معرکے کے دن جو جو شجاعت کے کام ہوئے ان میں سب سے بڑھ کر ایک مسیحی نوجوان کی جسارت تھی جو صحرا کے ایک دوسرے قبیلہ کا آدمی تھا اور اپنے اسپ فروش بدوؤں کی قلیل جمعیت کو لیکر اسلامی لشکر میں اسوقت داخل ہوا تھا کہ وہ لڑائی کے لیے صف آرائی کرتا تھا۔ مسیحی بدو افواج عرب کے طرفدار ہو کر جنگ میں مصروف ہوئے اور جب گھمسان کی لڑائی جمی تو یہ مسیحی جوان جھپٹ کر عجمی سپاہ کے منجھ میں جا پہنچا اور پہونچتے عجم کے سردار کو قتل کر کے اپنے زرد آستہ گھوڑے کی پیٹھ پر آیا اور گھوڑے کو تیز بھگا کر مسلمانوں کی صفوں میں یہ پکارتا ہوا داخل ہوا کہ "میں بنی تغلب کا آدمی ہوں۔ میں وہ ہوں جس نے سردار کو قتل کیا"۔[1]

یہ نوجوان عیسائی جس قبیلے سے ہونے پر فخر کرتا تھا وہ قبیلہ اُن قبائل میں سے تھا جنہوں نے عیسائی رہنا پسند کیا تھا لیکن عراق عرب کے اور مسیحی بدوؤں نے جیسے بنو نمر اور بنی قضاعہ کے قبیلے تھے اسلام قبول کر لیا۔

جب بنو تغلب نے اپنے قدیم مذہب کو ترک کرنے کی نیت ظاہر نہ کی تو حضرت عمرؓ نے حکم دیدیا کہ انپر کسی طرح کا باوجہ نہ ڈالا جاوے اور وہ اپنے مذہب کی پیروی میں بالکل آزاد رہیں البتہ اُن میں سے اگر کسی نے اسلام قبول کرنا چاہا تو کوئی شخص مزاحمت کا مجاز نہ ہوگا۔ اور نہ وہ ایسے لوگوں کے بچوں کو جو لوگ مسلمان ہو گئے ہوں اصطباغ دیسکیں گے۔ انکو حکم ہوا کہ جزیہ یعنی عیسائی رعایا پر جو محصول تھا دیا کریں۔ لیکن جزیہ دینے میں جو جان و مال کی حفاظت کے عوض میں تھا بنی تغلب نے اسے غرور کو انکسار میں بدلتے پایا اور امیر المومنین کو عرضی دی کہ جس قسم کا محصول مسلمان دیتے ہیں اوسی طرح کا محصول ہمکو بھی ادا کرنیکی

[1] میور کی کتاب خلافت، صفحہ ۹۰-۹۴ و طبری - پہلا سیری صفحہ ۲۴۸۲ -

اجازت ہو۔ پس بنو تغلب جزیہ کی جگہ دوگنا صدقہ دیتے تھے جو خیراتی محصول تھا اور مسلمانوں کے کھیتوں اور مویشیوں وغیرہ وغیرہ پر لگایا گیا تھا[۵۱]۔

اسی طرح حیرہ کے لوگوں نے اون تمام کوششوں کو رد کیا جو خالد نے اس بارے میں صرف کیں کہ انکو اسلام قبول کرنے کی طرف رغبت ہو۔ حیرہ کا شہر تواریخ عرب میں سب سے نامور شہروں میں تھا۔ اسلام کے بہادر ہیرو خالد ابن الولید نے یہہ سمجھا تھا کہ شہر کے باشندوں کو فقط اس بات کے جتا دینے سے کہ وہ عرب کا خون اپنی رگوں میں رکھتے ہیں پیغمبر عرب کی اُمت میں ہونے کی تحریص ہو جاویگی۔ جب شہر کے قلعہ بند باشندوں نے اسلامی سالار کے پاس سفارت بھیجی کہ شرائط تجویز ہو کر شہر اوسکے حوالہ کیا جاوے تو خالد نے سفیروں سے پوچھا "تم کون ہو۔ عرب ہو یا عجم؟" عدی نے جو سفارت کا خطیب تھا جواب دیا "نہیں۔ ہم عرب العاربہ (یعنی اصلی قدیم عرب) ہیں اور باقی ہم میں عرب المستعربہ (یعنی نوآباد پردیسی) ہیں۔" خالد نے کہا "اگر تم وہ ہوتے جسکا دعوی کرتے ہو تو تم کبھی ہماری مخالفت اور ہمارے مقصد کی تحقیر نہ کرتے۔" عدی بولا۔ "ہماری صاف عربی زبان میرے قول کا ثبوت ہے۔" خالد نے کہا "یہہ تم سچ کہتے ہو۔ اب ان تین باتوں میں سے کسی ایک بات کو پسند کر لو۔ اول ہمارا دین قبول کرو اور جو کچھہ ہمارا ہے وہ خوشی اور رنج میں تمہارا ہوگا خواہ تم دوسرے ملک میں جانا چاہو خواہ اپنے ملک میں رہو۔ دوسرے جزیہ دو تیسرے لڑو۔ کیونکہ قسم ہے خدا کی میں اُن لوگوں کے ساتھہ تمہارے پاس آیا ہوں جو موت کی ایسی آرزو رکھتے ہیں کہ تم جینے کی نہیں رکھتے۔" عدی بولا۔ "نہیں ہم جزیہ دینگے" خالد نے کہا "تمہاری بُری قسمت ہو۔ کفر بے رستہ کا جنگل ہے اور وہ عرب احمق ہے جسکو دوراہہ بتانیوالے جنگل میں ملیں ایک اُن میں عرب ہو اور دوسرا عرب نہ ہو اور وہ

---

[۵۱] قبیلہ بنو تغلب کا مختصر حال جہان جہان بوزفان عرب کی تصانیف میں ملا اسکو پاپو ھنری لامنس نے اپنی تصنیف میں خوبی اور اختصار سے جمع کر دیا ہے۔ (اے شانتر دے عمیلہ) جے۔ اے سیریز ۹۔ تومہ ۴ صفحہ ۹۶-۹۹ و ۱۰۴-۱۰۹

پہلے راہ بتانے والے کو چھوڑ دے اور غیر کی راہ نمائی کو قبول کرے[۵۱]"

نومسلمون کی تعلیم و تربیت کے لیے مناسب انتظام کیا گیا کیون کہ تمام قبیلے جلد اسلام قبول کرتے جاتے تھے۔ اور اس بات کی احتیاط ضروری تھی کہ اصل مذہب یا فروعات مذہب کے سمجھنے مین ایسی غلطی نہو جسکا اندیشہ ناقص التعلیم نومسلمون کی حالت مین ہو سکتا تھا۔ چنانچہ دریافت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے معلمان دین ہر ملک مین مقرر کیے جنکا یہ کام تھا کہ نومسلمون کو قرآن اور فرائض اسلام کا درس دین۔ قضات کو بھی نگرانی کا حکم تھا کہ آیا سب مسلمان خواہ جوان ہون یا بڈھے نماز کے لیے اور خاص کر نماز جمعہ اور ماہ رمضان مین حاضر ہوتے ہین۔ تعلیم دین کی برگی اس بات سے ثابت ہے کہ کوفہ کے شہر مین جس مغز عہدہ دار کے سپرد بیت المال تھا اُسکی نگرانی مین مسلمانون کی دینی تربیت و تعلیم بھی تھی[۵۲]۔

جو مثالین اس بات کی اوپر بیان ہوئین کہ پہلی صدی ہجری کے مسلمان فاتحون اور اونکی نسلون نے عیسائی عربون کے ساتھ کیسی بے تعصبی اور دینی مسالمت برتی اُن سے یقینی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جن مسیحی قبائل نے اسلام قبول کیا انھون نے اپنی مرضی اور آزاد ارادہ سے ایسا کیا۔ آج کل کے عیسائی عرب جو مسلمانون مین رہتے ہین اسی مذہبی آزادی اور صلح کل طریق اسلام کی زندہ شہادت ہین۔ لیئرڈ نے لکھا ہے کہ کرکر کے قریب بحیرہ مردہ کے مشرق مین ایک خیمہ گاہ سے اُسکا گذر ہوا جو عیسائی عربون کا تھا اور یہ مسیحی عرب لباس اور آداب معاشرت مین مسلمان عربون سے کسی بات کا فرق نہ رکھتے تھے[۵۳]۔ برغارت کو کوہ سینا کے راہبون نے بتایا کہ اخیر صدی تک مسیحی بدوون کے کئی خاندان جنھون نے اسلام قبول نہ کیا تھا باقی تھے اور اون مین سے اخیر خاندان کی ایک بڑھیا ۱۷۵۰ء مین مری اور مسیحی خانقاہ کے باغ مین دفن کی گئی[۵۴]۔ قریتین کے گاؤن مین جو صحرا مین واقع اور پلمائرا سے جنوب مغرب مین چوبیس

---

[۵۱] طبری پہلا سیری صفحہ ۲۰۴۱ [۵۲] مسعودی۔ قوم ۴ صفحہ ۲۵۶ [۵۳] مرھنری لیئرڈ کی ابتدای سیر و سیاحت ملک فارس۔ ساسان اور بابیلونیا مین" پہلی جلد صفحہ ۱۰۰ (مطبوعہ لندن ۱۸۵۳ء) [۵۴] برغارت (۲) صفحہ ۵۶۴۔

گھنٹے کی پیادہ مسافت پر ہے۔ اُس مین بارہ سو آدمی رہتے ہین جنمین سے نصف شامی عیسائی ہین جو اپنے مسلمان ہمسایون کے ساتھہ غایت درجہ کے ملاپ سے رہتے ہین اور مسلمانون کی مثل بدوی لباس ایسا پہنتے ہین کہ عیسائی اور مسلمان مین کوئی ظاہر امتمیز نہین ہوسکتی[۵۱] مشہور قبیلہ بنو غسان کے بہت سے آدمی جنمین عرب کا خالص خون ہے اور جنہون نے مسیحی دین چوتھی صدی عیسوی کے قریب ختم اختیار کیا تھا ابتک مسیحی المذہب ہین۔ اور دو صدیون کا زمانہ ہوا جبسے اُنہون نے روما کے کلیسہ کی اطاعت قبول کی ہے عبادات مین عربی زبان استعمال کرتے ہین[۵۲]۔

اگر اب ہم بدوؤن کا حال چھوڑکر اسلام کے متعلق اُن لوگون کی حالت کا اندازہ کرین جو شہرون اور قصبون مین مستقل طور پر رہتے تھے تو دریافت ہوتا ہے کہ فتوحات عرب کے بعد ہی لوگون نے جلد جلد اسلام قبول نہین کرلیا۔ (بائزنٹائن) رومی سلطنت کے مشرقی صوبجات کے بڑے شہرون مین جو عیسائی رہتے تھے اون مین سے اکثر لوگ اپنے آبائی مذہب کے ساتھہ وفادار رہے اور ابتک اُن مین کے بہت عیسائی مذہب کے پیرو چلے جاتے ہین۔

ان عیسائیون کی حالت کو سمجھنے کے لیے کہ اسلامی عملداری مین انکا کیا حال ہا اور ایسے حالات کی تحقیق کے لیئے جو کبھی کبھی انکے تبدیل مذہب کا سبب ہوے مختصر طریق پر یہہ امر بیان کرنا مناسب ہوگا کہ سلطنت روم (بائزنتیم) کے عیسوی دور حکومت مین جو افواج عرب سے مغلوب ہوی اُن عیسائیونکی کیا کیفیت تھی۔

سو برس پہلے جستینین قیصر روم اس بات مین کامیاب ہوا تھا کہ سلطنت روما مین ظاہری اتفاق و اتحاد پیدا کردے۔ لیکن اوسکی موت کے بعد ہی سلطنت کے ٹکڑے ہوگئے اور اب پایہ تخت اور صوبجات مین کوی مشترکہ قومی خیال باقی نہ رہا۔ جب قیصر ہرقل کا زمانہ آیا تو اوسنے

---

۵۱ فون کریمر (۴) صفحہ ۹۱ - ۵۲ پالگریو - "مشرقی سوالات پر جواب مضمون" ۱۱ صفحہ ۲۰۶ - ۲۰۸ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۳ء)

ملک شام کو پایہ تخت مین شامل کرنے کی کوشش کی اور اس مین کسی قدر کامیابی بھی ہوی -
لیکن بدقسمتی سے جو مصالحت کے عام طریقے قیصر نے اختیار کیئے انھون نے رفع اختلاف
کی جگہہ اور مخالفت پیدا کردی - قومی خیال کے زندہ قائم مقام فقط مذہبی جذبات رہ گیے
تھے - ہرقل نے یہہ بھی چاہا کہ عیسوی دین کی تفسیر و توجیہ کرکے تمام مناقشات کو جو مخالف
فرقون مین تھے بند کردیا جاوے - اور جو لوگ کلیسہ قدیم (آرتھوڈوکس) سے برگشتہ ہین
انکو کلیسہ اور پایہ تخت کا مطیع کرلے - کیلسیدون کی مسیحی مجلس (۴۵۱ء) نے اپنا عقیدہ
یہ ظاہر کیا تھا کہ حضرت مسیح کو "دو واقنومون مین بغیر خلط ملط اور تبدیلی اور تقسیم اور علحدگی
کے تسلیم کرنا چاہیے - دونون اقنومون کا فرق انکے اجتماع سے دور نہ ہوگا - بلکہ ہر اقنوم
کے خواص برقرار ہین اور ایک ذات اور ایک جوہر مین شامل ہین مگر اس طرح نہین کہ گویا دو
ذاتون مین یہہ خواص تقسیم اور جدا ہو سکتے ہین بلکہ وہ ہی ایک بیٹا ہے اکلوتا مولود کلمۃ اللہ"
اس مجلس کو فرقہ مونوفزائت نے تسلیم نہ کیا - کیونکہ یہہ فرقہ مسیح کی ذات مین ایک اقنوم
کو مانتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ مسیح مرکب ذات ہے جسمین تمام ربانی اور انسانی صفات موجود
ہین لیکن جوہر جسکی یہہ صفات ہین کہ اوس مین دوئی نہین ہے بلکہ مرکب وحدت ہے -
اس مسئلہ پر کلیسہ قدیم (آرتھوڈوکس) کے فرقہ مین اور فرقہ مونوفزائت مین جو مصر و شام
اور روم کی عیسائی سلطنت کی حدود سے باہر کے ملکون مین آباد تھا دو صدیون تک سخت
مناظرہ رہا - یہانتک کہ اب ہرقل نے مونوتھیلیتزم کے مسئلہ سے فریقین مقابل مین مصالحت
پیدا کرنی چاہی - اس مسئلہ کا مضمون یہہ تھا کہ اقانیم کی دوئی کو مانکر مسیح کی واقعی زندگی مین
ذات کی وحدت کو قائم کیا جاوے اور یہہ اس طرح کہ اس ایک ذات مین دو قسم کی تحریکون
سے انکار کیا جاوے - ایک مسیح اور خدا کا بیٹا نتیجہ پیدا کرتا ہے اور سکا جو انسانی ہے اور جو

۱؎ آرتھوڈوکس کے لغوی معنی ہین "دین مین درست" آرتھوڈوکس کلیسہ سے مراد ہر ایک عیسائی جماعت سے ہو سکتی ہے
جو جدا فرقہ ہو - لیکن کسی ملک مین جو خاص فرقہ سلطنت کی وجہ سے یا قدامت یا اور کسی وجہ سے ممتاز ہو وہ آرتھوڈوکس کہلاتا
ہے اور جو فرقے اسکے خلاف یا اس سے منحرف ہوتے ہین انکو ہیریٹک کہتے ہین - مترجم

ربانی ہے ایک ربانی انسانی ذریعہ سے یعنی صرف ایک ارادہ ہے مجسم کلام یعنی مسیح[۵۱] مین۔

لیکن ہرقل کی قسمت کا فیصلہ بھی اونہین لوگون کے ساتھہ ہوا جو آیندہ زمانہ مین ان مخالف فرقون کے اتفاق کے درپے ہوے۔ کیونکہ اسکا نتیجہ یہہ ہی نہ ہوا کہ مناظرون کی آگ اور جہل اوسٹی بلکہ ہرقل پر بیدینی کا داغ لگا اور دونون فرقون کا مورد عتاب بننا پڑا۔

فی الواقع ہرقل نے رعایا کے دل مین اپنی طرف سے سخت ناراضی پیدا کر لی اور قوی دلیل اس بات کے یقین کی ملتی ہے کہ سلطنت روما کی آرتھوڈوکس رعایا کا بڑا حصہ جو قیصر کے مفتوحہ صوبجات مین آباد تھا عربون کا دوست بن گیا۔ قیصر کو بے دین سمجھہ کر رعایا نے دشمنی کی نظر سے اپنے بادشاہ کو دیکھا اور یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین اپنے مونوتھیلیتک عقائد کو زبردستی جاری کرنے مین ہم پر ظلم نہ کرنے لگے[۵۲]۔ پس عیسائی رعایا نے بلا تامل بلکہ شوق سے اپنے نیے حاکمون کا خیر مقدم کیا جنہون نے اونکے دین کی سلامت رکھنے کا وعدہ کیا اور راضی ہو گئے کہ عیسائیون کے مذہبی مراتب اور قومی آزادی مین مناسب اندازہ قائم کر دین گے بشرطیکہ موجودہ خطرے سے وہ اپنے تئین بچا لین۔ چنانچہ جب ہرقل کی فوج حمص کے شہر کے قریب آئی تو شہر والون نے فصیل کے دروازے بند کر لیئے اور مسلمانون سے کہا کہ تمہاری حکومت اور تمہارے انصاف کو یونانیون کی بے انصافی اور ظلم کے مقابلے مین بہتر جانتے ہین[۵۳]۔

۶۳۳ء سے ۶۳۹ء تک کے معرکون مین جن مین عربون نے روما کے لشکر کا حدود شام سے رفتہ رفتہ استیصال کیا شامی عیسائیون کے خیالات اسطرح کے تھے جیسے اوپر بیان ہوے۔ اور ۶۳۷ء عیسوی مین جب دمشق کے باشندون نے عربون سے شرائط منظور کرانے کی مثال قائم کی اور لوٹ سے حفاظت کا ذمہ اور اور مفید مطلب عہد و پیمان

---

[۵۱] آئی۔ اے۔ ڈورنر۔ اے سسٹم آف کرسچن ڈوکٹرن، جلد سوم صفحہ ۲۱۵-۲۱۶ مطبوعہ لندن ۱۸۸۰ء جے۔ سی۔ ارٹسن ڈیہرسٹری آف دی کرسچن چرچ، دوسری جلد صفحہ ۲۲۹ (مطبوعہ لندن ۱۸۵۱ء) [۵۲] اس طرح کا خون کچھہ بچا نہ تا کیونکہ ۶۳۷ء مین جب ہرقل مجمیہ کونسٹنٹ دیر رنک شام مین سے گذرا تو زور و مونوفزائٹ کے ساتھہ اسنے تعصب کا برتاؤ کیا۔ (دیکر یوسکیل لے گرینڈ صفحہ ۱۲) [۵۳] بلاذری صفحہ ۱۳۰

حاصل کیئے تو ملک شام کے باقی شہر اس شمال کی پیروی مین سست قدم نہ رہے۔ حمص۔ شیزر۔ منبج کے شہرون نے بھی عہدنامے لکھوائے اور عربون کے ماتحت بن گئے۔ اسی طرح کی شرائط حفظ وامن کے ساتھ بطریق بیت المقدس نے بھی شہر کو مسلمانون کے حوالے کیا۔ بے دین قیصر کے خوف سے کہ مذہب مین جبر واکراہ استعمال کریگا اور مسلمانون کے اس وعدہ سے کہ دین کی باتون مین سلامتی اور صلح کل کا طریق برتا جاویگا عیسائیون کو بہ نسبت روما کی مسیحی حکومت کے اہل اسلام کی طرف زیادہ کشش محسوس ہوی۔ علاوہ اسکے لڑائیون کے زمانہ مین اسلامی فاتحون کا ضبط طبیعت اور رحم ایسا تھا جسنے لوگون مین اہل اسلام کا نہایت وقار پیدا کیا ہوگا[۵] اور اونپر فرض کردیا ہوگا کہ لشکر اسلام کے استقبال کے لیئے بڑہین۔ یہ لشکر اُن انصاف و اعتدال کے اصولون کا پابند تھا جنکو حضرت ابوبکرؓ نے اول معرکہ شام مین پابندی کے لیئے اسطرح ہدایت فرمایا تھا کہ "انصاف کرنا۔ جو وعدہ کرو اُسکو نہ توڑنا کسی کے اعضا نہ کاٹنا۔ بچون بڈہون اور عورتون کو نہ قتل کرنا۔ کھجور کے درختون کو نقصان نہ پہونچانا اور نہ آگ سے انکو جلانا۔ جن درختون مین پھل لگے ہون اون کو نہ کاٹنا۔ ریوڑون گلون اور اونٹون کو کھانے کی ضرورت سے سوا نہ مارنا۔ اگر اتفاق سے اون لوگون پر گذر ہو جو کنیسون مین گوشہ نشین ہین تو اُنسے اور اُنکے کامون سے پرہیز کرنا۔ زمین کے رہنے والے جو کھانا اپنے برتنون مین لائین خدا کا نام اُسپر لیکر اوسمین سے کھانا۔ اور تمہارا گذر اُن لوگون پر ہوگا جنکے سر منڈے ہونگے اور تم اُنکو چھوٹا تلوار کے چبڑے رخ سے[۵۱]۔ خدا کے نام سے اب جاؤ اور لڑائی اور وبا مین خدا تمہارا محافظ ہو[۵۲]" روم کی عیسائی سلطنت کے صوبجات مین جنکو مسلمانون کی قوت نے جلد محکوم کرلیا عیسائیون کو اس نظر سے کہ وہ نسطوری اور مونوفیزائٹ عقائد کے پابند تھے اسلامی فرمانروا حکومت مین

---

[۵] برخلاف اسکے بازنطائن سلطنت کے سپاہیون نے کپادوسیا مین قسطانس دوم کے عہد حکومت (۶۴۱-۶۶۸ء) مین اپنے ہم مذہب عیسائیون پر سخت جور وظلم کیا۔ (گبن مکمل کے گریٹ صفحہ ۲۲۳) [۵۱] فاخفقوہم بالسیف خفقا کے لفظی معنی ہین کہ سپہ وار انکو ایک چھوٹا تلوار سے اس عبارت کا غلط ترجمہ کرکے یہ بیان ہوا کہ "انکو مارڈالو" لیکن لفظ خفق کے اصلی معنی یہ ہین کہ اسطرح مارنا کہ ہلکی آواز ہو۔ جسکے ساتھ یہ لفظ آئے تو اسکے معنی ہوتے ہین چھڑی رخ سے تلوار مارنا اور یہ اسبات کی علامت تھی کہ اسکے بعد مسلمان دشمن کو قتل کرین گے (مترجم) جو نوٹ کہ مصنف نے لکھا ہی ہم اوسپر کچھ اور زیادہ کرنا چاہتے ہین۔ طبری و کامل ابن اثیر مین یہ الفاظ ہین فاخفقوہم بالسیف فقتلوا

ایسی مذہبی آزادی ہوئی کہ جسکا تجربہ پہلے اُن کو صدیون مین بھی ہوا تہا۔ اونکو اجازت تہی کہ قطعی آزادی کے ساتھہ اور بغیر کسیکی مزاحمت کے اپنے مذہب کی پیروی کرین۔ صرف چند قیدین البتہ اونپر لگائی گئی تہین جنکا منشا فقط یہ تہا کہ ادیانِ مقابل کے معتقدون مین اگر کوئی نزاع اُٹھہ کھڑا ہو تو اسکا انسداد ہو سکے یا مذہبی نشانات کی عام نمایش سے جو مسلمانون کو سخت ناگوار تہی کوئی تعصب کا ہنگامہ نہ برپا ہو سکے۔ مسلمانون کی بے تعصبی اور مذہبی آزادی کی وسعت جو ساتوین صدی عیسوی کی تاریخ مین نہایت بین ہے اُن شرائط سے پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے جنکو اہل اسلام نے بلاد محروسہ کے حق مین منظور کیا۔ اور جس مین جان و مال کی حفاظت اور عقائد مذہب کی پیروی مین آزادی کو صرف اطاعت اور جزیہ قبول کرنے کے عوض مین دیا۔[1]

دمشق کی نسبت لکہا ہے کہ ایک حصہ اوسکا حملہ کرکے فتح ہوا اور دوسرے حصہ نے خود اپنے تئین مسلمانون کے حوالہ کر دیا۔ یعنی ایک اسلامی سردار تو شہر کے مشرقی دروازہ سے بزور شمشیر داخل ہوا اور دوسرا سردار مغربی دروازہ سے شہر مین گیا کہ حاکم دمشق اوسکے سامنے اقبال اطاعت کرے۔ چونکہ دمشق پر ان دو طرفون سے قبضہ ہوا اسلیئے جسقدر گرجا شہر مین تھے وہ عیسائیون اور مسلمانون مین برابر تقسیم ہو گئے۔ سینٹ یوحنا کا کلیسہ بہی آدہا آدہا تقسیم ہوا اور اسّی برس تک عیسائیون اور مسلمانون نے ایک چہت کے نیچے خدا کی عبادت کی۔ خلیفہ عبدالملک نے

(بقیہ صفحہ ۶۹) جنکا مصنف نے انگریزی مین جو ترجمہ کیا ہے اوسکے معنی یہہ ہین کہ تم اونکو جو ہمارا تلوار کے چھٹے رخ سے "انگزشتہ الشام ازدی مین فاحققتم کی جگہ فاضربوہم المضروب منہم بالسیف کا لفظ ہے جسکے معنی مین کہ تم تلوار والے کے منہ پر ہوے سر پر تلوار سے۔ اور فتوح الشام واقدی مین یہ الفاظ ہین فاعلوہ بسیوفکم او ساطوہ بسیوفکم۔ یعنی تم اونچی کر کر اپنی تلوارین اونکی چندیا پر۔ اسکے بعد فتوح الشام ازدی مین یہ فقرہ بہی ہے حتی ینبوا الی الاسلام او یودوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون یعنی یہانتک کہ وہ اسلام کی طرف رجوع کرین یا عاجز ہو کر جزیہ دینا قبول کرین۔ اور فتوح الشام واقدی مین الفاظ ہین حتی یرجعوا الی الاسلام او یودوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون۔ یعنی یہانتک کہ وہ اسلام کی طرف رجوع کرین یا عاجز ہو کر جزیہ دینا قبول کرین۔ مگر طبری اور ابن اثیر مین یہ فقرہ جو فتوح الشام ازدی اور واقدی مین ہے نہین ہے۔ پس اس اختلاف الفاظ کی سبب جو طبری اور ابن اثیر مین فاحققتم ہے یا فتوح الشام ازدی مین فاضربوہم المضروب منہم بالسیف کا لفظ ہے اور فتوح الشام واقدی مین فاعلوہ بسیوفکم او ساطوہ بسیوفکم ہے انگریزی مؤرخون نے فاحققتم کے معنی فاقتلوہم کے معنی فاقتلوہم یعنی اونکو مار ڈالو لیے ہین مگر ان لفظون مین سے کسی لفظ کو اختیار کرو اوس سے فاقتلوہم کے معنی یعنی اونکو قتل کر ڈالو نہین نکلتے۔ بلکہ اسکا مطلب یہی نکلتا ہے کہ اگر وہ لڑین تو تم انہی کو مارو اور اون سے لڑو۔ اور فتوح الشام واقدی ازدی مین جو یہ الفاظ ہین کہ جبتک کہ وہ مسلمان ہون یا جزیہ دین یہ صاف لفظی ترجمہ الا اونکو قتل کرنا ہے۔ انگریزی مؤرخون نے جو فاحققتم وہ یا فاضربوہم یا فاعلوہم بسیوفکم کا ترجمہ اس طرح کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو قتل ہی کرنیکا حکم تہا یہ ترجمہ صحیح نہین ہے۔

[1] بلاذری صفحہ ۱۷۳-۱۷۴۔

نے چاہا کہ کل گرجا کو مسجد بنالے لیکن عہدنامہ کے شرائط کو دیکھکر اس قصد سے باز رہا چونکہ گرجا مین عیسائی بلند آواز سے گایا کرتے تھے جس سے مسلمانون کو بہت پریشانی ہوتی تھی اس لیے اور خلفا نے بھی کثیر رقوم معاوضہ مین پیش کرکے کل گرجا پر قبضہ کرنا چاہا لیکن کامیابی نہ ہوی۔ مگر سنہ ۹۰ ہجری مین خلیفہ ولید نے وہ بات جبر سے حاصل کرلی جسکو اور خلفا راستی سے حاصل نہین کرسکتے تھے۔ چند سال کے بعد ہی خلیفہ عمر ثانی نے عیسائیون کی فریاد کو سن کر اُنکے ساتھہ کیسی بے انصافی ہوی ہے دمشق کے تمام گرجاؤن کو جو لڑائی کے زمانہ مین ضبط ہوے تھے عیسائیون کے لیے واگذاشت کردیا۔

جب بیت المقدس امیر المومنین عمر ابن الخطاب کا فرمان پذیر ہوا تو ذیل کی شرائط منظور ہوئین

"بسم اللہ الرحمن الرحیم صلحنامہ کی یہ شرائط ہین جنکو مین عمر خدا کا بندہ اور مومنون کا امیر بیت المقدس کے باشندون کے لیئے منظور کرتا ہون۔ مین حفاظت دیتا ہون اونکی جان و مال اور انکی اولاد کو۔ اُنکے گرجاؤن اور صلیبون کو اور جو کچھہ انکے ساتھہ پیوستہ ہی۔ مین حفاظت دیتا ہون اونکی زمینون کو اور سب باشندون کو انکے مذہب پر۔ انکے گرجا جو بیت المقدس مین ہونگے اونکا مال نہ لیا جاویگا اور نہ وہ مسمار کیے جاوینگے اور نہ انمین سے کسی گرجا کو اور اونکی جایداد کو اور نہ انکے مرتبہ کو اور نہ انکے مال کی کسی چیز کو نقصان پہونچایا جاویگا۔ اور نہ بیت المقدس کے باشندون پر مذہب کی پیروی مین جبر ہوگا اور نہ اونمین سے کسی کو مضرت دیجاویگی"[1]۔ بیت المقدس کے باشندون پر محصول اس شرح سے لگایا گیا کہ پانچ دینار دولتمندون پر اور چار دینار متوسط الحال لوگون پر اور تین دینار کم استطاعت پر مقرر ہوے۔ بطریق بیت المقدس کے ہمراہ حضرت عمرؓ نے آثار مقدسہ کی زیارت کی اور یہہ کہا گیا ہے کہ جسوقت بطریق اور امیر المومنین کنیسۃ القیامۃ مین تھے تو نماز کا وقت ہوا۔ بطریق نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ کنیسہ ہی مین نماز پڑھ لین لیکن امیر المومنین نے دور اندیشی سے

[1] "دیر بیت المقدس کی تاریخ کا عربی سے ترجمہ۔ جے نیلڈز۔ صفحہ ۱۶۸-۱۶۹۔ (مطبوعہ لندن ۱۸۳۷ء)

انکار کیا اور کہا اگر مین نے ایسا کیا تو اہل اسلام اس گرجا پر آیندہ دعوی کرینگے کہ وہ اسلامی معبد ہے۔

ایسی دور اندیشی کی مثال جیسی حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوی عیسائیونکی تاریخ مین جو اسلامی دور حکومت مین گذری دریافت ہونی مشکل ہے۔ اور نہ امیر معاویہ (۶۶۱-۸۰ء) کی فیاضی کی نظیر مل سکتی ہے جنہون نے الرہا کے گرجا کو عیسائی رعایا کی درخواست پر دوبارہ تعمیر کرادیا۔ لیکن پھر بھی عام قاعدہ یہہ ہی تہا کہ خلفائے نے عیسائیون کے ساتھہ بے تعصبی اور آزادی مذہب کے اصول کو بیناضابطہ کہا (اور اگر ہم ایسے وقتون کو مستثنی کردین جن مین عیسائیون پر ظلم ہوے جیسے خلیفہ متوکل کا زمانہ تہا تو) عیسائیون پر جو کچھہ قیود تہین انکا نشان صرف اوس امان مین ملتا ہے جسکو حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

یہہ بات مشہور ہے کہ جس کسی عیسائی شہر نے مسلمانون کی اطاعت قبول کی اوسنے امان عمرؓ کے مضمون کو اختیار کیا۔ لیکن زمانۂ قدیم کے مؤرخون نے اسکا کچھہ ذکر نہین کیا ہے اور سر ولیم میور[۱] نے بھی اوسکی صحت مین شبہہ ظاہر کیا ہے اور سمجھا ہے کہ امانِ حضرت عمرؓ مین ایسی سخت شرائط ہین جو حضرت عمرؓ کے بے تعصب عہد خلافت کی نہین معلوم ہوتین بلکہ زمانۂ مابعد کی خصوصیتین اون مین پائی جاتی ہین۔ امان کا مضمون یہہ تہا "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ مکتوب ہے فلان فلان شہر کے عیسائیونکی طرف سے عمر ابن الخطابؓ کے نام جب تمنے ہمارے خلاف کوچ کیا تو ہم نے تم سے اپنے لیے اور اپنے کنبون کے لیے اور اپنے مال اور اپنے ہم مذہبون کے لیے حفاظت چاہی اور ہم نے تمسے یہہ شرط کی کہ ہم اپنے شہر یا حوالی شہر مین کوئی

---

[۱] مزید دیکھو جلد ۵ صفحہ ۳۸۴ [۲] امان عمرؓ کا ذکر جسکی بموجب کامل قانون اسلامیہ مین عیسائی قوموں کی حالت قائم ہوتی تہی اخیر زمانہ مین دیکھنے مین آتا ہے۔ لیکن حضرت عمر جیسے صلح کل فرمانروا کے ساتھہ (امان) کی شرائط مین سے اکثر کی پابندی کو منسوب کرنا اس فرمانروا پر بہتان باندہنا ہے۔ اس سخت امان مین جو شرائط ایسی ہین کہ سب سے زیادہ مخل آزادی عیسائیون کے حق مین ہوئین وہ بعد عمل آمد صرف اخیر وقت مین ہوا۔ (خلافت ۷۷ صفحہ ۱۴۶-۱۴۷)۔ آٹھوین صدی ہجری سے پہلے اس "امان" کا ذکر کسی مستند ذریعہ سے بیان نہین ہوا۔ (ستیشنڈیڈ صفحہ ۱۶۵-۱۸۷)

نیا کنیسہ گرجا۔ حجرہ یا خانقاہ تعمیر نہ کرینگے[۵۱] اور ایسے مکانات مین سے اگر کوئی گر جائیگا تو اوسکی مرمت نہ کرینگے اور اُن کو جو مسلمانون کے محلون مین ہونگے نو تعمیر کرینگے۔ ہم مسلمانون کو دن کے وقت یا رات کے وقت اپنے گرجاؤن مین داخل ہونے سے منع نہین کرین گے اور ہم گرجاؤن کے دروازون کو غریبون اور مسافرون کے لیئے چوپٹ کھلے رکھین گے۔ ہم مسلمان مسافر کو خواہ وہ کوئی ہو اپنے گھرون مین آنے دینگے اور تین تون تک اوسکو روٹی اور ٹھکانا دین گے۔ ہم کسی مخبر کو اپنے گرجاؤن یا گھرون مین نہین رہنے دینگے اور نہ مسلمانون کے کسی دشمن کو چھپا رکھین گے۔ ہم اپنے بچون کو قرآن نہین پڑھوائین گے[۵۲]۔ ہم عیسائی مذہب کی نمایش نہ کرینگے اور نہ کسی کو اپنا مذہب قبول کرنے پر بلائینگے۔ ہم اپنے کسی عزیز کو اگر وہ خواہش کریگا اسلام قبول کرنے سے نہ روکین گے۔ ہم مسلمانون کی عزت کرینگے اور جب کبھی وہ ہمارے جلسون مین بیٹھنا چاہینگے تو اُنکے لیے کھڑے ہوجایا کرینگے۔ ہم اپنے لباس مین اُنکی نقل نہین کرینگے۔ نہ ٹوپی مین نہ عمامہ مین نہ جوتی مین اور نہ مانگ نکالنے مین ہم اُنکی زبان کے جملون کو استعمال نکرینگے[۵۳] اور نہ اُنکا لقب اختیار کرینگے ہم زین پر سوار ہونگے اور نہ تلوارین کمر مین باندھینگے اور نہ ہتیار رکھینگے اور نہ اُنکو لگائینگے اور نہ اپنی انگوٹھیون پر عربی عبارت کندہ کرینگے۔ ہم شراب بیچینگے۔ ہم اپنے سرون کے سامنے کا حصہ مونڈا کرینگے۔ ہم اپنا ہی طرز لباس برقرار رکھینگے جہان کہین ہم ہون ہم پیشانی اپنی کمر مین

---

[۵۱] بعض مستند مقامات اسلام نے لکھا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور ایسا تھا جس مین جا بجا نئی گرجاؤن کی تعمیر کی ممانعت جاری تھی (دیکھو دوسری جلد صفحہ ۲۱۹)

[۵۲] (مترجم کی) "تعلیم قرآن کے مسئلہ مین علماء مین اختلاف ہے۔ فرقہ مالکیہ نے اسکو ممنوع رکھا ہے۔ لیکن فرقہ حنفیہ نے اسکی اجازت دی ہے اور امام شافعی نے اس مسئلہ کے متعلق دو رائین ظاہر کین ہین۔ پہلی رائے مین تعلیم قرآن کے موافق ہین کہ اس سے اسلام کی طرف میلان ظاہر ہوتا ہے۔ دوسری رائے مین تعلیم قرآن کو انہون نے ممنوع قرار دیا ہے اس خوف سے کہ مسلمہ جو قرآن پڑھتا ہے ابھی تک ناپاک ہوتا ہے اور شاید اُسکا مقصد قرآن پڑھنے سے صرف مضحکہ ہو کیونکہ وہ اسلام اور رسول کا جسنے کتاب لکھی ہے دشمن ہے چونکہ یہ دونون ائمہ قیاس مین برابر ہین امام شافعی نے کوئی قطعی رائے اس مسئلہ پر قائم نہین کی" (جلین صفحہ ۵۰) چونکہ ان بزرگ امامون کا جو تین بڑے فرقون کے مجتہد ہین اس مسئلہ مین اتفاق نہین ہے تو اسی عدم اتفاق سے شبہہ پیدا ہوسکتا ہے کہ امان نامہ کی شرائط ایسے قدیم زمانہ کی نہین ہین جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ [۵۳] جیسے سلام وغیرہ کے جملے ہوتے ہین جو صرف اہل اسلام کے لیے مخصوص ہین۔

لگائینگے ہم اپنے گرجاؤن پر صلیب ظاہر نہ کرین گے اور نہ اپنی صلیبون اور مقدس صحیفون کو مسلمانون کے محلون یا بازارون مین دکھائینگے[۵۱] ہم اپنے گرجاؤن کے ناقوس[۵۲] ہلکے بجائین گے۔ جب کوئی مسلمان موجود ہوگا تو ہم بلند آواز سے اپنی نماز نہ پڑہین گے ہم کھجور کے پتون اور مورتون کو قطار سے بازارون مین نہ نکالینگے۔ اپنے مُردون کی تدفین کے وقت ہم زور سے نہ گائین گے اور نہ روشن شمعین مسلمانون کے محلون اور بازارون سے لیکر گذرین گے ہم ایسے غلامون کو نہ لین گے جو مسلمانون کے قبضہ مین ہونگے اور نہ اُنکے گھرون مین مخبری کرینگے ہم کسی مسلمان کو نہ مارین گے۔ ان سب باتون کی پابندی کا ہم اپنی طرف سے اور اپنے ہمدیگون کی طرف سے اقرار کرتے ہین اور اسکے عوض مین تم سے حفاظت حاصل کرتے ہین اور اگر ہم اس امان کی کسی شرط کو توڑین تو تم اپنی حفاظت کو ضبط کر لینا۔ اور پھر تمکو اختیار ہوگا کہ ہم کو دشمن اور باغی سمجھکر ہمارے ساتھ برتاؤ کرو[۵۳]"

لباس وغیرہ کا فرق جسکو مشرق کی اقوام مختلفہ قدرتاً اور از خود اختیار کرتی ہین ایسا فرق ہے جسے ہمارے یورپین ناظرین بمقتضای عادت سمجھ نہ سکین گے۔ اور مذکورہ بالا احکام کو اس نظر سے دیکھین گے کہ وہ کسی شخص کی شخصی آزادی مین ناجائز خلل ڈالتے ہین۔ لیکن اخوت المومنین جس کو آج کل کے بعض مصنف بڑے شوق سے اسلام کی فریسنری[۵۴] کہتے ہین اگر فی الواقع کوئی اخوت ہونیوالی تھی تو اسکو خارج مین بھی ایک ظاہر طرز کی ضرورت ہوئی اور یہ لازم آیا کہ جن لوگون نے حلقۂ اسلام مین شامل ہونے سے انکار کیا انکو عربون کی وضع اور لباس اور زبان کی تقلید سے جسکی طرف نومسلمین کو بہت میلان خاطر تھا باز رکھا جاتا[۵۵] جو قیود مذہبی نشانات یا رسوم کی عام

---

۵۱ ابو یوسف لکھتے ہین کہ شہر کے اندر جہان مسلمان ساجد ہوتی ہین وہان تو نہین لیکن شہر کے باہر ہان ہر مین ایک قبہ عیسائیون کو اجازت تھی کہ صلیبون کو قطار مین نکالا کرین لیکن علم نکالنے کی اجازت نہ تھی۔ ۵۲ ناقوس لکڑی کا ایک مستطیل ٹکڑا ہوتا تھا جسکو ڈنڈے سے بجاتے تھے۔ ۵۳ ہاما کر۔ انکرتی و کنتورس سیریز ہی کیمپیڈ گنا تو فی مپیڈس ایا لکساندریہ صفحہ ۲۶۶ (انگلیکی باتاورم ۲۵ع) فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۰۲-۱۰۴۔ جورنال سیاتیق۔ سیریز ۴۔ تومہ ۱۸ صفحہ ۴۹۵-۴۹۹۔ ۵۴ فریسنری کے معنی ہین مومنین کی جماعت۔ فریسین وہی لفظ ہے جسکو محاورہ عام مین فریشن کہتے ہین۔ مترجم ۵۵ گولڈ زیہر۔ پہلی جلد صفحہ ۱۰۹-۱۳۳۔

نمایش کے بارے مین تہین وہ انتظام اور امن خلائق کے لیئے ضروری اور ایسے تعصبی فتنون کے انسداد کے لیے ضروری تہین جو اسلامی عایا مین برپا ہو جاتے کیونکہ کوئی بات جس مین بت پرستی کی بو تک آتی ہو مسلمانون کو خاصکر شاق گذرتی تہی - اگر ان احکام کی ہمیشہ پابندی ہوتی رہتی تو بہت سے ایسے فتنے اور ہنگامے بند رہتے جن مین عیسائیونکی جان اور مال کا نقصان ہوا - فی الواقع پابندی کے ساتھ انکی تعمیل نہین ہوی بلکہ انکے اعادہ کے لیے ہمیشہ اسکی ضرورت ہوتی تہی کہ تعصب کا کوئی نیا فساد اُٹھے -

یہہ بات کافی طور پر بیان کردی گئی کہ اسلامی فتوحات کے ابتدائی زمانہ مین عیسائیون کو اس بات کی شکایت کا موقع نہ تہا کہ مذہب مین آزادی اُنہین حاصل نہ تہی - یہہ سچ ہے کہ اپنے قدیم مذہب سے وابستہ رہنے کی حالت مین جزیہ دینا انکو سخت ناگوار تہا لیکن اس محصول کی رقم ایسی قلیل تہی کہ اسکو بار نہین تصور کیا جا سکتا - خاص کر ایسی صورت مین جبکہ جزیہ دینا عیسائیون کو فوجی خدمات سے جو اہل اسلام پر لازمی تہین بری کر دیتا تہا - اسلام قبول کرنے مین کسی قدر زر و سیم کا فائدہ یقینی ہوتا تہا - لیکن اگر کسی عیسائی نے صرف جزیہ سے بچنے کے لیئے اپنا دین چھوڑا تو دین کا بہت ہی کم قابو اُسپر ہوگا - خاص خاص صورتون مین خراج یعنی محصول اراضی کے عوض مین پیداوار مین سے دسوان حصہ دینے کی ایسے عیسائی کو جو مسلمان ہو جاتا اجازت مل جاتی تہی لیکن باقی صورتون مین اسلام قبول کرنے کے بعد بہی خراج لگایا جاتا تہا[۵۱] - مگر جزیہ کی جگہہ نو مسلم کو زکوٰۃ ادا کرنی ہوتی تہی جو بہت قسم کے مال منقولہ اور غیر منقولہ پر سالانہ شرح سے لگائی جاتی تہی[۵۲] جزیہ کی شرحین جو قدیم فاتحون نے مقرر کین وہ یکساں نہین رہین - چنانچہ اسلام کے بڑے فقیہ

---

[۵۱] فون کریمر - پہلی جلد صفحہ ۳۴۷ - ۳۴۸ و ۳۷۷ - وہ اسلام قبول کرنیکے بعد چاہیے تہا کہ جزیہ کی موقوفی کا حکم ہو جاتا لیکن چونکہ سلطنت کی آمدنی کا دارمدار خراج اور جزیہ پر تہا جنکو منکر ادا کرتے تہے اس لیے مسلمان ہو جانیکی حالت مین بہی نیز یہ محصول جاری رہتے آخر کار جب یہ پرانا قاعدہ متروک ہوگیا کہ کوئی مسلمان اراضی یا اور طرح کی جایداد غیر منقولہ پیدا نہین کر سکتا تو صحیح النسل عرب اور اون لوگون مین جو مسلمان نہ تہی تمیز قائم کیگئی اور جو لوگ مسلمان نہ تہے وہ اگر اسلام قبول بہی کر لیتے تہے تو بہی خراج اور ایک حد تک جزیہ انکو ادا کرنا ہوتا تہا لیکن عربونکو صرف عشر کی قلیل رقم دینی پڑتی تہی -

[۵۲] گولڈ زیہر - پہلی جلد صفحہ ۵۰ - ۵۷ و ۴۲۷ و ۴۳۰ -

امام ابوحنیفہ اور امام مالک مضمون جزیہ کی فروعات[۵۱] میں متفق نہیں ہیں۔ ذیل کی شرحیں کتاب الخراج سے نقل کی جاتی ہیں جسکو قاضی ابویوسف نے خلیفہ ہارون الرشید (۷۸۶ء-۸۰۹ء) کی درخواست پر تیار کیا۔ اس کتاب کی نسبت خیال ہے کہ دور خلافت میں محصولات کے متعلق وہ اسلامی ضابطہ ہوگا۔ دولتمندوں کو ۴۸ درہم سالانہ اور متوسط الحال لوگوں کو ۲۴ درہم سالانہ ادا کرنے ہوتے تھے۔[۵۲] لیکن مفلسوں سے جیسے کہیتوں کے مزدور اور دستکار ہوتے ہیں ۱۲ درہم سالانہ لیے جاتے تھے۔ یہ محصول یعنی جزیہ اگر خواہش کی جاتی تھی تو جنس میں بھی ادا ہو سکتا تھا۔ مویشی تجارت کا مال۔ گھر کا اسباب یہانتک کہ سوئیاں بھی روپیہ کے عوض میں قبول ہو سکتی تھیں لیکن سؤر شراب اور مردہ جانور نہیں لیے جاتے تھے۔ جزیہ فقط صحیح الجثہ مردوں پر جاری تھا نہ کہ عورتوں اور بچوں پر۔ ایسے تنگدست جنکی روزی خیرات پر تھی اور ایسے مفلس جو زیادہ عمر کے ہوتے اور کام نہ کر سکتے خاص طور پر جزیہ سے مستثنے تھے۔ اسی طرح اندھے۔ لنگڑے لولے لاعلاج مریض اور دیوانے اگر وہ دولتمند نہ ہوتے تو وہ بھی اس محصول سے بری رہتے۔ یہہی شرط قسیسوں اور عیسائی عالموں کے ساتھہ تھی کہ اگر امیروں کی خیرات پر اونکا گذر ہوا تو جزیہ سے مستثنے رہے لیکن اگر مقدور والے ہوے تو اُنسے جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔ عمال جو جزیہ وصول کرتے تھے اونکو خاص ہدایت تھی کہ رعایت کریں اور وصول نہونے کی حالت میں سختی جسمانی سزا سے بالکل پرہیز کریں۔[۵۳]

بعض لوگ ہمارے دل میں یہ خیال پیدا کرتے ہیں کہ جزیہ عیسائیوں پر اس جرم کی سزا میں تھا کہ اُنھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔ جہاں اور ذمی اپنے مذہب کے باعث فوجی خدمات سے مستثنیٰ ہو کر جزیہ دیتے تھے اسیطرح عیسائیوں کو بھی اپنی حفاظت کے معاوضہ میں جو اسلامی سپاہ کرتی تھی جزیہ دینا ہوتا تھا۔ جب حیرہ کے باشندوں نے جزیہ کی رقم قرار داد ادا کی تو خاص طور پر بیان کر دیا کہ جزیہ کی یہ رقم ہمنے اس شرط سے

---

[۵۱] دیکھو سل کا ترجمہ قرآن مجید۔ سورۃ التوبہ۔ آیت ۲۹۔ نوٹ اور دیکھو فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۲۶۰ و ۴۶۴ [۵۲] ایک درہم تقریباً پانچ پینس کے ہوتا ہے یعنی تین آنے چار پائی کے برابر۔ [۵۳] ابویوسف صفحہ ۶۹-۷۱۔

دی ہے کہ "مسلمان اور مسلمانون کا سردار ہماری حفاظت اُن لوگون سے کرے جو ہمکو ستائین خواہ وہ مسلمان ہون یا کوئی اور"۔ جب حیرہ کے متصل شہرون سے خالد ابن الولید نے عہدنامہ کیا تو لکھا "اگر ہم تمہاری حفاظت کرین تو جزیہ تمپر واجب الادا ہوگا اگر ایسا نہ کرین تو وہ واجب الادا نہین ہے" یہہ امر کہ جزیہ کے ساتھ شرط حفاظت کو مسلمان کس قدر واضح طریق پر سمجھے ہوے تھے اسکی تصدیق ذیل کے واقعہ سے ہوسکتی ہے جو حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین پیش آیا۔ ہرقل قیصر روم نے ایک بڑا لشکر فراہم کیا تاکہ حملہ آور عساکر اسلام کی مدافعت کرے۔ مسلمانون نے بھی اپنی تمام قوتین اس محاربہ عظیم کے لیے جمع کین۔ امیر لشکر ابو عبیدہ نے شام کے بلاد مفتوحہ کے حاکمون کے نام مکتوب روانہ کیے کہ جزیہ کی کل رقوم جو شہرون سے وصول کی گئی تھین واپس کردی جاوین اور اون شہرون کے باشندون کو لکھ بھیجا کہ "جو روپیہ ہم نے تم سے لیا تھا اُسکو واپس کرتے ہین کیونکہ ہمکو خبر پہونچی ہے کہ ایک جرار لشکر ہمارے مقابلہ کے لیے کوچ پر ہے۔ ہم مین اور تم مین یہ وعدہ تھا کہ ہم تمہاری حفاظت کرینگے۔ چونکہ یہ بات اب ہماری قدرت مین نہین ہے اسلیے جو کچھہ ہمنے تمسے لیا تھا تمکو واپس کرتے ہین۔ لیکن اگر ہم کامیاب ہوے تو ہم اُن ہی قدیم شرائط کا اپنے تئین پابند سمجھین گے جو از روی عہدنامہ ہمارے مابین ہین"۔ اس حکم کے بموجب بیت المال سے بڑی بڑی رقمین عیسائیون مین واپس تقسیم کی گئین اور عیسائیون نے مسلمانونکو دعائین دین کہ "خدا تمکو پھر ہمپر حکومت دے اور رومیون پر تمکو فتحیاب کرے۔ رومی ہوتے تو وہ ہمکو کچھہ واپس نہ دیتے بلکہ جو کچھہ ہمارے پاس ہوتا اوسکو بھی لے لیتے"[۵۱]

جیسا کہ اوپر بیان ہوا جزیہ صحیح البحثہ مردون پر فوجی خدمتون کی عوض مین جو مسلمان ہونے کی صورت مین لازمی ہوتی تھین جاری کیا گیا تھا۔ یہہ امر نہایت درجہ قابل وقعت ہے کہ جب کوئی عیسائی گروہ اسلامی فوج مین داخل ہوتا تو وہ جزیہ سے بری کردیا جاتا۔ چنانچہ قبیلہ جراجمہ کے ساتھہ جو ایک مسیحی قبیلہ انطاکیہ کے قرب و جوار مین آباد تھا ایسا ہی واقعہ گذرا۔ جراجمہ کے

---

[۵۱] طبری۔ پہلا سیری۔ صفحہ ۲۰۵۵ [۵۲] طبری۔ پہلا سیری۔ صفحہ ۲۰۵۰ [۵۳] ابو یوسف صفحہ ۸۱۔

لوگون نے مسلمانون سے صلح کرلی اور وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ مسلمانون کے دوست رہین گے اور لڑائی مین اُنکے طرفدار بنکر لڑینگے مگر اس شرط سے کہ اونکو جزیہ نہ دینا پڑے اور اموال غنیمت مین سے مناسب حصہ ملا کرے[۱]۔ ۲۲ھ ہجری مین جس وقت عرب کے معرکے فارس کے شمال مین بڑھے تو اسی قسم کا عہدنامہ ایک سرحدی قبیلہ سے ہوا جسنے فوجی خدمات قبول کین اور اوسکے صلہ مین جزیہ سے بری ہوا[۲]۔

جزیہ کی منسوخی کی مثالین جو ایسی صورتون مین پیش آئین کہ عیسائیون نے مسلمانون فوجی اور بحری خدمات قبول کرلین سلطنت ٹرکی مین بھی گنہ چکی ہین۔ مثلاً مگارس کے باشندے جو البینی عیسائیون کے گروہ سے تھے جزیہ سے اس شرط پر بری ہوے کہ مسلح آدمیون کی ایک جمعیت کوہ ستہران اور کوہ گرانیا کی حفاظت کے لیے جن سے خاکنائے کورنتھ مین داخل ہوتے ہین مہیا کرین۔ اسی طرح ہائیدرا کے عیسائی باشندون نے سلطان کی کو نی نفسہ کوئی محصول نہین دیا بلکہ اسکے عوض مین دوسو پچاس صحیح الجثہ بحری سپاہیون کی ایک کنٹنجنٹ ٹرکی بیڑے کے لیے مہیا کردی جسکو مقامی خزانہ سے اخراجات ملتے تھے[۳]۔ فرقہ مردت جو رومن کیتھولک البینی لوگون مین سے تھا اور سقطرائی سے شمال کے پہاڑون مین آباد تھا جزیہ سے اس شرط پر مستثنیٰ ہوا کہ لڑائی کے وقت ایک مسلح کنٹنجنٹ دیا کرے[۴]۔ اور یہ ہی معنی تھے کہ جو خدمات سلطنت کی ادا کی گئین انکے معاوضہ مین یونانی عیسائیون کو جزیہ کی رقم قرردادسے معاف کردیا گیا کیونکہ یہہ لوگ اُن حوضون کے نگران رہے جن سے قسطنطنیہ مین پینے کا پانی مہیا ہوتا تھا[۵]۔ اوران مثالون کے برعکس یہہ ہے کہ جب مصری کاشتکار فوجی خدمتون سے مستثنیٰ ہوے تو اُن پر اسیطرح کا محصول لگادیا گیا جیسا عیسائیون پر تھا[۶]۔

پس اس طرح جان و مال کی حفاظت اور مذہبی آزادی کے ساتھہ یہ کہ عیسائی قومون نے اور خاص کر اُن عیسائی قومون نے جو شہرنشین آباد تھین ابتدائی دور خلافت مین نہایت آسایش و ترقی

---

[۱] بلاذری صفحہ ۱۵۹ [۲] طبری پہلا سیریز صفحہ ۲۶۵ [۳] فنلے جیٹی جلد صفحہ ۳۰۳ [۴] دی لاجو نقیر صفحہ ۱۴۲ [۵] ٹمس سمتھ صفحہ ۳۲ [۶] دی لاجو نقیر صفحہ ۲۶۵۔

سے زندگی بسر کی۔ خلفاء کے دربار مین اکثر عیسائی مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوے۔ چنانچہ ایک مسیحی عرب جسکا نام اخطل تہا دربار کا شاعر تہا۔ اور سینٹ یوحنا دمشقی کا باپ خلیفہ عبدالملک (۶۸۵-۷۰۵ء) کا مشیر گذرا ہے۔ خلیفہ معتصم (۸۳۳-۸۴۲ء) کی خدمت مین دو عیسائی بہائی رہتے تہے جو خلیفہ کے سب سے زیادہ معتمد تہے۔ ان مین سے ایک کا نام سلمویہ تہا۔ دریافت ہوتا ہے کہ اسکو تقریباً وہی منصب حاصل تہا جو آج کل سکرٹری آف سٹیٹ کا ہوتا ہے۔ کوئی شاہی مکتوب اُسوقت تک مستند تصور نہ ہوتا تہا جبتک کہ سلمویہ کے بہی دستخط اُسپر نہ ہوتے۔ دوسرے بہائی ابراہیم کے سپرد مہر خلافت تہی اور صیغہ بیت المال بہی اُسی کی نگرانی مین تہا۔ یہہ عہدہ بیت المال کے روپیہ اور صرف کے لحاظ سے ایسا تہا جسکی نسبت توقع ہو سکتی تہی کہ اسپر ہمیشہ مسلمان مقرر ہوتا (لیکن ایسا نہ تہا) معتصم کو ابراہیم کے ساتہہ ایسا اُنس تہا کہ جب ابراہیم بیمار پڑا تو خلیفہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی موت پر سخت رنج کیا۔ ابراہیم کی تدفین کے دن حکم دیا کہ جنازہ قصر شاہی مین لایا جاوے اور تمام مسیحی رسوم میت نہایت ادب سے وہان ادا کی گئین[۱]۔ نصر ابن ہارون جو عضد الدولہ بویہ خاندان عجم کے بادشاہ کا وزیر اعظم تہا عیسائی مذہب رکہتا تہا اور بہت کلیسا اور خانقاہین تعمیر کر چکا تہا[۲]۔ مدت تک سلطنت کے عہدے خاص کر صیغہ بیت المال کے عیسائیون اور عجمیون سے معمور ہوتے رہے[۳]۔ اور اس زمانہ کے بعد مصر مین بہی یہہ ہی حال ہوا کہ بعض اوقات ان ممتاز عہدون پر عیسائی کلیتاً متصرف ہو گئے[۴] خاصکر پیشہ طبابت مین عیسائیون نے اکثر دولت جمع کر لی اور امیرون رئیسون کے گہر مین انکی عزت ہونے لگی۔ خلیفہ ہارون الرشید کا طبیب خاص جسکا نام جبرئیل تہا نسطوری عیسائی تہا اور علاوہ ذاتی جایداد کے جسکی آمدنی آٹہہ لاکہہ درہم سالانہ تہی دو لاکہہ اسی ہزار درہم سالانہ خلیفہ کی ملازمت کے صلہ مین ملتے تہے۔ دوسرا عیسائی طبیب بہی بائیس ہزار درہم سالانہ

---

[۱] ابن ابی اصیبعہ۔ طبقات الاطبا۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۴ (مطبوعہ قاہرہ ۱۲۹۹ ہجری) [۲] ابن الاثیر جلد ہشتم صفحہ ۲۰۱ [۳] فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۶۷-۱۶۸ [۴] رئودو۔ صفحہ ۴۳-۵۴۰۔

تنخواہ پاتا تہا[۱]۔ تجارت اور سوداگری سے بہی عیسائیون نے بڑی ثروت پیدا کی۔ اور فی الواقع یہی دولت اکثر اس بات کا سبب ہوئی کہ عام لوگون کی طمع زر کو اس سے اشتعالک ہوئی اور موقع متعصب لوگون کو ملا کہ عیسائیون پر ظلم کرین اور اُن کو گزند پہونچائین۔ علاوہ اس کے جو قومین مسلمان نہ تہین وہ اپنے انتظام مین خود مختار تہین جس کی وجہ یہ تہی کہ جو معاملات ان کے باہمی ہوتے انکے انصرام کا قطعی اختیار سلطنت بالا کی طرف سے انکو حاصل تہا۔ اور انکے مذہبی پیشوا ایسی صورت مین جبکہ کسی معاملہ مین فریقین انکے ہم مذہب ہون مالی مقدمات کے فیصلہ کرنے مین پورے اختیارات رکہتے تہے[۲]۔ انکے گرجاؤن اور خانقاہون مین کسی کو دخل نہ تہا۔ البتہ ایسے گرجا اور خانقاہین جو بڑے شہرون مین تہین انمین سے بعض کو مسجد بنا لیا تہا۔ مگر یہہ انتظام ایسا تہا جسپر اعتراض اس خیال سے نہین ہوسکتا کہ جس قدر مسلمانون کی تعداد مین ترقی ہوی تہی اوسی قدر عیسائیون کے شمار مین کمی ہوی تہی۔ عیسائیون کو نئے کلیسا اور خانقاہین بنانے کی اجازت بہی تہی۔ پہلی صدی ہجری کے ختم پر اگر خلیفہ عمر ثانی (سنہ ۷۱۷-۷۲۰ع) کو نو تعمیر گرجاؤن کی مسماری کا حکم دینا پڑا اور ایک صدی بعد متعصب خلیفہ متوکل نے (سنہ ۸۴۷-۸۶۱ع) اس حکم کا اعادہ کیا تو ان ہی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ نئے گرجاؤن کی تعمیر کے امتناعی حکم کی کسقدر کم پابندی ہوتی تہی[۳]۔ متعدد واقعات عیسائی اور مسلمان مورخون سے دریافت ہوتے ہین کہ نئے گرجا تعمیر ہوے۔ چنانچہ خلیفہ عبدالملک (سنہ ۶۵-۸۶ھ) کے عہد خلافت مین الرہا کے شہر مین ایک نیا گرجا بنا اور دوا ور گرجا مصر کے شہر الفسطاط مین تعمیر ہوی۔ ایک گرجا جو سینٹ جارج کے نام سے بنایا گیا حلوان مین جو الفسطاط کے قریب گاؤن ہے تعمیر ہوا[۴]۔ سنہ ۷۱۱ع مین ایک یعقوبی کلیسا انطاکیہ مین خلیفہ ولید (سنہ ۸۵-۹۶ھ) کے حکم

[۱] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۸۰-۱۸۱۔ [۲] فون کریمر۔ پہلی جلد صفحہ ۱۸۳۔ [۳] جورنال اسیاتیق۔ سیری ۴۔ تومہ ۱۸ (۱۸۵۱) صفحہ ۴۳۳-۴۵۰ [۴] میکل لے گریند صفحہ ۲۴۷۔ نوٹ صفحہ ۱۸۹ [۵] اوتیکیوس تومہ ۲ صفحہ ۳۶۹۔

سے تعمیر ہوا[۵۱]۔ اس زمانہ کے بعد خالد الکسری نے جو عیسائی تھا اور ۷۲۴ء عیسوی سے ۷۳۸ء تک عراق عرب و عراق عجم کا حاکم رہا تھا اپنی مان کے لیئے ایک کلیسہ تیار کیا[۵۲]۔ ۷۵۹ء مین نصیبین مین ایک گرجا کی تعمیر ختم ہوی جسپر مطران نے چھین ہزار دینار کی رقم صرف کی[۵۳]۔ آٹھوین صدی عیسوی ہی مین ابوسرجہ کے کلیسہ کی تعمیر کو شمار کرنا چاہیے جو قدیم قلعہ کے رومی قلعہ مین بنایا گیا[۵۴]۔ خلیفہ مہدی (۷۷۵-۷۸۵ء) کے عہد حکومت مین ایک گرجا عیسائی قیدیون کے لیے بغداد مین تعمیر ہوا۔ یہ قیدی اسوقت مین قید ہوے تھے کہ اہل اسلام کی لڑائیان روم کی عیسائی سلطنت سے ہو رہی تھین[۵۵]۔ بغداد مین دوسرا کلیسہ خلیفہ ہارون الرشید (۸۰۹-۸۸۶ء) کے زمانہ خلافت مین تعمیر ہوا۔ اور اوسکو سمالو کے باشندون نے بنایا جنھون نے خلیفہ کی اطاعت اور خلیفہ نے انکی سرپرستی منظور کی تھی[۵۶]۔ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ مین ایک بڑا عالیشان گرجا بابل مین تیار ہوا جسمین دانیال رسول اور حزقیل رسول کے تابوت رکھے گئے[۵۷]۔ جب خلیفہ مامون الرشید (۸۱۳-۸۳۳ء) مصر مین تھا تو اپنے وزیر و معززین دربار کو اجازت دی کہ مقطم کی پہاڑی پر جو قاہرہ کے قریب تھی گرجا بنائین اور اسی خلیفہ کی اجازت سے ایک دولتمند عیسائی نے جسکا نام ریکام تھا کئی خوبصورت گرجا بورہ مین تعمیر کرائے[۵۸] اسطرح بطریق تموتیس نے جو ۸۲۰ء مین مرا ایک گرجا نکریت مین اور ایک خانقاہ بغداد مین تعمیر کی[۵۹]۔ دسوین صدی عیسوی مین ابوسیفین کا خوشنما قبطی گرجا الفسطاط مین تعمیر ہوا[۶۰]۔ اور اسی صدی مین جبکہ عضد الدولہ بویہ (۹۴۹-۹۸۲ء) جنوبی فارس اور عراق پر مسلط تھا تو اسکے تسیحی المذہب وزیر اعظم نصر ابن ہارون نے متعدد گرجا اور خانقاہین تعمیر کین[۶۱]۔ فاطمی خاندان مصر کے ساتوین خلیفہ الظاہر (۱۰۲۰-۱۰۳۵ء) کے عہد مین ایک نیا گرجا تیار ہوا[۶۲]۔ نیے گرجا

[۵۱] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۷۵، [۵۲] ابن خلکان - پہلی جلد صفحہ ۴۸۵ [۵۳] الیاس نصیبی صفحہ ۱۲ [۵۴] بلذ مصر کے قدیم مصری کلیسا، پہلی جلد صفحہ ۱۰۱ (مطبوعہ اکسفورڈ ۱۸۸۴ء) [۵۵] یاقوت دوسری جلد صفحہ ۶۶۲ [۵۶] یاقوت دوسری جلد صفحہ ۶۷۰ [۵۷] کرونیق دے سیکل لے گریگ ٹیٹ صفحہ ۲۶۶ [۵۸] اوکیموس صفحہ ۳۰۳-۳۰۴ [۵۹] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶ [۶۰] بلذ مصر کے قدیم قبطی گرجا، پہلی جلد صفحہ ۷۶ [۶۱] ابن الاثیر جلد ہشتم صفحہ ۲۸۱ [۶۲] رئودو صفحہ ۳۹۹-

اور خانقاہین عباسی خلیفہ مصتفی (۱۱۷۰-۱۱۸۰ع) کے زمانہ مین بھی تعمیر ہوئین[۵۱] ۱۱۸۷ع مین الفسطاط کے شہر مین ایک گرجا تعمیر ہوا اور "اور لیڈی دی پیور جن[۵۲]" کے نام سے موسوم ہوا[۵۳]

اسلامی سلطنت کے قیام سے بجاے اسکے کہ مسیحی کلیسہ کی ترقی مین نقصان پیدا ہوتا نسطوری عیسائیون کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب سے وہ مسلمانون کی رعایا بنے اون مین مذہبی زندگی اور دینی جوش دفعتاً زور شور سے پیدا ہوگیا[۵۴]۔ اسلامی حکومت سے پہلے نسطوریون کی یہہ حالت تھی کہ ملک عجم مین جہان اس فرقہ کے لوگ کثرت سے رہتے تھے عجمی بادشاہون کے کاہے لطف و کاہے غضب سے انکی زندگی بڑی دگدا مین بسر ہوی تھی اور جب عجمیون اور رومیون مین لڑائیان برپا تھین تو انکو سخت آزار اس بدگمانی سے پہونچتا تھا کہ وہ مسیحی غنیم سے سازش رکھتے ہین۔ لیکن خلفا کے دور حکومت مین انکو اپنے وطن اور ملک مین ایسی حفاظت میسر آئی کہ مسیحی مشن کے کامون کو بھی بڑی دھوم دھام سے بیرونی ممالک مین انہون نے جاری کیا۔ چین اور ہندوستان کو اپنی مشنری روانہ کیے اور آٹھوین صدی عیسوی مین انہون نے ملکون مین مطران کے علاقے قائم کردیے اوسی صدی مین نسطوریون نے مصر مین اپنا قدم جمایا اور اسکے بعد برّ اعظم ایشیا کے دوسرے سرے پر اپنے مذہب کو شائع کرنے لگے اور گیارہوین صدی عیسوی مین تاتاریون مین سے بہت لوگون کو عیسائی کرلیا۔

اگر اور مسیحی فرقون سے ایسی سرگرم کوششین ظاہر نہین ہوئین تو اسمین مسلمانون کا کچھہ قصور نہین سلطنت اسلامیہ نے سب فرقون کو مذہبی آزادی دی کہی تھی اور اس سے بڑھ کر یہہ کیا تھا کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ پر ظلم نہ کرسکتا تھا۔ پانچوین صدی عیسوی مین برمس نے جو نسطوری

---

۵۱ میکل نے گرینڈ صفحہ ۳۲۳ ۵۲ اسکے معنی مین "ہماری خاتون جو پاک ہے" درکواری ہی"، حضرت مریم سے مراد ہی۔ ۵۳ ایضاً صفحہ ۹۲۔ ۵۴ ڈاکٹر فلر کے ایک دوست نے جسکا نام کولدر تھا تاریخ روضۃ الصفا کا ترجمہ کیا تھا اور جو دسمبر ۱۸۳۲ع کے شروع مین مشرق کی سیر کی۔ اس راہب نے لکھا ہے کہ پیرو ہی مذہب مین جو آزادی نسطوریون کو اسلامی حکومت مین حاصل ہوی وہ اوسکے زمانہ سفر تک قائم اور برقرار تھی۔ "راہب لکھتا ہے" اور مین نے سارا سیس کی قدیم اور مستند تواریخ سے

بشپ تہا مجوسی بادشاہ فارس کے سامنے یہہ ظاہر کرکے کہ نسطورس کے عقائد جو فرقہ نسطوری کا بانی تہا مجوسیون کے دین سے قریب کا واسطہ رکہتے ہین بادشاہ کو ترغیب دی کہ ارتہودوکس کلیسہ کے عیسائیون پر سخت ہنگامہ کیا جاوے - چنانچہ نتیجہ یہہ ہوا کہ ساتہہ ہزار آٹہہ سو تیس اور اونکے ساتہہ متعدد عیسائی اس ہنگامہ مین قتل ہوئے[۱] - اس واقعہ کے ایک سو پچاس برس بعد اسی طرح کا ایک ظلم فارس کے مجوسی بادشاہ نے ارتہودوکس عیسائیون پر اپنے عیسائی طبیب کے اشارے سے کیا - یہہ طبیب یعقوبی مسیحی تہا اور بادشاہ کو اُسنے بہکا دیا تہا کہ ارتہودوکس فرقہ ہمیشہ رومی عیسائیون کی طرفداری کریگا[۲] - لیکن اہل اسلام مین جو اصول مذہبی آزادی کے تہے وہ ایسی بے انصافیون کو روا نہ رکہہ سکتے تہے - بلکہ دریافت ہوتا ہے کہ مسلمانون کی یہہ ہی کوشش رہی کہ اپنی تمام عیسائی رعایا کے ساتہہ ایمانداری سے پیش آئین - چنانچہ اسکی مثال موجود ہے - فتح مصر کے بعد یعقوبی فرقہ کے عیسائیون نے رومی حکام کی برطرفی کے وقت موقع پایا کہ ارتہودوکس عیسائیون کے گرجاؤن پر قبضہ کرلین - لیکن کچہہ عرصے کے بعد جب اُن گرجاؤن کی حقداری پیدا ہوئے اور انہون نے اپنا حق ثابت کردیا تو مسلمانون نے یہہ گرجا انکو دلوا دیے[۳]

جب اس طرح کی مذہبی آزادی عیسائیون کو مسلمانون سے اُنکے ابتدای دور حکومت مین ملی تو یہہ عام دعوی کہ تلوار تبدیل مذہب کا باعث ہوئی کس قدر قابل طمانان معلوم ہوتا ہے اور ہم مجبور ہوتے ہین کہ جبر و اکراہ نہین بلکہ اور اسباب کو جو تبدیل مذہب کا موجب ہوئے تلاش کرین - لیکن بدقسمتی سے یہہ مضمون بہ تفصیل کہین دیکہنے مین نہین آتا - اور ہم مجبور ہوتے ہین کہ قیاس سے کام لین[۴] - بہت سے مسیحی علما[۵] نے فرض کیا ہے کہ زمانہ عروج اسلام مین مشرقی

(بقیہ صفحہ ۸۲) دریافت کیا کہ نسطوری محمد کے دوست تہے اور وہ محمد کا ساتہہ دیتے تہے اور خود محمد صلعم نے اپنے خلفا کو حکم دیا کہ نسطوریون کی سب سے زیادہ توقیر کرین اور اس حکم کی آج کے دن تک اسمین بہت پابندی کرتے ہین (لارنٹ صفحہ ۲۰۸)

[۱] سیکل نے گریٹ صفحہ ۳۳۶ - ۳۳۷ [۲] الکین صفحہ ۱۲ - [۳] رئودو صفحہ ۱۶۹ - [۴] فون کریمر نے خوب لکہا ہے کہ "ہم مورخین عرب کی محنت شاقہ کے شکر گذار ہین کہ انہون نے قدیم زمانہ اسلام کی مکمل و مفصل معلومات کے فخیرہ ہمارے علم کے لیے جمع کردیے جو بارہ صدیون کے گذرنے کے بعد بھی ایسے مکمل ہین جیسا مکمل ہونا ممکن تہا لیکن اس حیرت خیز زمانہ کی اندرونی تاریخ یا اس بات کا حال کہ ایک نیے اور سخت مذہب کا دوسرے قدیم تمالستہ بلکہ صدیون سے زیادہ شائستہ دین سے کیونکر مقابلہ ہوا اتنا بہی نہین دریافت نہین ہوتا کہ اسکا سرسری نقشہ ہی معلوم ہوسکے

کلیسہ کی اخلاقی اور روحانی ذلیل حالت نے بہت لوگون کے دلون کو مسیحی مذہب سے اُچاٹ کر دیا اور انکو ہانک دیا کہ ایسے دین کی زیادہ صحت اور روحانی آب وہوا کو تلاش کریں جو اپنے نوخیز جوش اور طاقت سے ان تک پہونچا تھا[۵۱]۔ چنانچہ ڈین ملمین[۵۲] نے سوال کیا ہے کہ ... اُن ملکون مین مسیحی دنیا کی کیا حالت تھی جنکو اسلام کے پہلے حملون کا سامنا ہوا؟ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی مخالفت مین اور ایک مسیحی عالم دوسرے عالم سے دینی مسائل کے دقیق فلسفی نکات پر مباحثہ اور مناظرہ مین مصروف تھا۔ ارتھوڈوکس۔ نسطوری۔ اٹمنوی۔ اور یعقوبی فرقے ایک دوسرے پر اتھک دشمنی سے ظلم کرتے تھے۔ مذہبی مناظرون کی نسبت یہہ فیصلہ کرنا زیادہ قبیح تصور نہین ہوسکتا کہ بہت لوگون نے اس بات کی جگہہ کہ کل مسیحی دین کو سب کے لیے مقصد واحد قرار دیکر اوسکی حمایت کرتے حریف مقابل کی تذلیل کو جب وہ کافرون کے جوے کے نیچے آگیا ہوگا خوشی کی نظر سے دیکھا ہوگا۔ کسقدر لوگون مین ان متواتر مباحثون نے دین کی بنیاد کو ہلا ڈالا ہوگا! تعجب تو اس بات پر ہوتا اگر ان ہمیشہ کے مناظرون اور پریشان رکھنے والے جھگڑون سے بیزار اور پریشان ہوکر ہزارون آدمی توحید کے سیدھے اور صاف سمجھہ مین آنیوالے کلمۂ برحق کی پناہ نہ ڈھونڈتے گو اس چیز کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرکے خریدنا ہوتا تھا"۔ اسی طرح کنان ٹیلر کہتا ہے[۵۳]۔ "اس بات کا سمجھنا آسان ہے کہ کیون یہہ اصلاح شدہ یہودی مذہب (یعنی اسلام) اسقدر جلد افریقہ اور ایشیا مین شائع ہوگیا۔ افریقی اور شامی علماء نے مسیح علیہ السلام کے دین کی جگہہ دشوار فلسفی مسائل پیدا کر دیے۔ اپنے زمانہ کی بدکاری کا مقابلہ انہون نے اسطرح کیا کہ تجرد کی آسمانی خوبیون کو اور کوارپتے کے ملکی وصاف

بقیہ صفحہ ۸۳۔ (فون کریمر (۲) صفحہ ۱-۲) ۵۱ علاوہ اون عبارتون کے جو آگے بیان ہونگی مفصلہ ذیل تصانیف کی عبارتون سے بھی مقابلہ کرو۔ گلڈوش در سٹرڈنگ کی سائیکلوپیڈیا۔ سب آرٹ۔ محمڈنزم۔ جلد ششم صفحہ ۴۲ جیمس فریزر کی آرک کی کتاب "دس بڑے مذہب"، دوسرا حصہ صفحہ ۵۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء) ۵۲ مورخ طبری نے ہرقل قیصر روم کو اسلام کی نسبت کہتے ہوئے نظر کیا ہے کہ "انکا دین نیا دین ہے جو انکو نیا جوش دیتا ہے"۔ صفحہ ۲۱۰۳ ۵۳ ہسٹری آف لیٹن کرسچینٹی۔ دوسری جلد صفحہ ۲۱۶-۲۱۷

۵۳ ایک مضمون جو چرچ کانگرس بمقام دوادر ہیمپٹن ۱۸ اکتوبر ۱۸۷۴ء کو پڑھا گیا۔

کوپیش کیا۔ ترک دنیا تقدس کی راہ ٹھہری اور میل مٹی رہبانی پاکیزگی کا خاصہ۔ سب لوگ مشرک تھے۔ شہیدون اور ولیون کو پوجتے اور ملائکہ کی پرستش کرتے تھے۔ بڑے درجہ کے لوگ عیش پرست اور بدراہ تھے اور اوسط درجہ کے آدمی محصولون کے بوجھ مین دبے تھے غلام ایسے تھے جنکو حال اور استقبال دونون سے مایوسی تھی۔ گویا خدا کی جھاڑو سے اسلام نے ان مزخرفات اور اوہام کے کوڑے کو جھاڑ دیا۔ اسلام ان خالی خولی مناظرون کے خلاف ایک ہنگامہ تھا۔ اسلام تجرد کے پُرزور دعوے کے مقابلہ مین کہ وہ تقدس کا تاج ہے ایک مدلل اعتراض تھا۔ اسلام نے دین کے لازمی اصولون کو یعنی توحید اور خدا کی بزرگی کو اسکے حکم اور انصاف کو اور اس بات کو کہ وہ اپنی مرضی پر سب کی اطاعت یعنی توکل اور ایمان چاہتا ہے سب کے سامنے پیش کیا۔ اسلام نے انسان کی ذمہ داری کا اعلان کیا۔ آنیوالی زندگی کو اور انصاف کے دن کو اور سخت عذاب کو جو گنہگارون پر ہوگا پکار کر بتا دیا۔ نماز روزے اور زکوٰۃ اور سخاوت کے فرائض کا فرمان جاری کیا۔ بناوٹ کی نیکیون اور دینی فریبون اور منقلب اخلاقی خیالات کو اور کٹھ حجتیون کی باریک لفظی حجتون کو اسلام نے دھکے دیکر نکال دیا۔ رہبانیت کی جگہ مردانہ روش پیدا کردی۔ غلام کو امید بخشی۔ بنی نوع انسان کو اخوت دی اور انسانی فطرت کے اصلی شرائط کو پہچانا۔"

اسلام کی نسبت یہ بھی بیان ہوا ہے کہ جو کلیزیا سٹیٹم یعنی محکمہ مسیحی عالمون اور ملاؤن وغیرہ کا تھا اسلام سرکار دکنیولا تھا۔ یہہ محکمہ قیصر کے دربار کو خدا کے آسمانی دربار کی نقل سمجھتا تھا اور قیصر کو عیسوی دنیا کا سب سے بڑا دنیوی سردار ہی نہین بلکہ مذہب کا بھی سب سے بڑا پیشوا مانتا تھا۔[۵۳]

---

[۵۱] محصولی انتظام کی سختیون کا حال پڑھنا ہو جو بازنطین حکومت مین تھا تو نیز نتشے گشختن مصنفہ فرور کو دیکھو۔

[۵۲] مذہب اسلام جسطینین کی اس بدسلوکی کی مکافات تھا جو قیصر نے بنی نوع انسان کے ساتھ اور بالخصوص عیسوی مذہب کے ساتھ کی جسکی روحانی اور دنیوی سرداری کا وہ اپنے تئین مستحق جانتا تھا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو عیسوی سنہ کے پانچسو اکتیس سال مین پیدا ہوئے انکو اپنے دین مین بالکل مسیحی مذہب کا زیادہ تر سبب تھا کہ جو قومین روم کی عیسائی سلطنت کی حدود مین یا قرب جوار مین بستی تھین وہ قیصر کے جور و عقوبت پر جو اسنے شروع زمانہ حکومت مین کیے سخت نفرت پیدا ہوگئی تھی" فرور ریزا نتشے گشختن۔ جلد دوم صفحہ ۳۴۰۔

[۵۳] ایضاً صفحہ ۲۹۶-۲۰۰۶

جستینین کے عہد حکومت مین اس محکمہ نے نہ ورکیڑا کہ مطلق العنانی کے درجہ کو پہونچ گیا اور جو ہر لوہے کی طرح سب کو دبایا۔ ۵۳۲ء مین جو عام ناراضی قسطنطنیہ مین کلیسا اور سلطنت کیطرف سے پیدا ہوی وہ جستینین کی حکومت کے خلاف بغاوت مین پھٹ پڑی۔ چنانچہ پینتیس ہزار آدمیون کے قتل کے بعد یہ بغاوت فرو ہوسکی۔ باغیون نے جنکو گرین کہتے تھے تماشا گاہ مین جاکر قیصر کے ظلم و ستم پر سختی کے ساتھ علانیہ اعتراض کیا اور پکار کر کہا کہ انصاف دنیا سے اٹھ گیا اور اب وہ نہین مل سکتا۔ مگر ہم یہودی ہوجائینگے یا یہ ہوگا کہ پہر یونان کی بت پرستی اختیار کرین[1]۔ ایک صدی کے زمانہ مین بھی جو اس واقعہ کے بعد گذرا ناراضی کے اسباب مین سے جس ناراضی نے اسقدر سختی کے ساتھ اپنا اعلان کیا تھا کوئی سبب دور نہ ہوسکا (البتہ ٹائرنتائن) رومی حکومت کے زبردست ہاتھ نے دوبارہ ایسی بغاوت کے برپا ہونیکا انسداد کردیا جیسے کہ ۵۳۲ عیسوی مین ہوی تھی۔ اور باغیون کو مجبور کیا کہ اپنی ناخوشی کا اخفا کرین۔ اگرچہ ۵۶۰ء مین بعض لوگ جو خفیہ بت پرست تھے قسطنطنیہ مین گرفتار ہوے اور انکو سزا دی گئی[2]۔ بہرکیف دارالخلافہ قسطنطنیہ سے دور سلطنت کی سرحد پر ان باغیون کو زیادہ حفاظت میسر آئی اور مظلوم (یہیتک یعنی بدعتی) فرقہ والون اور عیسائیون نے جو روم کے شاہی کلیسا سے ناراض تھے مشرق مین پناہ لی۔ اور یہان اُن عیسائیون کی اولاد نے عساکر اسلامیہ کے خیر مقدم کا انتظار کیا ہوگا جنہون نے سو برس پہلے اپنے مسیحی دین کو دوسرے مذہب سے تبدیل کرنیکی خواہش ظاہر کی تھی۔ علاوہ ان باتون کے جو اوپر بیان ہوئین کل قلمرو خلافت مین خصوصاً بڑے شہرون اور ایسے مقامات مین جہان رعایا کثرت سے رہتی تھی عربی زبان کا عموماً رواج پانا اور عربی اطوار و مراسم کا بتدریج قبول ہوجانا جسکی وجہ سے تقریباً دو صدی کے عرصہ مین اکثر اقوام محکومہ کی معاشرت فاتحین کی قومی زندگی مین شیر و شکر ہوگئی ایسے واقعات ہین جن سے اکثر ذمیون کی دینی اور علمی زندگی مین بھی اسلامی چربے اوتارے گئے ہونگے۔ اس تحریک نے بھی کہ از روی عقل عقائد دین کو تسلیم کیا جاوے دوسری صدی سے

[1] دیکھو حاشیہ صفحہ ۸۵ نوٹ نمبر ۵۲ نیز نتشے گیشختن۔ دوسری جلد صفحہ ۴۴۵۔

پانچوین صدی عیسوی تک اسلام پر اسقدر قوت سے اثر پہونچایا کہ مسیحی علما کا بھی اس سے متاثر ہونا اور ایسے دین سے انحراف کرنا ممکن ہے جسکی دینیات کا مروجہ اصول اس وقت مین یہہ ہی تحقیق ہوتا ہے کہ ناممکن بات کو اس لیئے کہ ناممکن ہے موجب یقین سمجھا جاوے چوتھی صدی کے ایک مسلمان مؤرخ نے ایک مصری عیسائی کی تقریر ہمارے لیے ابتک محفوظ رکہی ہے اور یہہ تقریر ایسی ہے جسکی نسبت بلا عذر یہہ خیال ہوسکتا ہے کہ اُس زمانہ مین باقی مشرقی کلیسا کا خیال بہی دین کی طرف سے ایسا ہی ہوگا جیسا اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ تقریر حسب ذیل ہے

عیسائی مذہب کے صحیح ہونے کی میرے پاس یہہ دلیل ہے کہ مین اوسمین پورا تناقض پاتا ہون جسکو عقل تسلیم نہین کرسکتی اور اوسکے باہم متناقض ہونے سے لوگون کے دل اوس سے نفرت کرتے ہین اور اگر عقل و حواس کے ذریعہ سے اوسپر غور کرین اور اوسکی تحقیق کرین تو نہ مقدمات کی کسی ترتیب سے اوسکو مدد پہونچتی ہے نہ کوئی دلیل اوسکی تائید کرتی ہے اور نہ کوئی طریقہ بحث اوسکو صحیح ثابت کرسکتا ہے باوجود اسکے مین دیکہتا ہون کہ دنیا کی بہت سی قومین اور بڑے بڑے صاحب علم اور صاحب رای بادشاہ اس مذہب کے متبع ہین اور اوسکی پیروی کرتے ہین۔ اسلیے میرے نزدیک باوجود اوس عقلی تناقض کے جو اس مذہب مین پایا جاتا ہے اور جسکا مین نے ذکر کیا ضرور خاص دلائل ہونگے جنکو اس مذہب کے قبول کرنیوالون نے پالیا ہوگا اور خاص نشانیان ہونگی جنکو وہ جانتے ہونگے اور خاص معجزے ہونگے جنکو وہ دیکہہ چکے ہونگے اور وہ اسی سبب سے عیسائی مذہب کے قبول کرنے پر مجبور ہوے ہونگے[۵۱]

برخلاف اسکے یہہ بہی یاد رکہنا چاہیے کہ زمانہ کے رنگ سے یعنی ایسے عام میلان طبیعت سے متاثر ہوکر جو مذہب کو از روی عقل تسلیم کرنے کا تہا جن عیسائیون نے اپنا مذہب چہوڑکر اسلام اختیار کیا انکو اسلامی دینیات کے معتزلی مسائل مین قریب قریب وہی جہگڑے دریافت ہوے جو دونون مذہبون مین مشترک تہے۔ پس جس حد تک دینی مسائل

---

[۵۱] مسعودی۔ دوسری جلد صفحہ ۳۰۷۔

بحث اور دینیات کے اکثر مضامین کے متعلق عام ذہنی کیفیت تھی عیسائی سے مسلمان ہوجانے مین کوئی ایسی تبدیلی جسکو سخت فرض کیا جاوے پیش نہ آئی ہوگی۔ اگر ایسے متعدد ضروری مسائل اسلام کو نظر انداز کیا جاوے جنکو وہ لوگ بھی خیال کرسکتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کی تعلیم سے قلیل آگاہی رکھتے ہین تو بھی اور بہت سے مسائل مشترکہ ایسے موجود تھے جو خلفای بنی امیہ کے عہد مین اور اسکے بعد دمشق کے مسیحی اور اسلامی علما کے باہمی تعلقات کا صریح نتیجہ تھے کیونکہ اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے کہ مسلمانون کے علم کلام کی تدریجی اور باقاعدہ ترقی پر سلطنت روم کے مسیحی عالمون کا اثر پڑا۔ یہان تک کہ عربی زبان مین فقہ کی سب سے قدیم کتاب فقہ اکبر جس صورت اور ترتیب مین ہے اسکو سینٹ یوحنا دمشقی اور دیگر مسیحی آبا کی ایسی ہی تحریرون سے مقابلہ کرنیکا خیال پیدا ہوتا ہے[۵۱]۔ عرب کا سب سے قدیم تصوف جسکا میلان محض رہبانی زندگی کی طرف تھا (اور جو بعد کے تصوف سے جسکی ترقی ہندوستان کے خیالات سے ہوی جداگانہ تھا) زیادہ تر مسیحی خیالات کے اثر سے پیدا ہوا[۵۲]۔ اور اس اثر کا پتہ بعض معتزلی فرقون کے مسائل سے خاصکر چلتا ہے جو روم کے عیسائی عالمون کی طرح ربانی فطرت کے اوصاف کی تحقیق و تدقیق مین مصروف ہوگئے۔ فرقہ قدریہ نے قدر کے مسئلہ کو براہ راست مسیحی مذہب سے اختیار کیا۔ فرقہ مرجیہ کا مسئلہ جسمین ہمیشہ کے عذاب سے انکار کیا گیا اور جو مسلمانون کے عام عقیدہ کے خلاف تھا مشرقی کلیسہ کی تعلیم سے اتفاق رکھتا تھا۔ برخلاف اسکے منکرون کے تبدیل مذہب مین برگزیدہ مجتہدین اسلام نے اپنا جو اثر دکھلایا اسکی شہادت روایت سے اس طرح ملتی ہے کہ جب امام ابن حنبل کا انتقال ہوا تو بیس ہزار عیسائی اور یہودی اور مجوسی انکی ہدایت سے مسلمان ہوچکے تھے[۵۳]۔ حنبلی فرقہ کے بڑے فقیہ ابوالفرج ابن الجوزی (۱۲۰۰-۱۱۱۵ع) جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور واعظ اور صاحب تصنیف تھے

۵۱ فون کریمر (۱) صفحہ ۸۔ ۵۲ فون کریمر صفحہ ۵۴ وغیرہ وغیرہ (۲) صفحہ ۳۲۔ ۵۳ محمد ابن الہذیل کی نسبت جو علمای معتزلہ مین سے تھا اور مامون الرشید کا استاد تھا کہا گیا ہے کہ اسنے تین ہزار آدمیونکو مسلمان کیا المرتضی ۵۴ فون کریمر (۲) ۴

۴ صفحہ ۳۷-۸ ۵۵ ابن خلکان پہلی جلد صفحہ ۴۵۔

اُنکی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ فخر کیا کرتے تھے کہ اسیقدر لوگون (بیس ہزار) نے انکی کوشش سے بھی اسلام قبول کیا۔[۱]

علاوہ اسکے افواج اسلام کی وسیع اور بے مثل کامیابی نے اُن مسیحی قومون مین مذہب کو تزلزل کردیا جو اہل اسلام کی محکوم بنین اور جنہون نے اسلامی فتوحات مین خدا کے ہاتھ کو دیکھا[۲]۔ دنیا کی اقبالمندی کو خدا کی مہربانی کا نتیجہ جانا اور لڑائی کے خدا کو سمجھے کہ جن بندون پر اپنا لطف ظاہر کیا ہے اُن ہی کو لڑائی مین بھی فتح دیگا۔ پس مسلمانونکی کامیابی ہی وہ شے نظر آئی جس نے اونکے مذہب کی سچائی کو ثابت کیا۔

مومنین کی اخوت جسمین سب مسلمان شامل ہون ایسا افضل خیال دین اسلام کا تھا کہ اسنے سب کو اپنی طرف کھینچا اور گو عربون کے پندار نسب نے کئی نسلون تک کوشش کی کہ نومسلمون کو فرمانروا قوم کے اختیارات نہ ملنے پاوین مگر کچھہ زمانہ کے بعد قبائل عرب کے "موالی" ہاکر جنمین وہ پہلے شامل کرلیے جاتے تھے ان نومسلمون کو قوم مین مسلم رتبہ دیا گیا اور پہلی صدی ہجری کے خاتمہ پر ان مسلمانون نے اخوت اسلام کو دینیات مین ممتاز رتبہ دیا اور اسکی صوت ایسی کردی کہ سلطنت اسلامیہ نے بھی اسکو کم از کم اصول مین تسلیم کیا[۳]۔

عیسائیون کی حالت ہمیشہ ایسی مذہبی آزادی کی نہ رہی جیسی قدیم خلفاء کے عہد مین تھی۔ بعض اوقات مسلمانون کو فائدہ پہونچانے کی نظر سے ذمی رعایا پر (جنکو ذمی اس وجہ سے کہتے تھے کہ انکی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا تھا) مضر شرائط لگائی گیین تاکہ مسلمانون کو زیادہ سہل فوائد میسر رہین۔ کئی خلفاء نے کوشش کی کہ ذمیون کو ملکی عہدون سے محروم کردین لیکن کامیابی نہوئی خلیفہ متوکل (۸۴۷-۸۶۱ع) اور مقتدر (۹۰۸-۹۳۲ع) اور مصر مین فاطمی خلیفہ امیر (۱۱۰۱-۱۱۳۰ع) نے اور چودھوین صدی عیسوی مین مملوکی سلاطین نے اسی بارے مین فرامین جاری کیے[۴] لیکن

---

[۱] دوسٹفلد صفحہ ۱۰۳ [۲] میکل کے گریند صفحہ ۱۳۲ [۳] گولڈزیہر- پہلی جلد- باب ۳- ۴- [۴] اخیر کوشش عیسائیون کو ملکی عہدون سے محروم کرنیکی اوسوقت ہوی جبکہ عیسائیون کا پیمنصوبہ کھل گیا کہ وہ قاہرہ کے شہر کو جلانا چاہتے تھے۔ (درے کرین چوتھی جلد صفحہ ۲۰۴-۲۰۵) (جورنال سیاتیق- چوتھا سیری- تومہ ۱۸ (سنہ ۱۸۵۱ع) صفحہ ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۶۳ و ۴۸۴ و ۴۹۱)

ان احکام کا اسطرح بار بار نافذ ہونا ہی ایسے غیر صلح کل انتظام کے اجرا اور مسلسل تعمیل کے عدم کی علامت تھا۔ درحقیقت ان احکام کا سبب عموماً یہ ہی دریافت ہوتا ہے کہ عیسائی عہدہ دار سختی اور گستاخانہ برتاؤ سے عام ناراضی پیدا کر دیتے تھے[۵۱] یا تعصب کے نزاع برپا ہو جاتے جو سلطنت کو تشدد پر مجبور کرتے لیکن چونکہ یہ تشدد اسلامی حکومت کے اصول کے خلاف تھا اسلیے جسقدر جلد ممکن ہوتا اُسپر عملدرآمد بھی بند ہو جاتا۔

ویسی عیسائیون کے ساتھ سخت برتاؤ کا ہونا ہارون الرشید (۷۸۶-۸۰۸ع) کے عہد خلافت سے شروع ہوتا ہے۔ اس خلیفہ نے عیسائیون کو حکم دیا کہ خاص لباس پہنا کریں اور جن ملکی عہدون پر وہ مامور ہون مسلمانون کے لیے خالی کر دین۔ پہلے حکم سے ظاہر ہوتا ہے کہ امان حضرت عمرؓ کے احکام مین سے کم از کم ایک حکم کی کسقدر کم پابندی ہوی۔ ہارون الرشید کے احکام محض مذہبی خیال کا اسقدر نتیجہ نہ تھے جسقدر کہ ملکی حالات کا نتیجہ تھے۔ اسلامی حکومت مین عیسائیون نے اسوجہ سے اکثر نقصان اُٹھایا کہ غیر ملکون کی عیسائی عملدریان اسلامی سلاطین سے تعلقات مین بے ایمانی کرتی تھین۔ اور اس موقع پر قیصر روم نیکفورس کی غداری تھی جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ عیسائی کے نام تک سے ہارون الرشید مکدر ہو جاتا تھا[۵۲] اکثر ظلم جو عیسائیون پر اسلامی ملکون مین ہوے اُنکا سبب یہی دریافت ہوتا ہے کہ غیر ملکون کے عیسائی اور اسلام کے دشمن رہنے والے اور سازشین پہلا کر یا تو عیسائیون کی خیر خواہی کی طرف سے بے اعتباری پیدا کرا دیتے یا مسلمانون کے ساتھ غداری کر کے اور اپنی جلاوطنی کہا کر عیسائیون کی طرف سے مسلمانون کے دل مین دشمنی ڈال دیتے تھے لیکن مذہبی تعصب بھی ان ظلمون مین سے اکثر کا ذمہ دار ہے جیسے خلیفہ متوکل (۸۴۷-۸۶۱ع) کے دور خلافت مین ہوے جن مین عیسائیون پر سختی اختیار کی گئی۔ متوکل کے عہد خلافت مین مذہب مین آزاد خیالی اور اعتزال سے جو خلفای سابقہ کے زمانہ مین اسلام مین خوب رائج ہو گئے تھے مسلمانون کو نفرت پیدا ہوی۔ اور خلیفۂ وقت نے موقع حاصل کیا کہ فرقۂ سنت و جماعت کا حامی بنکر

---

۵۱ آسمانی توم ۳ فقرہ ۲ پی سی۔ رنود و صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۶۰۷۔ ۵۲ سر ولیم میور دد خلافت ۱۱، ۵۷۴ صفحہ

میدان مین آئے جس مین طبقہ اعلی کے لوگون[۵۱] کے سوا سب مسلمان شامل تھے - یہہ مسلمان خود ان ایذاؤن کے انتقام کے منتظر تھے جو پہلے دو خلفاء کے زمانہ مین اُن کو پہونچین تھین[۵۲] متوکل نے اہل سنت و جماعت کو اس طرح خوش کرنا چاہا کہ معتزلیون پر ظلم کیے - حدوث قرآن کے مسئلہ کو کفر بتا کر قرآن پر زیادہ بحث کی ممانعت کردی شیعون کو قید کیا اور مارا حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ کو جو کربلای معلی مین تھا مسمار کیا اور ممانعت کردی کہ زائرین کربلا اس جگہہ کی زیارت کو بھی نہ جاوین - جب اسلامی فرقون پر یہہ ظلم ہوے تو عیسائیون کو بھی اس سے حصہ ملا - جو احکام ذمی اور مسلمان کے فرق لباس کے جاری ہوے تھے خلیفہ نے سختی سے انکی پابندی کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ آیندہ ملکی عہدون پر عیسائی مقرر نہ ہون - جزیہ کی رقم کو دوگنا کردیا اور ذمیون کو ممانعت کی کہ مسلمان غلام نہ رکھہ سکین اور اُن حمامون مین غسل نہ کرین جنمین مسلمان نہاتے تھے - اور ایسی ہی اور سخت شرطون سے عیسائیون کو ستایا متوکل کے بعد مقتدر (۲۹۵-۳۱۷ھ ۹۰۸-۹۳۲ع) نے ان ہی احکام کو از سر نو جاری کیا لیکن نصف صدی کے بعد انکی پابندی بھی جاتی رہی - فی الواقع یہہ سخت احکام فوراً کسی موقع پر اختیار کر لیے جاتے تھے اور اُنپر ہمیشہ پابندی سے عمل نہ ہوتا تھا - اسکا ثبوت یہہ ہے کہ آیندہ جو خلفا آئے انکو بار بار ان حکمون کا اعادہ کرنا پڑا - علاوہ اسکے ایسا ظلم صلح کل طریق اسلام اور پیغمبر خدا صلعم کی تعلیم و شعار کے خلاف تھا - کیونکہ آپ نے فرمایا تھا "جو ذمیون کو تکلیف دیتا ہے وہ مجھہ کو تکلیف دیتا ہے[۵۳]" یہ متعصب لوگونکی خواہش تھی کہ ان سخت احکام کی پابندی اہل ذمہ کی ذلیل کے لیے برابر جاری رہے - چنانچہ لکھا ہے "علما اس حالت پر غور کرتے ہین - وہ چپ چاپ روتے اور کراہتے ہین اور بادشاہ جنمین ان مجرمانہ افعال کو بند کرنے کی قدرت ہے اپنی آنکھین انکی طرف سے بند کیے ہین[۵۴]" قوانین جو کسی مذہب کے متعصب بلا غیر مذہب والون کی

---

[۵۱] فون کریمر (۳) صفحہ ۲۴۶ - [۵۲] میور (۱) صفحہ ۵۰۸ و ۵۱۶ - ۵۱۷ [۵۳] المکین - صفحہ ۱۱ - [۵۴] جورنال ایشیاتیق چوتھا سیری تو م ۱۹ صفحہ ۱۰۹ (مطبوعہ پیرس ۱۸۵۲ع)

سرزنش کے لیے تیار کریں وہ ہمیشہ ایسے نہیں ہوتے کہ سول گورنمنٹ مین عمل درآمد کے لیئے انکو معیار قرار دیا جاوے اور یہہ ہی بات ہے جسکو لوگ سمجھہ نہ سکے اور اسلامی حکومت مین عیسائیون پر ظلم ہونیکی شوخ رنگ تصویرین اُن مصنفون نے تیار کردین جنھون نے فرض کرلیا کہ دو چار ملاؤن نے جو قانون گھڑدیا وہ گویا عمل درآمد کیلیے دوامی ضابطہ ہوگیا بعض دفعہ اِن ظلمون کے ہنگامون کی اس وجہ سے اشتعالک ہوتی تھی کہ سلطنت اسلامیہ مین جو عیسائی جلیل القدر مناصب پر ممتاز ہوتے تھے وجیسا کہ دعوی کیا جاتا تھا اپنے اختیارات کا ناروا استعمال کرتے تھے اور مسلمانون پر ظلم کرکے سخت مخاصمانہ خیالات اپنی طرف پیدا کرلیتے تھے۔ اور یہہ کہا گیا ہے کہ بڑے عہدون پر مامور ہی کی حالت مین مسلمانون کو لوٹکر اور آزار پہونچا کر اور انکے ساتھہ سخت اور وحشیانہ برتاؤ کرکے اور انکی زمینون اور دولت کو برباد کرکے یہہ عیسائی اپنا ذاتی نفع مرتب کرتے تھے۔ خلیفہ منصور (۷۵۴-۷۷۵ء)۔ خلیفہ مہدی (۷۷۵-۷۸۵ء) مامون الرشید (۸۱۳-۸۳۳ء) المتوکل (۸۴۷-۸۶۱ء) اور مقتدر (۹۰۸-۹۳۲ء) اور دیگر خلفاء کے سامنے جو انکے بعد سریر خلافت پر بیٹھے عیسائیون کی ایسی ہی شکایتین پیش ہوئین[۵۱]۔ عیسائیون نے اس وجہ سے اور مسلمانون کو اپنی طرف سے بدظن کرلیا کہ وہ خلفای عباسیہ کے مخبر تھے اور خاندان اُمیہ[۵۲] کے طرفدارون کو ڈھونڈ ڈھونڈکر گرفتار کرتے تھے۔ اس زمانہ کے بعد یہہ ہوا کہ جنگہای صلیب کے زمانہ مین صلیبی مجاہدون[۵۳] سے باغیانہ خط وکتابت رکھنے کے الزام مین عیسائی مبتلا ہوے اور اونکے خلاف ایسی سخت قیود جاری ہوئین جن کو مذہب کی وجہ سے کسی طرح کا ظلم نہین کہا جاسکتا۔

محکوم رعایا کی زندگی جس نسبت سے دشوار ہوتی گئی اسی نسبت سے یہہ شوق بھی بڑھتا گیا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر سب مصیبتون سے چھٹکارا لے لین۔ جب سلطنت اسلامیہ

---

۵۱ بیلن۔ صفحہ ۴۳۵ - ۴۴۰ و ۴۴۲ و ۴۴۸ و ۴۵۶ و ۴۵۹ - ۴۶۱ و ۴۷۹ و ۴۸۰

۵۲ ایضاً صفحہ ۴۳۵ نوٹ ۲

۵۳ ایضاً صفحہ ۴۷۸

کو روپیہ کی ضرورت ہوتی اور یہہ ضرورت بڑھتی ہی جاتی تھی تو محکوم رعایا پر محصول کا بوجھ اور ترقی پکڑتا جاتا تھا یہانتک کہ ذمیون کی حالت ناقابل برداشت ہوتی گئی اور اسی نسبت سے تبدیل مذہب کی مثالین بھی زیادہ وقوع مین آتی گئین - عیسائی رعایا کی کمی کا دوسرا سبب یہہ ہوا کہ جو عورتین لڑائیون مین گرفتار ہوتی تھین وہ مسلمانون کی حرم سراؤن مین لائی جاتی تھین اور جو اولاد اون سے پیدا ہوتی تھی وہ اپنے باپ کے مذہب پر اُٹھائی جاتی تھی - ایک اور سبب یہہ تھا کہ عیسائی غلامون کو انکے مہربان آقاؤن سے ہمیشہ اس بات کی ترغیب ہوتی تھی کہ اسلام قبول کر کے آزاد ہو جاوین - مگر کوئی باقاعدہ کوشش اس بات کی کہ لوگون کو بجبر مسلمان کیا جاوے یا کوئی ظلم و تعدی کا ایسا مستقل محکمہ دریافت نہین ہوتا جو عیسوی مذہب کے استیصال کے لیے ہوتا - اگر ان دونون باتون مین سے ایک بات کو بھی خلفای اسلام جی مین ٹھان لیتے تو اپنی قلمرو سے مسیحی دین کو اسطرح سے ملیامیٹ کر دیتے جیسے بادشاہ فرونند اور ملکہ ازبلہ نے اسلام کو ہسپانیہ سے نکالا تھا یا لوئی چہاردہم بادشاہ فرانس نے پروٹسٹنٹ مذہب کو اپنے ملک مین قانونی جرم قرار دیا تھا یا جسطرح ساڑھے تین سو برس تک سلطنت انگلستان نے یہودیون کو اپنے ملک مین داخل نہین ہونے دیا تھا مشرقی کلیسا جسقدر ایشیا مین تھے انکو باقی مسیحی دنیا سے بالکل قطع تعلق ہو گیا تھا اور اس مین کوئی شخص ایسا نہ ملتا جو اونکی طرفداری مین انگلی تک اُٹھاتا کیونکہ مشرقی کلیساؤن کو اصل دین سے منحرف سمجھا جاتا تھا - پس ان کلیساؤن کا آج کے دن تک زندہ رہنا ہی پکا ثبوت اس بات کا ہے کہ اسلامی حکومتون نے عموماً مذہبی آزادی کا طریق اونسے برتا[1]

[1] الحاکم خلیفہ مصر (۹۹۶-۱۰۲۰ع) نے درحقیقت تمام یہودیون اور عیسائیون کو حکم دیدیا تھا کہ مصر سے نکل کر روم کی عیسائی سلطنت مین چلے جاوین - لیکن جب عیسائیون نے سنت سماجت کی تو خلیفہ نے یہ حکم منسوخ کر دیا - (مقریزی (۱) صفحہ ۴۹۰) خلیفہ الحاکم کے نزدیک بالکل ممکن تھا کہ اس حکم کو سلیم اول کی طرح چلاتا - خلیفہ سلیم (۱۵۱۲-۱۵۲۰ع) نے یہ تجویز کی کہ اپنی قلمرو سے مذہبی تفرقات کو قطعاً نیست و نابود کر دیا جاوے - چنانچہ اس خیال سے چالیس ہزار شیعون کو اسنے اپنی سلطنت مین قتل کیا - اگر یہ خلیفہ اپنی تجویز کی بالکل ہی تکمیل چاہتا تو سب عیسائیون کو بھی کالعدم کر سکتا تھا لیکن ایسے فعل سے باز رہنے مین سلیم نوفی الوقع اس عام اصول کی پابندی کی جسکو مسلمان سلاطین نے اپنی عیسائی رعایا کیلیے اختیار کیا تھا - فلپ آچوجن جلد ۲ صفحہ ۳۰۹

سنہ ۱۸۸۸ عیسوی مین انطاکیہ کی بطریقی مین انسی ہزار عیسائی اور فلسطین کی بطریقی مین پچاس ہزار اور مغربی شام کے یعقوبی کلیسہ مین چار لاکھ اور مشرقی شام کے اسیرین کلیسہ مین دو لاکھ عیسائی موجود ہین - انکے علاوہ ماروفی کلیسہ لبنان کا ہے اور یونیٹ کلیسہ مشرق مین ہین جنہون نے روما کے کلیسہ کی عبادت قبول کر لی ہے[۵۷] - بڑا تعجب اس بات کا ہے کہ ارمینیون اور وبادون اور قبطون[۵۸] کے غارتگر حملون کے بعد اور ایسے ملک کی بود و باش مین جو صدیون تک میدان کارزار بنا رہا ہو جسپر ترک و مغل اور صلیبی مجاہد[۵۹] مسلط رہ چکے ہون یہ علیحدہ علیحدہ منتشر مسیحی گروہ کیونکر ابھی تک زندہ و سلامت ہین - ماسوا ان امور کے یہ بھی یاد رکھنا ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے عیسائیون کو ممانعت تھی کہ اپنی کم تعداد کو ترویج مذہب سے پورا نہ کر سکین لیکن عیسائیون کو اس بات کی پرواہ ہی نہ ہوی ہوگی کیونکہ دریافت ہوتا ہے کہ اسلامی فتوحات سے پہلے ہی سوائے (نسطوریون) کے مشرقی عیسائیون مین سے اشاعت مذہب کا جوش مفقود ہو چکا تھا - جسکے بغیر تواریخ سے ثابت ہے کہ کوئی کلیسہ صحت کی زندگی نہین جی سکتا - یہ خیال بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ ترک دنیا کا رہبانی خیال جو مشرق مین بہت شائع تھا اور عیسائیون مین ایک ہوی کرنے کا دستور اور پھر بے حفاظتی اور محکومی کی حالت کا خیال ایسے اسباب تھے جنہون نے عیسائی رعایا کی تعداد کو بڑھنے نہ دیا[۶۰]

مشرق مین عیسوی مردم شماری کا انحطاط ایسے ہی کچھ اسباب سے تھا جو اوپر بیان ہوے اور جنمین ایک سبب یہ بھی شمار ہونا چاہیے کہ عیسائی برابر اسلام قبول کرتے رہتے تھے لیکن مذہب کی وجہ سے ظلم جو مسلمان فرمانروا ؤن کیطرف سے ہوتا اس کمی کا موجب نہ تھا -

تبدیل مذہب کے واقعات جنکے سبب سے اسلام قبول کیا گیا ہو اور جنکو تفصیل بیان ہون نہین

---

۵۷ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۲ صفحہ ۴۶۹ - ۴۹۲ و ۵۳ جو برتا اور ردسن کمیتو لاک مذہب والے مشرقی عیسائیون کے ساتھ کرتے تھے اسکی مثال سنہ ۱۸۵۰ء کے واقعہ سے معلوم ہوتی ہے جبکہ صلیبی مجاہدون نے قسطنطنیہ کو تاراج کیا ابوالفرج نے شکایت کی ہے کہ نسٹورین کو سکین نے جو الرہا کا مطران تھا یہ حوران پر اسطرح حملہ کیا اور اسکو لوٹا کہ گویا یہ سردار سارا سین یا ترک تھا ابوالفرج (۱) جلد دوم صفحہ ۵۰۶ - ۵۰۷ ملین دوسری جلد صفحہ ۲۱۸

دریافت ہوتے جسوقت پہلی ہی دفعہ عربون کا تسلط عیسائیون کے ملک پر ہوا تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت عیسائیون نے اسلام قبول کیا[۵۱]۔ ملک عراق مین جو لوگ مسلمان ہوے اونکی تعداد کا کسی قدر اندازہ اسطرح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت مین جزیہ کی آمدنی دس کروڑ سے لیکر بارہ کروڑ درہم کی تھی۔ اور تقریباً پچاس برس بعد خلیفہ عبدالملک کے زمانہ مین صرف چار کروڑ رہ گئی حاصل ملک مین یہہ کمی گو زیادہ تر اس سبب سے ہوی کہ لڑائیون اور بغاوتون سے بربادی ہوی تھی لیکن خاص وجہ یہہ تھی کہ نہایت کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کر لیا اور اونہون نے جزیہ ادا نہ کیا[۵۲]۔ اسی زمانہ مین ملک خراسان مین عیسائیون کا کثرت سے مسلمان ہونا یعقوبی بطریق یسوعیب سوم کی تحریر سے جو سائمن کے نام اوسی زمانہ مین لکھی گئی دریافت ہوتا ہے۔ سائمن فارس کا پرائمیٹ اور رورشر کا مطران تھا۔ چونکہ پہلی صدی ہجری کے مسیحی مکتوبات بہت کم موجود ہین اور یسوعیب کی تحریر سے واضح شہادت اس امر کی ملتی ہے کہ اسلام من کے طریقون سے خراسان مین شائع ہوا اور چونکہ زمانہ حال کے مورخون نے اس تحریر کی طرف کم توجہ کی ہے اس لیے اوسکو یہان تمامتر نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یسوعیب لکھتا ہے "کہان ہین تیرے بیٹے اے باپ" "جو بیٹون سے محروم ہوگیا۔ کہان ہین مرو کے برگزیدہ باشندے جنہون نے گو تلوار اور آگ اور اذیت کو نہ دیکھا" "مگر نصف ال کی محبت مین جمقون کی طرح سچے رستے سے بہٹک کر بے دینی کے غار مین جہان ہمیشہ کا عذاب ہے وہ سر کے بل جا کودے اور بالکل نیست کر دیے گئے۔ صرف دو تیس (جونام کو تیس کہلاتے تھے) کفر کے غار تگر شعلون سے اس طرح بہاگ سکے جیسے جلتی آگ سے دو جلتی لکڑیان نکالی جاوین۔ حیف حیف اتنے ہزارون مین سے جو مسیحی کا نام رکھتے تھے ایک گنہگار بھی سچے دین کے لیے اپنا خون بہا کر خدا کی راہ مین پاک نہ بنا۔ کہان ہین کرمان اور تمام فارس کے عبادتخانے

---

۵۱ جے۔ بی۔ بری۔ "سلطنت روما کے اخیر عہد کی تاریخ"۔ دوسری جلد صفحہ ۲۰۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۹۹ء)

۵۲ اے فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۷۰ ۵۳ کلیسہ کا بڑا عہدہ ہے۔ مترجم

یہہ شیطان کا دنیا مین آنا نہ تہا۔ یہہ یمن کے بادشاہون کے ایلچیون کا آنا نہ تہا۔ یہہ صوبون کے حاکمون کے فرامین کا آنا نہ تہا جسنے انکو برباد کیا اور کنڈر بنا دیا یہہ کمزور سانس ایک حقیر جہوٹے بہوت کا (نعوذ باللہ) آنا تہا جسکو بہوت پنے کی عزت کے قابل بہی اُن بہوتون نے نہ سمجہا (نعوذ باللہ) جنہون نے اوسکو اُسکے پیغام کے ساتہہ بہیجا جسکو شیطان بہکانیوالے نے اپنا شیطانی فریب بہی نہ دیا (نعوذ باللہ) لیکن اوسنے اپنے حکم کے اشارے سے تمہارے فارس کے تمام کلیساؤن کو ڈہا دیا ..... اور عرب جنکو خدا نے اس وقت دنیا کی سلطنت دے کہی ہے۔ دیکہو وہ تم مین ہین جیسا کہ تم بہی جانتے ہو لیکن وہ مسیحی دین پر حملہ نہین کرتے بلکہ وہ ہمارے مذہب پر مہربانی کرتے ہین اور گرجاؤن اور خانقاہون کو فائدہ پہونچاتے ہین۔ پہر کیون تمہارے مرو کے باشندون نے ان عربون کی خاطر اپنا مذہب چہوڑ دیا؟ اور مذہب بہی ایسی حالت مین چہوڑتے ہین اور مرو کے باشندے خود بہی اس بات کو کہتے ہین کہ عربون نے انکو اپنا دین چہوڑنے پر مجبور نہین کیا۔ اگر اپنے مال کا نصف حصہ وہ عربون کو دیدین تو عرب اُنکو اجازت دیتے ہین کہ اپنے دین کو امن سے اور بغیر ناپاک ہوے رہنے دین۔ لیکن مرو کے لوگ اپنے دین کو چہوڑ کر جو انکو ہمیشہ کی نجات دیتا ہے اپنے مال کے ادہوارے سے چمٹے رہتے ہین جو گذرنیوالی دنیا کا مال ہے وہ دین جسکو تمام قومون نے اپنا خون بہاکر خریدا اور جسکو آج کے دن تک اپنا خون بہاکر خریدا جاتا ہے اور حیات جاوید اس سے حاصل کی جاتی ہے تمہارے مرو کے باشندے راضی ہوگئے کہ اسکو مال کی ادہوارے یا اس سے کم مول پر بیچ ڈالین[1]۔

خلیفہ عثمانی یعنی خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز (۹۹-۱۰۱ھ ۷۱۷-۷۲۰ع) کا زمانہ خلافت تبلیغ اسلام کی وسعت کے اعتبار سے بالخصوص ممتاز رہا۔ خلیفہ وقت نے اشاعت اسلام کیلیے باقاعدہ تحریک شروع کی۔ اور اقوام محکومہ کو ہر طرح کی ترغیب دی کہ اسلام قبول کرین۔ سنہ ۷۱۸ عیسوی مین

[1] آسمانی۔ تومس۔ پہلا حصہ۔ صفحہ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔

جو احکام اس نظر سے جاری ہوے تھے کہ بیت المال مین روپیہ کی قلت نہ ہونے پاوے اور جنکے بموجب نومسلم جزیہ سے بری نہ ہوتا تھا بلکہ بدستور ادا کرتا رہتا تھا ان احکام کو خلیفہ نے منسوخ کیا۔ جو مالکان اراضی مسلمان ہوتے تھے اُن سے خراج لینا بند کر دیا اور اُنپر عشر لگا دیا جو خفیف محصول تھا۔ یہ انتظام مالی اعتبار سے گو نہایت مضر تھا لیکن جس نیت سے نیک نفس خلیفہ نے اسکو جاری کیا اسمین کامیابی ہوی اور کثرت سے لوگ مسلمان ہو گئے[۱]

بہرکیف یہ فرض نہ کر لینا چاہیئے کہ فقط دنیا کا نفع اُس اثر کو مرتب کرتا تھا جس سے عیسائیون نے اسلام قبول کیا۔ پہلی صدی ہجری مین سینٹ یوحنا دمشقی کی مناظرانہ تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ پرجوش مسلمان دلائل پیش کر کے مسیحی دین کی بیخکنی مین کیسے ساعی تھے مکالمات کی صورت مین ان تصانیف کے لکھے جانے سے اور ایسے جملون کی تکرار سے کہ اگر وہ سارا سین پوچھے۔ اگر سارا سین کہے.... تو بتانا، ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ اصلی مکالمے تھے اور انکا مقصد یہ تھا کہ عیسائی ایسی کتابون سے مہیا رہین جنمین عیسوی مذہب پر مسلمانون کے اعتراضات کا جواب فوراً مل سکے[۲]۔ ان مکالمات مین اسلامی حریف مقابل کو ایسا دکھایا ہے جو بحث مین پہلے اعتراض اُٹھاتا ہے۔ اور یہی بات ہونی قرین قیاس بھی تھی۔ کیونکہ مسیحی عالم یوحنا کا مقصد یہ نہ تھا کہ اسلام سے معذرت کرے اور اس معذرت کو اپنی تصانیف مین محفوظ کر جاوے۔ یوحنا دمشقی کے شاگرد بشپ تھیوڈور ابوقرہ نے بھی اکثر مکالمے اہل اسلام کے ساتھ لکھے ہین[۳] اور ان مین بھی دونون ہی کی بحث طلب باتون پر مناظرہ کے لیے مخالف فریق قائم کیے ہین۔ اور مسلمان بدستور سابق ان مین بھی حملے اور اعتراض کے لیے پہلے عصا اُٹھاتے ہین۔ ان باتون سے کسیقدر اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین اسلام کی برتری کے لیے کیسے جوش اور صرف ہمت سے کام لیا جاتا تھا۔

---

[۱] اگست مولر۔ پہلی جلد صفحہ ۴۴۰۔ [۲] مین یوحنا صفحہ ۹۶۔ صفحہ ۱۳۳۶۔ ۱۳۴۸۔ [۳] مین یوحنا صفحہ ۹۷۔ صفحہ ۱۵۲۸۔ ۱۵۲۹ و ۱۵۴۸۔ ۱۵۶۱۔

بشپ ابوقرہ لکھتا ہے - "مہاجرین کے خیالات اور جوش اس طرف مجموع ہین کہ کلمۃ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ کی الوہیت سے انکار کرین اور وہ اپنی تمام ہمتین اسی مقصد مین صرف کرتے ہین"[۵۱]

مذکورہ بالا واقعات جو ہجرت کی پہلی دو صدیون سے بیان ہوے بہت قلیل ہین - انسے فقط اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ اسلام مین کوشش کی جاتی تھی لیکن کوئی معین واقعہ ترویج اسلام کے بارے مین انسے تحقیق نہین ہوتا - ایسے واقعہ کی پہلی دستاویز جو بین طور پر تبلیغی حیثیت رکھتی ہے اسکا زمانہ مامون الرشید (۸۱۳-۸۳۳ع) کے عہد خلافت مین دریافت ہوتا ہے - یہہ دستاویز خط کی شکل مین ہے[۵۲] جسکو مامون کے ایک عزیز (الہاشمی) نے اپنے عیسائی دوست کے نام لکھا جو شریف النسب عرب تھا اور دربار مامونی مین بڑا اعزاز رکھتا تھا اور خود خلیفہ اسکی بڑی توقیر کرتا تھا - اس خط مین الہاشمی نے نہایت محبت سے اور ایسے الفاظ مین جو شاہد ہین کہ مسلمانون کا مسیحی کلیسہ کے ساتھہ کیسا مذہبی آزادی کا طریق تھا اپنے دوست سے درخواست کی کہ اسلام قبول کرے - اشاعت اسلام کی ابتدائی تاریخ مین اس خط کو بیمثل رتبہ حاصل ہے اور اس لیے اس کتاب کے ضمیمہ مین اسکو تمام تر نقل کیا گیا ہے[۵۳] اسی نامہ مین ایک تقریر نقل ہے جو خلیفہ مامون الرشید نے اہل دربار کے سامنے کی - اور جس مین ان لوگون کا سخت تحقیر سے ذکر کیا جنہون نے دنیا کی نفع اور خود غرضی سے اسلام قبول کیا اور انکی مثال اُن منافقین سے قائم کی جنہون نے یہہ ظاہر کرکے کہ پیغمبر خدا صلعم کے دوست ہین انکی ہلاکت کے لیے سازش کی - لیکن جس طرح خدا کے رسول نے برائی کا بدلا نیکی سے کیا اسی طرح خلیفہ نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ ان لوگون کے ساتھہ خلق و تحمل سے پیش آئیگا جبتک کہ خدا ان مین انصاف کرے[۵۴] - خلیفہ وقت کی زبان سے ایسی شکایت کا بیان ہونا قابل وقعت ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نو مسلمونکی نسبت یہہ خیال تھا اور جستجو تھی کہ بے لوث اور

---

۵۱ مین - توم، ۹ صفحہ ۵۷ ۵۲ رسالہ عبداللہ بن اسماعیل الہاشمی الی عبدالمسیح بن اسحاق الکندی صفحہ ۱ - ۳۷ مطبوعہ لندن ۱۸۸۵ء ۵۳ ضمیمہ نمبر ۲ مسلمانونکی مناظرانہ تحریرونکو دیکھنا ہو ضمیمہ نمبر ۳ دیکھو - ۵۴ الکندی صفحہ ۱۱۱-۱۱۳ -

خالص ایمان سے اسلام قبول کرین۔ اگر یہ دریافت ہوجاتا تھا کہ جب دنیا یا ناز یبا اغراض سے وہ مسلمان ہوے ہین تو انپر سخت ملامت ہوتی تھی۔

مامون الرشید خود اسلام کی اشاعت مین بہت سرگرم تھا اور قلمرو خلافت کے دور دراز صوبجات ماوراالنہر اور فرغانہ مین ان لوگون کو جو مسلمان نہ تھے مراحم خسروانہ سے اسلام پر مدعو کیا[۱]۔ لیکن اپنی شاہانہ سطوت کا ناجائز استعمال اس طرح نہین کیا کہ لوگون کو زبردستی مسلمان کرتا جبکہ یزدان بخت فرقہ مانویہ کا سردار بغداد مین آیا[۲] اور علماء سے مناظرہ قرار دیا جس مین وہ بالکل خاموش کردیا گیا تو مامون نے کوشش کی کہ یزدان بخت مسلمان ہوجاوے۔ مگر یزدان بخت نے یہہ کہکر انکار کیا کہ "اے امیرالمومنین تمہاری نصیحت گوش گذار ہوی اور تمہاری بات سنی لیکن تم اُن مین نہین ہو جو لوگون کو اپنا دین چھوڑنے پر مجبور کرتے ہین"[۳] خلیفہ مامون نے بجاے اسکے کہ اپنی ناکامی پر غصہ کرتا یزدان بخت کی حفاظت کے لیے سپاہ ساتھ کردی تاکہ رعایا مین جو لوگ متعصب ہون انکی گزند سے سزا محفوظ رہے[۴]۔ تیرہوین صدی ہجری کے اوائل حصہ مین بیت جارمی کے اسقف اوری بشپ تھیوڈور نے اسلام قبول کیا اور اسکے لیے کسی طرح کا جبر و تشدد اسپر نہوا تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو عیسائی مورخ[۵] جنسے بشپ کے مسلمان ہونیکا حال لکھا ہے جبر و اکراہ کا ذکر بھی ضرور کرتا۔ اس واقعہ کے سو برس بعد سنہ ۱۶ عیسوی مین اگناتیس[۶] تکریت کا یعقوبی المذہب مطران جو اس عہدہ پر پچیس برس تک مامور رہا تھا بغداد کو روانہ ہوا۔ اور خلیفہ قادر باللہ کے سامنے اسلام قبول کیا اور ابوسلم[۷] اپنا نام رکھا[۸]۔ فی الواقع یہ بڑی

[۱] البلاذری صفحہ ۴۳۰ - ۴۳۱ - [۲] بغداد مین یزدان بخت کے آنیکا محل غالباً مفصلہ ذیل تھا جب خلیفہ مامون نے سنا کہ دشمنان اسلام کہتے ہین کہ اسلام کو دلیل ہی نہین بلکہ تلوار سے کامیابی ہوی تو بسبب رغبتی مذہبی فرقہ اس زمانہ مین موجود تھا انکو سزا دینے کو خلیفہ نے طلب کیا اور ایک مجلس مناظرہ قائم کی جسمین علماے اسلام نے اپنے مذہب پر سے اس اتہام کو دور کیا اور کہا جاتا ہے کہ جو غیر مذہب والے وہان موجود تھے انہون نے تسلیم کیا کہ اہل اسلام نے اپنے دعوے کو جس طرح ثابت کردیا (الرتضی - المامون) [۳] کتاب الفہرست - پہلی جلد - صفحہ ۳۰۸ - ۳۰۹ [۴] ابوالفرج (۱) جلد سوم صفحہ ۲۳۰ [۵] تمام یعقوبی بطریق اگناتیس کا لقب اختیار کرتے تھے مسلمان ہونے سے پہلے اس بطریق کا نام مارک برقیقی تھا۔ [۶] ابوالفرج (۱) تیسری جلد صفحہ ۲۸۹ - ۲۹۰ الیاس نصیبی صفحہ ۱۵۳ - ۱۵۴ مارک برقیقی (ابوسلم) مرنے سے چوبیس برس پہلے عیسائی ہوگیا تھا اقطاکیہ کے یعقوبی بطریقون کی تاریخ مین ایسے ہی واقعہ بھی درج

ع انوفیہ مذہب فرقہ کے ایک شخص مانی نامی نے کلام اللہ اور نبوت کو دعوے مانی کیا تھا (۱۲) ع شخص عیسائی ہوگیا دیکھو نوٹ نمبر ۳ - صفحہ ۱۲

دلچسپ بات ہوتی اگر ان لوگون کی کوئی تحریر ہمین ملتی جو اپنی زندگی کا تذکرہ لکھہ جاتے تہم تک باقی ہوتی اور اوس سے ہمکو دریافت ہوتا کہ ان دونون شخصون کی طبیعت مین اسلام کا نشو ونما کس طرح ہوا عیسائی مورخ نے ان دونون صورتون مین بدکاری کو تبدیل مذہب کا سبب قرار دیا ہے لیکن یہ الزام جسکے ثبوت مین کوئی اور شہادت موجود نہین ہے مشتبہ ہے[1] اور اوسپر اشتباہ بھی اسطرح کا ہو سکتا ہے جیسے کوئی رومن کیتھولک اپنے ہم مذہب پادری کا حال لکھے کہ اوسنے پروٹسٹنٹ دین قبول کیا اور پہر اوسپر بہتان بندی کرے اسمین شبہہ نہین کہ ان دونون بڑے عیسائیون کے تبدیل مذہب کا ذکر جو دو مخالف کلیساؤن مین معزز منصب رکھتے تہے ہم تک اسوجہ سے پہونچا کہ وہ بڑے عہدہ دار تہے - لیکن جو لوگ کم درجے کے تہے اُنکا حال لکھا ہی نہ گیا - مگر تبدیل مذہب کی ایسی مثالین شاذ و نادر نہین کیونکہ جاتی دفعہ تیرتی سے جو عکا کا بشپ (۱۲۱۵-۱۲۲۵ء) تہا اس امر کے متعلق قیمتی شہادت پہونچتی ہے - اس بشپ نے ایلیا مین بود و باش کے بعد ذاتی تجربہ سے مشرقی کلیسا کا حال لکھا ہے - وہ لکھتا ہے "جھوٹے نعوذ باللہ پیغمبر کی جھوٹی نعوذ باللہ ترغیب سے کمزور ہوکر اور بُری طرح دام مین گرفتار بلکہ زخمی ہوکر اور نفسانی لذتون کی طمع سے مشرقی کلیسا غرق ہوگیا اور وہ جسنے مسیح لباس مین پرورش پائی تہی نجاست کے تودے سے گلے ملا (نعوذ باللہ)"

مسیحی کلیسا جو اب تک بیان ہوے اور جن پر اسلام کا اثر پڑا ان مین مشرق کا ارتھوڈکس کلیسہ تہا اور دیگر منحرف فرقے تہے جو اوس سے پیدا ہوے تہے - لیکن گیارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین شام و فلسطین کی مسیحی رعایا مین صلیبی مجاہدون کے گروہ کے گروہ جو مختلف

(بقیہ صفحہ ۹۹) - ہین - ایک ان مین سے یہ ہے کہ ایک شخص جسکا نام حنا تہا ۱۵۱۷ء مین مسلمان ہوگیا لیکن عرصہ کے بعد اسلام سے پھر گیا قبر مین کو بہاگ گیا (جو اس مذہب والون کے قبضہ مین تہا) یہان شیخ نے اوسکو توبہ کی اور اوسکی تبدیل مین گرجا کا دروازہ کہولنے کا وعدہ کیا اور سب لوگ اوسپر سے چلکر گرجا کے اندر اور باہر آتے جاتے تہے - دوسرا شخص نعمت اللہ تہا (۱۵۶۰ء) مین جسنے عیسائی مذہب کو ترک کرکے اسلام قبول کیا تہا - لیکن اپنے بہی رومہ کے شہر مین جاکر پاپا گریگری سیزدہم کے سامنے توبہ چاہی (اور عیسائی ہوگیا) - (بولانڈس (۱) دوسری جلد صفحہ ۸۴۷ - ۸۴۸) [1] فی الواقع الیاس لبیبی نے جو بمبصر مورخ تہا یعقوبی بطریق سے اسطرح کی کوئی غلطی منسوب نہین کی ہے - [2] ہسٹوریا اوریئنٹالس - باب ۱۵ - (صفحہ ۴۵)

کیتھولک مذہب رکھتے تھے شامل ہوگئے - یہہ لوگ بیت المقدس کی عملداری اور ریاستون مین جنکو انہون نے خود قائم کیا تھا اور جنکی زندگی دو صدیون تک تمدن کی حالت مین رہی تھی آباد ہوگئے - اس دو سو برس مین ان نوآباد عیسائیون مین سے کبھی کبھی کچھ لوگ اسلام قبول کرتے رہے - مثلاً جرمن اور لمبارڈیون کا ایک گروہ جو مسیحی سردار رینالڈ کی سرکردگی مین تھا اصل لشکر سے علحدہ ہوگیا اور سلجوقی سلطان ارسلان نے اسکو ایک قلعہ مین محصور کردیا رینالڈ اور اسکے ملازمون نے یہہ دیکھکر کہ ہم فصیل سے نکلکر غنیم پر حملہ کرتے ہین باقی گروہ کو چھوڑ دیا اور ترکون سے جا ملے اور انون مین پہونچکر اسلام قبول کیا[۱]

دوسری جنگ صلیب کی بدقسمت تاریخ مین ایک واقعہ اسی طرح کا اور پیش آیا - اوڈو ڈیل نے جو سینٹ ڈینس کا منک اور بادشاہ لوی ہفتم کا چیپلن تھا اس واقعہ کو لکھا ہے - اوڈو بادشاہ لوی کے ساتھہ اس صلیبی لڑائی مین گیا تھا اور اس قصہ کو اس طرح عمدہ عبارت مین اسنے لکھا ہے

جب صلیبی مجاہدون کا لشکر بری راستہ سے ایشیا کوچک مین ہوتا ہوا بیت المقدس کو جانے کی کوشش کرتا تھا تو فرجیا کے پہاڑی درون مین ترکون کے ہاتھہ سے اسکو سخت شکست پہنچی (۱۱۴۸ء) شکستہ لشکر اطالیہ کے شہر تک جو بندرگاہ بھی تھا مشکل سے پہونچ سکا - یہان جنکے پاس اتنا روپیہ تھا کہ یونانی تاجرون کو منہہ مانگی قیمت دیسکے وہ تو جہاز پر سوار ہوکر انطاکیہ کو چلے گئے - لیکن بیمار اور زخمی آدمی اور زائرون کا انبوہ کثیر اطالیہ مین رہ گیا - اور یہہ سب یونانیون کے رحم اور ترس پر جو انکے دغاباز دوست تھے چھوڑ دیے گئے - چلتے وقت بادشاہ لوی نے پانچ سو مارک[۲] یونانیون کو اس شرط پر دئے تھے کہ زائرین کی حفاظت کے لیے سپاہ ساتھہ کردین اور بیمارون کی اوس وقت تک نگرانی کرین کہ وہ روانگی کے قابل ہون - لیکن جسوقت لشکر روانہ ہوا تو یونانیون نے زائرون کی بیکس حالت سے ترکون کو خبر کردی اور خود چپ بیٹھکر انکی مصیبتون کا تماشا دیکھنے لگے - قحط اور وبا اور دشمنون کے تیرون نے ان غریبون کی

---

[۱] دے گوین - تو م ۲ - (دوسرا حصہ) صفحہ ۱۵ - [۲] ایک قدیم چاندی کا سکہ تھا جو ساڑھے چھ روپیہ کے قریب قیمت مین تھا مترجم

چھاؤنی مین ہلاکت اور بربادی پھیلادی - جب ان مصائب کی تاب نہ رہی تو ان مین سے تین یا چار ہزار آدمیون نے بھاگنے کا قصد کیا - مگر ترکون نے انکو حلقہ مین لے لیا اور قتل کرتے ہوے انکی چھاؤنی کی طرف بڑھے تاکہ فتح ناتمام نہ رہے جو لوگ مرنے سے بچ گئے اونکی حالت قطعی مایوسی کی سی ہوجاتی اگر ان آلام کو دیکھکر مسلمانون کے دل نرم نہ پڑجاتے اور انکو ترس نہ آتا - مسلمان فوراً عیسائیون کی تیمارداری مین مصروف ہوے مفلسون اور فاقہ کشون کے ساتھہ کھلے ہاتھہ سے فیاضی کی - بعض مسلمانون نے یہ کیا کہ یونانیون مین گئے اور جو فرانسیسی سکہ کا روپیہ زائرون سے انہون نے زبردستی یا فریب دیکر لیا تھا اوسکو چھین لائے اور محتاجون مین تقسیم کردیا - غیر دین والون کے التفات اور ہم مذہب یونانیون کے ظلم نے جو انسے بیگار لیتے تھے اور انکو مارتے تھے اور جو کچھہ تھوڑا سرمایہ انکے پاس بچا تھا اسکو بھی چھین چکے تھے مسیحی زائرون پر ایسا اثر کیا کہ انہون نے خوشی و رضامندی سے اپنے بچانے والون کا مذہب اختیار کرلیا - مؤرخ اوڈو دلکہتا ہے "ہم مذہب یونانیون سے بچکر عیسائی زائر کافرون مین جو انپر ترس کہاتے تھے پناہ لیتے - اور سنا جاتا ہے کہ جب ترک کوچ کرنے کو ہوے تو تین ہزار سے زیادہ عیسائی ترکون کے شریک ہوگئے - او! تلطف تو فریب سے بھی بڑھکر ظالم ہے! مسلمانون نے عیسائیون کو روٹی دی لیکن انکا مذہب چھین لیا - گو یقینی بات ہے کہ عیسائیون کی خدمت سے ضامندر ہکر ترکون نے ان مین سے کسی کو بھی اپنا مذہب ترک کرنے پر مجبور نہین کیا[1]"

عیسائیون اور مسلمانون مین میل جول کا بڑھنا اور صلیبی مجاہدون کا روز روز اپنے مخالفون یعنی مسلمانون کی نیکیون کی قدر کرتے جانا جس سے جنگہای صلیب کے پہلے اور پچھلے مؤرخون مین تمیز ہوتی ہے[2] - اور مشرقی آداب و طرز معاشرت کی تقلید جو فرنگ لوگون نے ایلیا مین آباد ہوکر کی - یہہ سب باتین وہ تھین جو مذہبی خیالات پر بھی اپنا اثر ڈالے بغیر نہ رہین - اس اثر کا بڑا نتیجہ

[1] اوڈو دے یوگلو (بادشاہ لوئی ہفتم کا سفر) مین جلد ۵ صفحہ ۱۹۰ - [2] گیزو "یورپ کی تاریخ تمدن" صفحہ ۲۲۴ (مطبوعہ پیرس ۱۸۳۸ء)

یہہ پیدا ہوا کہ بہت سے عیسائی نائٹون کے دل مین بھی اسلام کی طرف صلح کل کا خیال پیدا ہوا اور یہہ خیال وہ تہا جسپر کلیسہ نے شدت سے جرو توبیخ کی۔ جسوقت ابن منقذ جو بارہوین صدی عیسوی مین شام کا ایک امیر گذرا ہے زمانہ صلح مین بیت المقدس مین آیا تو صلیبی مجاہدین جنکو ٹمپلرز[۵۱] کہتے تہے وہ مسجد اقصیٰ مین رہتے تہے انہون نے شامی امیر کو مسجد کے قریب ہی گرجا کا ایک حصہ نماز پڑہنے کے لیئے دیدیا۔ اسی اثنا مین ایک نووارد صلیبی نے اسطرحکی مذہبی آزادی کو خلاف مشرب سمجہکر نہایت قبیح فعل تصور کیا لیکن جب ابن منقذ کی نماز مین اسنے مخل ہونا چاہا تو باقی مجاہدون نے نہایت غصہ سے اسکو روکا کہ مہمان کی عبادت مین خلل ڈالنے[۵۲] صلح کے زمانہ مین جو اکثر آتا رہتا تہا صلیبی مجاہد اور مسلمان دوستانہ طریق سے ملتے تہے اور کیا عجب ہے اگر ان موقعون پر مذہبی سوالات تقریر کا موضوع قرار پاتے ہون کیونکہ مذہب ہی وہ شے تہا جو صلیبیون کو ایلیا مین لایا اور جسنے انکو متواتر لڑائیون مین مصروف کیا۔ جب خود مسیحی عالمون کا یہہ حال تہا کہ مسلمانون کے اثر صحبت سے اپنے دین کا بہتر اندازہ کرنیکے قابل ہوتے تہے اور نیے طرز خیال نے لوگون کی طبیعتون کو ڈگمگا دیا تہا جس سے طرح طرح کے مذہبی شوشے پیدا ہو چلے تہے تو یہہ تعجب کی بات نہین کہ اکثر عیسائی مسلمان ہو گئے ہون[۵۳]۔ بارہوین صدی عیسوی مین جو صلیبی عیسائی مسلمان ہوے انکی تعداد صلیبیون کی کتب آئین مین جنکو بیت المقدس کا ضابطہ قوانین کہا جاتا تہا درج ہے۔ (اس ضابطہ کے بموجب خاص صورتون مین ضمانت نہ لی جاتی تہی)[۵۴]۔

اگر ان مسلمانون کا حال دریافت ہوتا جنہون نے ان عیسائیون کے مسلمان کرنے مین صرف ہمت کی تو خالی از لطف نہ تہا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے اپنے کارنامون کی کوئی یادگار نہ چہوڑی۔ البتہ صرف اس قدر ہم جانتے ہین کہ سلطان صلاح الدین اعظم کو یہہ

---

۵۱ یہہ فوجی خصائل کے لوگ تہے جنکی جماعت بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین اس غرض سے قائم ہوی تہی کہ زائرین ایلیا اور آثار بیت المقدس کی حفاظت کرین ۱۲ مترجم ۵۲ ابن منقذ۔ پہلا حصہ صفحہ ۱۸۷-۱۸۸۔ ۵۳ پرفیسر صفحہ ۲۶۶-۲۶۷ ۵۴ اسیزے کو رد ی ویجوس (دیکہو دیز ہسٹورین دے کروسیاد۔ تومہ ۲ صفحہ ۳۲۵۔

مسلمان اپنا افسر کہتے تھے جس مصنف نے اس سلطان کا تذکرہ لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ سلطان اپنے مسیحی مہمانوں کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کرتا تھا اور انکو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتا تھا[۵۱]۔

سلطان صلاح الدین کی نامور زندگی اور دلیرانہ خصائل نے اوسکے ہمعصر عیسائیون کے دلون پر عجب افسون کیا تھا بعض مسیحی نائٹون کو بھی سلطان کی طرف ایسا میلان خاطر ہوا کہ اپنی ملت اور قوم کو چھوڑکر مسلمان ہوگئے۔ چنانچہ اس طرح کی مثال ایک انگریزی ٹمپلر کی ہے جسکا نام رابرٹ آف سینٹ البنز تھا۔ اس مسیحی نائٹ نے ۱۱۸۵ء مین مسیحی دین ترک کیا اور شاہی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کرلی[۵۲]۔ ۱۱۸۷ عیسوی مین صلاح الدین اعظم نے فلسطین پر چڑھائی کرکے مسیحی لشکر کو معرکہ حتین مین فاش شکست دی۔ جو لوگ قید ہوے ان مین مسیحی گئی بیت المقدس کا بادشاہ بھی تھا۔ لڑائی سے ایک رات پہلے جبہ مسیحی نائٹ دد چونکہ انپر شیطانی روح سوار ہوی العوذ باللہ، اپنے بادشاہ کو چھوڑکر سلطان کے لشکر مین بھاگ آئے اور یہان اپنی مرضی سے وہ سارے سین (مسلمان) ہوگئے[۵۳]۔ سلطان صلاح الدین اور ریمنڈ سوم امیر طرابلس مین یہ صلاح ہوگئی تھی کہ ریمنڈ اپنے ماتحتون کو مسیحی دین چھوڑنے اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دے لیکن ریمنڈ کی دفعتاً موت نے اس تجویز پر عمل نہ ہونے دیا[۵۴]۔

بیت المقدس کی ہزیمت اور ایلیا مین سلطان صلاح الدین کی فتوحات نے یورپ کو برانگیختہ کیا کہ تیسری جنگ صلیب برپا کی جاوے جسمین عکا کا حصار سب سے بڑا واقعہ ہے (۱۱۸۹-۹۱ء) مسیحی فوج نے اس لڑائی مین قحط اور وبا سے وہ دردناک مصیبتین اٹھائین کہ بہت عیسائی اپنا لشکر چھوڑکر فاقے توڑنے کے لیے مسلمانون کے لشکرگاہ مین چلے آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان مفرور عیسائیون مین سے بہت لوگ تو مسیحی لشکر مین واپس آگئے اور بہت نے اپنی قسمت کا پانسا

---

[۵۱] بہاء الدین صفحہ ۲۵ - [۵۲] روجر ہودن - جلد ۲ صفحہ ۳۰۷ - [۵۳] بینیڈکٹ آف پیٹربارو - دوسری جلد صفحہ ۱۱-۱۲ [۵۴] بینیڈکٹ آف پیٹربارو - دوسری جلد صفحہ ۲-۲۱-۱ اور روجر ہودن جلد ۲ صفحہ ۳۱۶-۳۳۲ -

مسلمانون کے ساتھہ پہینکا۔ ان عیسائیون مین سے بعض نے اپنے مذہب پر قائم رہکر ان لوگون کی خدمت اختیار کی جو پہلے دشمن تھے اور کہا جاتا ہے کہ اپنے نئے آقاؤن یعنی مسلمانون سے یہہ عیسائی خوش رہے اور باقی مفرور عیسائی اسلام قبول کرکے دیندار مسلمان بن گئے[۱]۔ ان مفرور عیسائیون کے تبدیل مذہب کا حال ایک مؤرخ نے لکھا ہے جو چرڈاول بادشاہ انگلستان کے ساتھہ تیسری جنگ صلیب مین گیا تھا۔ یہ مؤرخ لکھتا ہے "ہمارے بعض آدمی (جنکے مقسوم کا حال بغیر تاسف کے نہ کہا جاسکتا ہے اور نہ سنا جاسکتا ہے) قحط کی سختی سے تنگ آگئے اور انھون نے جسم کی نجات مین اپنی روح پر عذاب لیا۔ کیونکہ جب قحط کی مصیبت کا بڑا حصہ ختم ہوگیا تو وہ ہمکو چھوڑکر ترکون مین بھاگ گئے۔ اور دین سے برگشتہ ہونے مین انھون نے تذبذب نہ کیا۔ دنیا کی زندگی کچھہ دن اور آرام سے بسر کرنے کے لیئے کفر کے سخت کلمے کہکر ہمیشہ کی موت کو خریدا۔ او! غارتگر تجارت! او! شرمناک فعل جو عذاب کی حد سے بھی بڑھ گیا۔ او! احمق آدمی مثل بیوقوف حیوان کے تو اوس موت سے بھاگا جسکا آنا ناگزیر ہے۔ اور اوس موت سے نہ بچا جو کبھی ختم نہ ہوگی[۲]۔

اس زمانہ سے لیکر آیندہ زمانہ تک جو عیسائی اپنا دین چھوڑکر مسلمان ہوئے اُنکا ذکر سیاحون کی تحریرون مین جنھون نے ایلیا اور مشرقی ملکون مین سفر کیا ملتا ہے۔ جن مسلمانون نے بادشاہ سینٹ لوئی کو گرفتار کیا تھا جب انھون نے نجات خلصی کے لیے بادشاہ کو حلف دیا (۱۲۵۰ع) تو شرائط حلف کے مجوزہ لوگ تھے جو پہلے قسیسون کا رتبہ رکھتے تھے لیکن اب وہ مسلمان تھے[۳]۔ جسوقت اس بادشاہ کی رہائی کے لیے روپیہ دیا جاتا تھا تو ایک اور نومسلم جو پہلے عیسائی تھا بادشاہ کے لیئے ایک تحفہ لیکر آیا۔ یہ شخص فرانس کا باشندہ تھا اور پروونس مین پیدا ہوا تھا۔ ۱۲۱۹ عیسوی مین بادشاہ جان بریونی کے ساتھہ دمیاط کی مہم مین وہ آیا تھا۔ لیکن مصر مین پڑا اور ایک مسلمان عورت سے شادی کرکے مصر مین بڑا آدمی بن گیا[۴]۔

---

[۱] ابوشامہ صفحہ ۱۵۔ [۲] زائرون کا سفرنامہ بادشاہ چارڈاول کی کارنامی (مؤلفہ ولیم سٹبز) (مطبوعہ لندن ۱۸۶۵ع) [۳] جوئول صفحہ ۳۰۳ [۴] جوئول صفحہ ۲۶۲۔

ایلیا مین آکر مسیحی ائرین کے مسلمان ہوجانے کا خوف اسقدر بڑھ گیا تھا اور یہہ بات ایسی
ظاہر ہوگئی تھی کہ ۱۲۶۶ عیسوی کے قریب اموری دے لاردش نے جو فرانس کے
تائٹ ٹمپلرون کا سردار تھا ایک "یادداشت" لکھی اور روما کے پوپ اور فرانس اور جزیرہ
سسلی کے افسران کلیسہ (لگیٹ) سے درخواست کی کہ محتاجون اور ضعیفون اور ایسے
لوگون کو جو ہتیار لگانے کے قابل نہون ممانعت کیجاوے کہ سمندر پار کرکے فلسطین
مین داخل نہون کیونکہ ایسے لوگ یا تو قتل ہوجاتے ہین یا اسار ہین اُن کو قید کرلیتے ہین
یا وہ مسیحی دین چھوڑکر مسلمان ہوجاتے ہین[51] ۔ سنہ ۱۳۵۰ عیسوی مین جب لودلف دی سوخم نے
ایلیا مین سفر کیا تو لکھا ہے کہ تین نومسلم جو پہلے عیسائی تھے حبرون مین اسکو ملے ۔ یہ لوگ
مسلمان ہونے سے پہلے مندن کے کلیسہ سے آئے تھے اور نائٹ وسٹفالن کے ملازم
تھے جسکی توقیر سلطان صلاح الدین اور اور اسلامی بادشاہ کرتے تھے[52] ۔ سرجان ماندویل جسنے
چودھوین صدی عیسوی کے وسط مین فلسطین مین اپنا سفر کرنا لکھا ہے اُن عیسائیون کا
حال لکھتا ہے جو مسلمان ہوگئے تھے ۔ مگر یہہ صاف نہین بیان کرتا کہ جو خیال اُسنے ظاہر
کیا ہے وہ مشرقی کلیسہ کی نسبت ہے یا مغربی کلیسہ کی ۔ وہ لکھتا ہے "نیز بعض دفعہ
ایسا ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کے لوگ یا تو افلاس کی وجہ سے یا حمق سے یا محض شرارت
سے سارا سین (مسلمان) ہوجاتے ہین" ماندویل نے یہہ بھی لکھا ہے کہ سلطان مصر
نے جسکی خدمت مین یہ کئی برس تک حاضر رہا تھا اس بات کی کوشش کی کہ ماندویل اپنا "آئین
و اعتقاد" ترک کرکے مسلمان ہوجاوے[53] ۔

بلاشبہہ ان منتشر واقعات سے جنکو ارباب تصانیف نے لکھا ہے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ زیادہ
کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کیا ہوگا جسکی کوئی تاریخ ہم تک نہ پہونچی تھی لکھا گیا ہے

[51] ماس لاتری (۱) دوسری جلد صفحہ ۷۲ ۔ [52] لودلف دی سوخم ۔ صفحہ ۱۷ ۔ [53] ماندویل ۔ صفحہ ۱۴۱ ۔
[54] ماندویل ۔ صفحہ ۳۵ ۔

کہ پندرہوین صدی عیسوی کے ختم کے قریب بیس ہزار عیسائی جو اب مسلمان ہوگئے تھے قاہرہ کے شہر مین موجود تھے[۱] اور اسی طرح ضرور ہے کہ لیٹن کی عیسائی عملداریون کے زوال کے بعد ایلیا مین اور نومسلم بھی ہونگے جو پہلے عیسائی تھے۔ لیکن اس زمانہ کے مسلمان مؤرخون کو سلاطین کے کارہاے عظیم اور شاہی خاندانون کے عزل ونصب کی سرگذشت لکھنے مین ایسی مصروفیت تھی کہ ادنی درجہ کے لوگون مین جو مذہبی انقلاب ہوا اوسکی طرف توجہ نہ کرسکے اور (جہان تک مجھہ کو پتہ چلا ہے) انھون نے عیسائیون کے مسلمان ہونے کا بھی ایسا ہی کم خیال کیا ہے جیسے اپنے ہم مذہب مسلمانون کے عیسائی ہونیکی طرف سے بے توجہی ظاہر کی ہے۔ پس ہم مجبور ہین کہ ان دونون قسم کے واقعات کی نسبت علم حاصل کرنیکے لیے عیسائی مصنفون پر بھروسا کرین۔ مگر ان عیسائیون کا یہ حال ہے کہ اگر مسلمان عیسائی ہوا تو اسکا حال تو بہت تفصیل اور دلسوزی سے لکھا۔ لیکن اگر عیسائی مسلمان ہوا تو ایسے واقعات کی شہادت بہت اکراہ سے دی اور اوسکی اغراض کو نہایت بُرے رنگ مین دکھایا۔ یہہ امکان کہ کسی عیسائی نے خالص ایمان سے اسلام قبول کیا ان عیسائی مصنفین کے دل مین اسکا خیال بھی کبھی نہ گذرا اور اگر گذرا بھی ہو تو اتنی جرات کسکو ہوتی کہ اسکا علانیہ اعتراف کرکے مسیحی علماء کے قہر وغضب کی کڑک بجلیان اپنے اوپر گراتا۔ سر جان مانڈویل بھی جسنے اپنی آدہی عمر اسلامی ملکون مین بسر کی اور اسلام پر رائے ظاہر کرنے مین تعصب کو دخل نہ دیا اسکو بھی یہہ ہی کہتے بن پڑا کہ جن عیسائیون نے اسلام قبول کیا اگر انکی اغراض بُری نہ تھین تو اُنکے بیوقوف ہونے مین تو کلام نہین۔ اگر وہ بدمعاش اور بہوکے نہ تھے تو احمق تو ضرور تھے۔ اس قسم کے بیانات کو ٹھیک جانچنے مین کہ انکی اصلی قیمت کیا ہے ہم کو یہہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ جن عیسائی مصنفون نے انکو لکھا ہے انکا میلانِ خاطر ایسا ہی کچھہ تھا۔

عیسائیون کی تعداد کی نسبت جو مسلمان ہوے مذکورۂ بالا تاریخی ماخذون سے کم اطلاع

[۱] لئونارد وڈسکو بالدی جسکو کتاب بطولہ کے دیباچہ مین دفریری اور سنگلیٹی نے نقل کیا۔

ملتی ہے بلکہ تعداد کا پتہ بھی اتنا ہی کم چلتا ہے جتنا تبلیغی کوششوں کا حال نہیں کہلتا جو تبدیل مذہب میں انکی تحریص کا باعث ہوئیں۔ منک بورکارڈ[1] نے ۱۸۳۳ء کے قریب لکھا ہے کہ صلیبی مجاہد اپنے قلعوں سے نکالے گئے اور روما کی قوت کا مشرق میں خاتمہ ہوا تو ان جماعتوں سے چند سال پیشتر عیسائیوں کا شمار کل اسلامی دنیا میں مسلمانوں کی تعداد سے بہت زیادہ تھا کل رعایا میں (سوائے مصر و عرب کے) مسلمانوں کی تعداد تین یا چار فیصدی سے زیادہ نہ تھی۔ یہ عبارت بلاشبہ مبالغہ آمیز ہے اور نیک نفس بورکارڈ نے جلدی سے نتیجہ نکال لیا کہ جو حال صلیبی مجاہدوں کے شہروں اور آرمینیا کو چک میں تھا ایسا ہی مشرق میں اور مقامات پر ہوگا۔ مگر اسکی عبارت سے اتنا ضرور ترشح ہوتا ہے کہ جنگہائے صلیب کے زمانہ میں کثرت سے لوگ مسلمان نہیں ہوئے۔ اور یہ کہ جب یلیا پر مسلمانوں کی حکومت دوبارہ ہوئی تو انہوں نے عیسائیوں کو مذہب میں ایسی ہی آزادی دی جیسے پہلے انکو حاصل تھی۔ صرف جزیہ دیکر انہوں نے "امن و عافیت" کو خریدا۔ اس بیان میں فرض یہ کیا گیا ہے کہ تبدیل مذہب کی مثالیں جو وقوع میں آئیں وہ خاص خاص لوگوں کی تھیں جنکو مسلمان ہونے سے پہلے اسلام کا خیال ہوا اور مسلمان ہونے کیلیے انپر جبر نہ ہوا۔ ایسی مثالیں بیان کردی گئی ہیں کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کی خدمت اختیار کی اور اپنے دین پر قائم اور اوسکی پیروی میں آزاد رہے۔ چنانچہ بیت المقدس کی عدالتوں نے دو طرح کے لوگوں میں تمیز قائم کی تھی۔ ایک وہ جنہوں نے

---

[1] بورکارڈ لکھتا ہے "لیکن فی الواقع یہ غور طلب ہے (گو بعض لوگ جو کسی بات کو بن دیکھے بیان کرتے ہیں اس رائے کے خلاف ہیں) کہ مشرق کا تمام ملک جو سمندر پار یہ مسیح کا نام لیوا ہے اور اسی کی نام کا وعظ کرتا ہے البتہ سارا سین (مسلمان) اور بعض کہان جو کپادوسیا میں رہتے ہیں اس سے مستثنی ہیں پس میں اسکو بھی بات سمجھتا ہوں (جیسا کہ میں نے خود دیکھا ہے) وہ جو لوگ۔ جانتے ہیں انسے سنا ہے کہ ہر ایک مقام اور عملداری میں (سوائے مصر و عرب کے) بیان کثرت سے سارا سین اور دیگر پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم آباد ہیں تمکو بہت سارا سین بیچنے تیس یا اس سے زیادہ عیسائی ملینگے چونکہ تمام عیسائی جو سمندر پار رہتے ہیں مشرقی ہیں (گو وہ عیسائی ہوں) اور چونکہ وہ بہتیرے نہیں استعمال کرتے کیونکہ سارا سین اور تاتاریوں کے حملوں سے یونہ کرانکی رعایا بنگئے ہیں اور امن و عافیت کو خراج دیکر خریدتے ہیں اور سارا سین اور اور لوگ جو انکے فرمانروا ہیں اپنے عمال و محصول جمع کرنیوالوں کو انکی ملکوں میں مقرر کرتے ہیں اسلیے یہ ہوتا ہے کہ عملداری کو سارا سین کی عملداری کہا جاتا ہے حالانکہ درحقیقت عمال و محصول جمع کرنیوالوں اور انکے کنبوں کی سوا باقی تمام لوگ عیسائی ہیں اور یہ میں اپنی آنکھوں سے سلیسیا اور آرمینیا کو چک میں دیکھا ہے جو تاتاریوں کی حکومت میں ہیں۔" (بورکارڈ دے سنتی سیون دی سکپچر یہ ترے سلنگتے صفحہ ۹۰)

خدا سے انکار کیا اور دوسرے قانون کی پیروی کی" اور دوسرے وہ "جنھوں نے عیسائیون کے خلاف سارسین کی اور اور کافرون کی فوجی خدمات ایک برس اور برس پر ایک دن سے زیادہ کین[۱]۔

ویسی عیسائی مسلمانون کی حکومت کو صلیبی مجاہدون[۲] کی حکومت پر یقینی ترجیح دیتے تھے۔ اور جب بیت المقدس اوسوقت (سنہ ۱۲۴۴ء) اور ہمیشہ کے لیئے مسلمانون کے قبضہ مین آگیا تو معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین کی عیسائی رعایا نے اپنے آقاؤن یعنی مسلمانون کا خیر مقدم کیا اور اس پر رضامندی سے انکی حکومت کے مطیع ہو گئے[۳]۔

حکومت اسلامیہ مین عیسائیون کو جو مذہبی آزادی میسر آئی تو ایشیای کوچک کے عیسائیون کو بھی اوسی زمانہ مین اسکا خیال پیدا ہوا اور سلجوقی ترکون کے آنے کو یہہ سمجھکر عیسائیون نے اپنے حق مین مفید جانا کہ عیسائی حکومت سے ہمکو ہاکرین گے یعنی محصول ہی کی سختیون سے نہین بلکہ کلیسہ یونان کی عقوبت پسند خصلتون سے بھی نجات ملیگی جسنے منحرف فرقہ یاکیبین اور اٹیکانو کلاسٹ پر سخت ظلم کیے تھے۔ چنانچہ میکائیل ہشتم (سنہ ۱۰۳۴-۱۰۴۱ء) کے زمانہ مین وسط ایشیای کوچک کے باشندون نے ترکون سے درخواست کی کہ چھوٹے شہرون پر قبضہ کرلین تاکہ رعایا کو عیسائی سلطنت کے ظلم سے نجات ملے اکثر امیر و غریب وطن ترک کرکے ترکون کی عملداری مین چلے آتے تھے[۴]

اب صرف مغربی ایشیا کے دو کلیسیاؤن کا یعنی ارمنی اور جرجانی کلیسہ کا ذکر کرنا باقی رہ گیا ہے۔ ارمنی کلیسہ کی نسبت یہہ کہہ سکتے ہین کہ تمام شرقی کلیسہ جو حکومت اسلامیہ کے فرمان پذیر ہوے

---

[۱] اسیزدے جرد وسلم۔ تو مہ ۲ صفحہ ۳۲۵ [۲] پرظہ۔ صفحہ ۱۴۶-۱۴۷ و ۱۵۰۔

[۲] سنہ ۱۲۴۴ عیسوی مین ملیک کے پیلیتون نے فرنیل کا مضمون خوارزمیون کے حملے کے بارہ مین لکھا سلطان ایوب نے خوارزمیون کو ملک کیلیے بلایا تھا تاکہ ایک سے صلیبیون کا استیصال ہو پیلیتون نے لکھا ہے کہ وہ (خوارزمی) تمام ملک مین نصارت سے لیکر جافا تک پہونچ گئے ہین کوئی انکا مزاحم نہین وہ ملک پر قبضہ کرتے ہین اور اوسکو تقسیم کرتے ہین گویا کہ ملک انہی کا ہے اور اینہ عالمون اور عمال کو مشرقی عیسائیون کی شہرون اور قصبون مین مقرر کرتے ہین اور عیسائی زمیندار و رعایا سے محصول اور خراج لیتے ہین جیسا کہ سلوک کے موافق اینہ کا طریقہ ہے۔ مشرقی عیسائی جو صلیبیون کو دشمن سمجھتے ہین اور انسے بھاگتے ہین خوارزمیون سے ملتے ہین۔ ستے پارسی لینس کرونکل یور مولفہ ریوارڈ چوتھی جلد صفحہ ۴۴۳ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۴۱ء

[۳] فنڈ جلد تیسری صفحہ ۳۵۸-۳۵۹ اگر وسی دی بنیا تیز دیس متلالز صفحہ ۲۷۶)

ہوئے انمین یہہ ہی کلیسہ ایسا تہا جسنے (تعداد ہی نسبت کے اعتبار سے) اپنے معتقدین کو نومسلمون کے ازدیاد شمار کے لیے سب سے کم پیش کیا۔ بہادر قوم ارمنی کے حالات عجیب ہین کہ مخالفون کے مقابلہ مین جسکی تعداد ہی مغلوب کرنیوالی تہی وہ کسطرح کشمکش مین رہی اور صدیون کی جنگ و پیکار ظلم و ستم اور جلاوطنی کے بعد کس حسن عقیدت سے وہ اپنے مسیحی دین سے وابستہ رہی مگر باوجود اس دلچسپی کے ہماری کتاب مین گنجایش نہین کہ سوای مختصر حال کے کہ اسکو اسلامی تاریخ سے کیا واسطہ ہا کچہہ زیادہ لکہا جاوے۔ آرمینیا کی عملداری حملہ عرب کے بعد بھی زندہ رہی اور نوین صدی عیسوی مین عروج پاکر قابل وقعت عملداری ہوگئی خلافت بغداد کے زمانہ انحطاط مین اسکو ترقی رہی لیکن گیارہوین صدی عیسوی مین ترکمان سلجوق نے اسکو غارت کیا۔ کچہہ لوگ بہاگے اور آرمینیا کوچک کی ریاست قائم کی لیکن چودہوین صدی مین یہہ بھی مٹ گئی۔ آرمینیا کے لوگون کی قومی زندگی باوجود اسکے کہ خود مختاری انکے ہاتہہ سے جاچکی تہی برقرار رہی اور جیسا کہ ترکونکی حکومت مین یونان والون کا حال تہا آرمینیون کا مذہب اور قومی کلیسہ بھی انکی حمیت اور آرزوؤن کا مرجع عام بن گیا۔ چنانچہ تاورنیر[1] نے گواہ اوسکے قول مین غمخواری نہین پائی جاتی آرمینیون کی نسبت لکہا ہے کہ "شاید بہت کم ارمنی ایسے ہون جو نفع دنیا کے خیال سے اسلام قبول کرتے ہون۔ لیکن عموماً وہ دنیا کے سب سے زیادہ ہٹیلے اور سرکش لوگون مین ہین اور تعصب کے اصولون مین سب سے بڑہکر مضبوط ہین"

جرجانی کلیسہ (جو چوتہی صدی عیسوی کے شروع مین قائم ہوا) یونان کے کلیسہ کی شاخ تہا چھٹی صدی عیسوی کے وسط سے جرجان کے بطریق نے خود مختاری حاصل کی لیکن جرجانی اور یونانی کلیسہ مین ہمیشہ تعلق رہا۔

خانہ جنگیون سے برباد ہوکر اور یونانیون۔ عجمیون عربون اور ترک و مغل کی متواتر یورشون کو سہکر جرجان کے بہادر باشندون کی تاریخ ایسی ہے جسمین بیرونی دشمنون سے معرکون کا ماننا

[1] تاورنیر (۱) صفحہ ۱۷۴۔

اور ملکی سرداروں کے نہایت سخت باہمی ہنگاموں کا سلسلہ مشکل سے ختم ہوتا ہے۔ البتہ دو ایک شاہان ذی قدر ان میں ایسے گذرے جنہوں نے اپنے عہد میں رعایا کے لیے چند روزہ امن پیدا کر دیا اور ملک کی بدرجۂ اوسط بد نظمی ہمیشہ کے آشوب کے مقابلہ میں زیادہ نمایاں ہوئی جرجانیوں کا شوق خود مختاری جو غیر کی حکومت کا متحمل نہ تھا بلا کی وحشت رکھتا تھا۔ چنانچہ جب مسلمان جو جرجان کے قریب رہتے تھے جرجانیوں پر حکومت قائم کرنے میں یا انکو اپنے دین پر لانے میں ناکام رہے تو اکثر اوقات مسلمانوں کا غصہ جرجان والوں پر ایسا اشتعال پذیر ہوا کہ دیوانگی کو پہونچ گیا۔ تبدیل مذہب کے معنی تھے ملکی آزادی سے محروم ہونا اور یہہ ہی خیال جرجانیوں میں تھا جو اس امر کی توجیہ کرتا ہے کہ جرجانی کلیسہ نے جسقدر مسیحی شہیدوں کے نام اپنی تاریخ میں درج کیے ہمعصر کلیسہ یونان ایسے ہی معزز ناموں کی کوئی فہرست ہمارے سامنے پیش نہیں کرتا۔

جس وقت تک جرجان پر غارتگر افواج مغل کا گذر نہ ہوا مسیحی دین بدستور قائم رہا۔ لیکن جب انکا خونخوار لشکر گرجاؤں اور خانقاہوں کو مسمار کرتا اور آدمیوں کی کھوپریوں کے منارے چنتا ہوا آگے بڑھا تو اسکے کوچ کے نشان جابجا نظر آوین تو اسوقت البتہ مسیحی دین بازی ہارنے لگا کیونکہ جرجانی مدت سے دینی ضروریات سے مہیا نہ رہے اور قسیس کی تعداد اور لیاقت میں کمی ہوگئی[۵۱]۔ ان واقعات کے بعد جو لوگ عیسائی مذہب پر قائم رہے انہوں نے قسیسوں کی تکلیفوں کو اسطرح اور بڑھا دیا کہ گرجاؤں اور خانقاہوں کی آمدنیوں کو اپنے نفع کے لیے استعمال کیا اور اسطرح مسیحی دین کے زوال میں اور عجلت پیدا کر دی[۵۲]۔

سنہ ۱۴۰۰ عیسوی میں تیمور کا حملہ جرجان کی مصیبتوں پر دوسرا قہر تھا جو سب سے بڑھ گیا۔ سکندر اول بادشاہ جرجان (۱۳۸۲-۱۴۱۴ء) نے اپنے عہد حکومت میں ملک کو خیروں کے

---

۵۱ یوسلین۔ صفحہ ۱۲۵۔ اس زمانہ میں جرجانی قومیں الغاز۔ جی خته۔ اوسیته۔ کباردس۔ اور کستیہ تھے مسیحی دین چھوڑ بیٹھیں۔ ۵۲ یوسلین صفحہ ۱۲۷۔

تسلط سے آزاد کیا اور مسلمانون کو جرجان سے نکال دیا۔ لیکن سکندر کے مرنے کے بعد جرجان کی سلطنت حصہ ہو کر چھوٹی چھوٹی عملداریون مین تقسیم ہو گئی۔ اور جسقدر ملکی آزادی انکے پاس رہ گئی اوسکو بھی ذرا ذرا کر کے ترکون اور عجمیون نے چھین لیا۔ مسلمانون نے جرجان کو ہمیشہ اپنے مقبوضات کا سرکش اور باغی حصہ سمجھا تھا جو ہمیشہ خفیف موقع پر بھی بغاوت اوٹھانے سے نہ چوکتا تھا۔ ترک و عجم دونون چاہتے تھے کہ جرجان کی رعایا کو مسلمان کر کے اپنا مطیع بنایا جاوے۔ قسطنطنیہ مین جب عیسوی سلطنت کا زوال ہوا۔ اور ایشیا کوچک مین ترکی قوت کو عروج ہوا تو اخلاط ارمنی اور دیگر اضلاع کے باشندون نے جو اخلاط ارمنی سے مغرب کی سمت مین آباد تھے اسلام قبول کیا۔[۱] ۱۰۷۹ء عیسوی مین دو جرجانی شہزادے جو بھائی بھائی تھے سفیر بنکر دو سو ملازمون کے ساتھ قسطنطنیہ مین آئے اور چھوٹے بھائی نے مع اپنے ساتھیون کے اسلام قبول کیا۔ جسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے منصب پر تصرف کرنا چاہتا تھا۔[۲] غرضہ کے بعد چند اضلاع جو جرجان کے وسط مین تھے فتح ہونے کے بعد ترکون کے قبضہ مین آ گئے اور وہان کے باشندون نے اپنے فاتحون یعنی مسلمانون کا دین قبول کیا۔[۳] اسی زمانہ سے سمنخی نے جو جرجان کا بالکل مغربی حصہ تھا سلطنت ٹرکی کو اپنا حاکم بالادست تسلیم کیا۔ والیان جرجان اور اوسکے باشندون کو ترکون نے مسیحی دین کی پیروی مین کامل آزادی دی۔ لیکن ۱۶۲۵ء مین جرجان کا فرمانروا خاندان اسلان ہو گیا اور رفتہ رفتہ اس ملک کے سرداروں اور امیرون نے بھی شاہی خاندان کی مثال کا اتباع کیا۔

عیسائی مذہب نے کسانون پر مدت تک اپنا قبضہ رکھا۔ لیکن جب سمنخی کے قسوس نے کارتلی کے بطریق کی اطاعت سے انکار کیا تو باشندون کی دینی ضروریات کے لیے جو سامان مہیا کیا جاتا تھا بند کر دیا گیا۔ جرجان کے بڑے لوگون نے مسلمان ہونے سے پہلے ہی گرجاؤن کے اوقاف کو لوٹنا شروع کر دیا اور مسلمان ہونے کے بعد قدرتی طور

---

[۱] یوسلئین۔ صفحہ ۱۴۳، [۲] کنتروس۔ صفحہ ۴۹۔ [۳] یوسلئین۔ صفحہ ۱۷۵۔

پر انہون نے گرجاؤن مین نذرین چڑہانی چھوڑدین - جب گرجا اور کنائس بوسیدہ ہوے تو انکی جگہہ مسجدین تعمیر ہوگئین[۵۱]

جرجان کا جو حصہ ترکون کے قبضہ سے بچا اُسنے فارس کی اطاعت قبول کی اور جسوقت تاورنیئر نے جرجان کے اس حصہ کو دیکہا تو اسکو معلوم ہوا کہ وہ دو عملداریون مین منقسم ہے جو سلطنت فارس کے مطیع ہین اور انپر دو جرجانی شہزادے فرمانروا ہین جنکو منصب حکومت کے لیے پہلے اسلام قبول کرنا پڑا[۵۲] ان شہزادون مین سے پہلا شہزادہ ظاریوج قسطنطین تہا جو سکندر دوم بادشاہ خیت کا بیٹا تہا - قسطنطین نے شاہ فارس کے دربار مین پرورش پائی تہی اور سترہوین صدی کے شروع مین وہین اسلام قبول کیا تہا[۵۳] - پہلا مسلمان بادشاہ کارتلی کا ظاریوج رستم (۱۶۳۴-۱۶۵۸ع) تہا - اسنے بہی فارس مین پرورش پائی تہی اور وہ خود اور اوسکے جانشین سترہوین صدی کے اختتام تک مسلمان رہے[۵۴]

تاورنیئر نے بیان کیا ہے کہ مسیحی دین کی باتون سے جرجان کے لوگ بالکل ناواقف ہین اور انکے قسیس جاہل اور شریر ہین - بعض افسران کلیسہ نے فی الواقع عیسائی ارمنون اور رکیون کو ترکون اور عجمیون کے ہاتہہ غلامی مین فروخت کر دیا[۵۵] - اس زمانہ سے جرجان مین مذہب عیسوی سے برگشتگی عام ہوگئی خاص کر اونچے لوگون مین جو دربار فارس مین رسوخ پیدا کرنا چاہتے تہے[۵۶] ۱۷۰۳ع مین کارتلی کا بادشاہ وختنگ پنجم مسیحی المذہب تہا - اوائل دور حکومت مین سات برس تک اصفہان مین قید رہا جہان بہت کوشش کی گئی کہ وہ مسلمان ہوجاوے مگر وختنگ نے کہدیا کہ تخت و تاج کو کفر کے بدلے مین خریدنے سے وہ حکومت سے محروم ہوجانا بہتر جانتا ہے - یہہ کہا جاتا ہے کہ اسکا جہوٹا بہائی اگرچہ جرجان کا وہ بطریق تہا لیکن

---

[۵۱] بروسے - حصہ ۲ - لوریزان صفحہ ۲۲۷ - ۲۳۵ - (ڈیسکرپسیون جیوگرافیق و لاجورجی بارے ظاریوج و کموخ صفحہ ۷۹ مطبوعہ سینٹ پیٹرزبرگ ۱۸۵۸ع) [۵۲] وی سکس وایجز صفحہ ۱۲۳ - [۵۳] یوسلئین صفحہ ۱۴۹ - [۵۴] یوسلئین صفحہ ۱۶۰-۱۶۱ [۵۵] تاورنیئر (۱) صفحہ ۱۲۴ - ۱۲۶ - [۵۶] تاورنیئر نے مسلمانون کی تعداد کا تخمینہ قریب بارہ ہزار کے کیا ہے - [۵۶] بروسے حصہ ۲ - لوریزان ۱ صفحہ ۱۸۵ - ۱۸۱ -

اسنے عیسائی مذہب ترک کرکے اسلام اس شرط پر قبول کیا کہ کارتلی کا تخت اسکو مل جاوے۔ اہل عجم نے اسکو شاہانہ اختیارات دیدیے لیکن جرجانیون نے اسکو اپنا حاکم ماننے سے انکار کیا اور عملداری سے اسکو باہر نکال دیا[۱]

اٹھارہوین صدی کے ختم کے قریب جرجان کے بادشاہ نے اپنی رعایا کو سلطنت روس کی حفاظت مین دیدیا۔ جس وقت تک جرجانیون پر مسلمان حملہ اور یورش کرتے تھے اُسوقت تک اہل جرجان کے جوش حمیت نے مسیحی دین کو اپنے مین زندہ و سلامت رکھا لیکن اب چونکہ بیرونی سلطنت جسنے انکی آزادی کو چھینا چاہا عیسائی مذہب رکھتی تھی تو کوہ قاف کے بعض شمالی اضلاع مین یہہ ہی جوش اس طرح صرف ہوا جس سے اسلام کا نفع مرتب ہوگیا۔ داغستان مین ایک درویش منصور نامی نے کوشش کی کہ قاف کی مختلف قومون کو روسیون کے مقابلہ کے لیے متحد کردے۔ منصور نے اسلام کا وعظ شروع کیا اور بوجیستان اور داغستان کے عیسائی شہزادون اور رئیسون کو مسلمان کرلیا جو آجتک مسلمان ہین۔ سرکیشیا کے بہت سے لوگون نے بھی منصور کا وعظ سنکر اسلام قبول کیا اور عیسائیونکی ماتحتی سے جلاوطنی کو بہتر جانا[۲] لیکن ۱۷۹۱ء مین منصور قید کیا گیا اور ۱۸۰۰ء مین آخرکار جرجان سلطنت روس مین شامل کرلیا گیا

[۱] اصلی دستاویزات متعلق امور دپلومیتک بین جرجان و فرانس۔ بادشاہ لوی چاردہم کے عہد سلطنت کے ختم کے قریب جنکو مسٹر بروسے خرد نے جمع کیا۔ تومہ ۹ صفحہ ۱۹۷۔ ۱۵۱۔ [۲] کلنزی صفحہ ۷۔ گارنے صفحہ ۱۹۴ ۱۸۶۴ء مین تقریباً پچاس لاکھ سرکیشی مسلمان سلطنت عثمانیہ مین چلے آئے۔

باب چہارم

افریقہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

افریقہ مین اسلام کا آغاز ۶۴۰ عیسوی سے ہوا جب کہ عمرو ابن العاص کی سرکردگی مین سپاہ عرب نے مصر پر چڑہائی کی - تین برس کے بعد روم کی عیسائی فوجین مصر سے اپس بُلائی گئین اور انکی علیحدگی نے عیسائیون کی کثیر آبادی کو اسلامی فاتحون کے حوالے کر دیا - مبارزان عرب کی جلد کامیابی زیادہ تر اس بات کا نتیجہ تھی کہ مصر کے عیسائیون نے اہل عرب کا خیر مقدم کیا تہا کیونکہ روم کی سلطنت سے انکو منافرت تہی نہ صرف اس باعث سے کہ انصرام عدالت مین سختی تہی بلکہ مذہبی عناد کی درشتی بہی اس نفرت کا خاص سبب تہا - مصر کے عیسائیون مین زیادہ تر یعقوبی مسیحی تہے اور انپر کلیسۂ یونان کے عیسائیون نے جو قیصر روم کے دربار مین سوخ رکہتے تہے ایسا ظلم کیا اور انکی توہین و تحقیر اس درجہ ہوی کہ آج تک انکی اولاد نے نہی ان بدسلوکیون کو فراموش نہین کیا ہے[۱] ان یعقوبیون مین سے کسی کو تو سخت اذیتین دی گئین اور کسی کو سمندر مین غرق کیا گیا - بہت لوگون نے اپنے بطریق کے ساتہہ جلاوطنی اختیار کی تاکہ ایذا رسانون کے پنجۂ عذاب سے چہوٹ جاوین اکثر نے اپنے اصلی عقائد کا اخفا اس غلط بیانی سے کیا کہ مجلس کلیسیدون کے عقیدے کو گویا انہون نے تسلیم کر لیا ہے[۲] - غرض مصر کے یعقوبی عیسائیون کو جبکا دوسرا نام قبطی ہے اسلامی فتوحات نے مذہب کی پیروی مین وہ آزادی بخشی جسکا تجربہ انکو ایک صدی سے نہین ہوا تہا - جس وقت انہون نے

---

[۱] ایلیونو صفحہ ۳ - قیصر مسیحیون کی نسبت کہا گیا ہے کہ اسنے وہ لاکہ قبطیون کو سکندریہ مین قتل کرایا اور قیصر کے جانشینون نے جو ظلم کیے انکی وجہ سے اکثر قبطیون نے صحرا مین پناہ لی - وانسلیبن "مصر کی موجودہ حالت" صفحہ ۱ مطبوعہ لندن ۱۸۵۶ء ۵۳ رفرود صفحہ ۱۹۱ -

جزیہ دیدیا تو عمرو ابن العاص نے گرجاؤن پر قطعاً مالک رہنے کی ان کو اجازت دی اور موضیعہ دینیہ مین انکو خود مختار کردیا۔ اور اسطرح عمرو نے یعقوبی عیسائیون کو حکومت سابقہ کی دست اندازی سے جو اُن پر سخت بار تھا نجات دی۔ اسلامی سالار لشکر نے کسی گرجا کے مال پر ہاتھ نہ ڈالا اور نہ کوئی کام غارتگری یا لوٹ کا کیا[۱]۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت کے ابتدائی زمانہ مین قبطیون کی حالت خاصی امن کی تھی[۲]۔ اور کوئی شہادت اس بات کی نہین ملتی کہ مسیحی دین سے برگشتہ ہوکر قبطیون کا کثرت سے مسلمان ہوجانا اسلامی حاکمون کے جور و عقوبت کا نتیجہ تھا۔ مسلمانون کی فتح ابھی نکیل کو نہ پہونچی تھی اور دارالحکومت اسکندریہ ابھی تک مقابلہ پر تھا کہ اکثر قبطیون نے اسلام قبول کرلیا[۳]۔ اور جو مثال ان لوگون نے قائم کی چند سال کے بعد دوسرون نے اسکی تقلید کی[۴]۔ حضرت عثمانؓ (۶۴۴-۶۵۵ع) کے دور خلافت مین جو محصول آتا تھا اُسکی رقم ایک کروڑ بیس لاکھ کی تھی۔ چند سال کے بعد یہ آمدنی پچاس لاکھ کی رہگئی جسکا سبب یہ ہوا کہ کثرت سے عیسائی مسلمان ہوگئے تھے۔ عمر ثانی یعنی عمر ابن عبدالعزیز (۷۱۷-۷۲۰ع) کے زمانہ مین اس آمدنی مین اور تخفیف ہوئی۔ یہانتک کہ گورنر مصر نے تجویز کی کہ آیندہ جو لوگ مسلمان ہون وہ جزیہ سے مستثنیٰ نہ کیے جاوین لیکن صاحبدل خلیفہ نے اس تجویز کی منظوری سے انکار کیا اور کہا "اگر کل عیسائی مسلمان ہوجاوین تو بھی مین خوش ہونگا۔ کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو آدمیون مین رسول کرکے بھیجا تھا نہ کہ محصولون کا جمع کرنیوالا"[۵]۔ پس فی الحقیقت مصر کے بہت عیسائیون نے مسیحی دین کو ایسی ہی بے پروائی اور عجلت سے ترک کیا جیسے چوتھی صدی عیسوی مین اسکو اختیار کیا تھا۔ چوتھی صدی عیسوی سے

[۱] یحییٰ نکیو کا یعقوبی بطریق (زمانہ۔ ساتوین صدی عیسوی کا اخیر نصف حصہ) صفحہ ۵۸۴۔ [۲] علامہ مقریزی کے قول کے مطابق فتح مصر کے تقریباً ستر برس بعد جو سختیان اور مالی نقصان قبطیون کو اٹھانے پڑے وہ ایسے ہین کہ نہ کورہ بالا زمانہ مین کو مورخ فون رائنکے کی طرح زیادہ مدت دینے کے ہم مجاز نہین۔ فون رائنکے لکھتا ہے "دو صدی کی نسبت ہمکو صاف شہادت ملتی ہے کہ حکومت عرب کے زمانہ مین صدیون تک جو فتح مصر کے بعد گذرین مصر کے باشندے بہت امن کی حالت مین تھے۔ (ویلنگٹن شنیے پانچوین جلد صفحہ ۱۵۳ چوتھی ایڈیشن) [۳] یحییٰ انکتوبی صفحہ ۵۶ [۴] یحییٰ انکیوی صفحہ ۵۶۰ [۵] اب بہت عرصہ گذرا جو ہوٹی عیسائی نے تاریخ عیسوی کو ورزندگی بخش اصطلاح کو ترک کیا اور مسلمانون کا مذہب جو خدا کی شمن ہے اختیار کیا اور ..... محمد کو فاضل نفرین دین کو قبول کیا۔ انہون نے ان بت پرستون (یعنی مسلمانون) کی غلطیون مین حصہ لیا اور عیسائیون کے خلاف ہتھیار اُٹھائے"۔ [۶] ڈوزی (۱) تومہ صفحہ ۲۲۵

پہلے وادی نیل کی آبادی کا مختصر حصہ مسیحی المذہب تھا لیکن قیصر روم دیوکلیشین کے ظلم سے مسیحی شہدا کو جو آزار پہونچے اور انکے معجزات کے قصون کا چرچا ہوا اور قومی حمیت جو حکومت غیر کے احکام سے مخالفت کا نتیجہ تھی پیدا ہوی اور انکو یقین ہوا کہ عیش و انبساط کی جنت اُن شہیدان مذہب کے لیے کھُلی ہے جنہون نے موذیون کے ہاتھون کے نیچے اپنی جانین کھوئین تو ایسا جوش پیدا ہوا کہ عیسائی مذہب بہت جلد ان مین رواج پاگیا۔ ایک مورخ لکھتا ہے "بجاے اسکے کہ وعظ و ہدایت سے جیسا کہ مشرق کے اور ملکون مین ہوا تھا مصر کے لوگ عیسائی کیے جاتے انہون نے عیسائی مذہب کو بیتابانہ جوش و خروش کی حالت مین بغیر وعظ سنے اور بغیر عیسوی دین مین تعلیم پائے اختیار کرلیا۔ نیے مذہب کا سوا اسکے انکو کچھ علم نہ تھا کہ یسوع مسیح کا نام جانتے تھے جو ہمیشہ کی خوشی اپنے معتقدین کو بخشتا ہے[۵۱]"

عیسائی مذہب کی نسبت خیال ہے کہ ساتوین صدی عیسوی مین مصر کی عامہ خلائق پر کم قدرت رکھتا تھا۔ دینیات کی اصطلاحین جنکو عیسائیان مصر کے سرگروہ حکومت روم کے خلاف نفرت و عناد کے ہیجان کے لیے استعمال کرتے تھے انکا مفہوم چند ہی لوگون کو معلوم تھا اور احتمال ہے کہ اہل عرب کے شروع زمانہ تسلط مین اسلام کے جلد شائع ہونے کی وجہ مسلمانون کی جانب سے اسی مخصوص کوششین نہ تھین جو مصر کے عیسائیون کو اس طرف متوجہ کرتین کہ انکے مذہب مین زیادہ مؤثر رہنے کی قدرت باقی نہین ہے۔ مذہبًا جس بنا پر یعقوبی عیسائی علیحدہ فرقہ کی حیثیت رکھتے تھے یعنی انکے مسائل دین جن پر ثابت قدمی کے لیے اسقدر مدت تک اور نقصان کے ساتھ انہون نے جدوجہد کی تھی ایسے مسائل پر مشتمل تھے جن مین علم حکمت کے دشوار خواص موجود تھے۔ اور کچھ شبہہ نہین کہ ان نامختتم مباحثون سے جو اُن کے چارون طرف برپا تھے حیران اور پریشان ہوکر عیسائیون نے ایسا مذہب اختیار کرلیا ہو جسکو توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے سادے اور سہل الفہم کلمۂ حق مین مختصر بیان کردیا گیا تھا۔ زمانۂ مابعد مین خود قبطی کلیسہ مین ایسی تحریک کے آثار دریافت ہوتے

---

[۵۱] کچھ شک نہین کہ شہیدون کی کثرت سے کل قوم کا حکومت غیر کے خلاف ایک طرح کے مقابلہ مین مصروف ہونا ظاہر ہوتا تھا۔ ایلیونو صفحہ ۵۸ - [۵۲] ایلیونو صفحہ ۵۷ - ۵۸ -

ہین جو قطعاً اسلامی نہ تھے تو اسلام سے اونکو قریب کا واسطہ ضرور رہتا۔ اور ایسی صورت مین جب کہ کئی اور مسیحی تارکین اس تحریک کا اظہار ہوتا موجود نہ تھا تو احتمال ہے کہ اس تحریک نے نومسلمون کی تعداد مین زیادتی پیدا کی۔ بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین سینٹ انتھونی کی خانقاہ مین (جو اطفیہ کے قریب دریای نیل پر تھی) ایک راہب گذرا جسکا نام بلوطس تھا۔ وہ شخص مسیحی عقائد کا عالم تھا اور خانقاہی مشرب کے فرائض مین اور کلیسہ کے آئین پر عبور رکھتا تھا لیکن شیطان نے اپنے جالون مین سے ایک جال مین اسکو پھانسا نعوذ باللہ اور اوسکے عقائد ان عقیدون سے مختلف ہوگئے جنکو تین سو اٹھارہ (یعنی مجلس نارسیا کے فیسون نے ہدایت کیا تھا۔ اس راہب نے ایسے لوگون مین سے جو ارتھودوکس مسیحی دین کا علم اور تعلیم نہ رکھتے تھے اکثر کی طبیعتون کو بگاڑ دیا۔ اوسنے کفر کی تقریرون مین اپنے ناپاک منہ سے یہہ کہا کہ ہمارا خداوند مسیح جسکو جلال ہوشل اور انبیا کے ایک نبی تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تیرا کیا دین ہے تو اسنے توحید کا معتقد اپنے تئین بتایا۔ بلوطس کے عقائد ایک زمانہ تک جو ۱۱۲۳ سنہ عیسوی مین ختم ہوا شائع رہے۔ اسکے بعد بلوطس مرگیا اور اسکی یاد ہمیشہ کے لیے قطع ہوگئی۔[۱]

مسیحی زندگی کا اصول جسکا اعلی سے اعلی ظہور نہایت مذموم قسم کی رہبانیت مین ہوا[۲] ایسا نہین تھا کہ اسلام کے فائق تر انسانی اخلاق کی موجودگی مین لوگون کو اپنی طرف رجوع کرتا[۳]۔ قبطیون کی نسبت جنہون نے وقتاً فوقتاً کثرت سے اسلام قبول کیا اہل اسلام کا خیال ہے کہ انکو اور عیسائی قومون کے مقابلہ مین اسلام کیطرف زیادہ میلان ہے۔ اگرچہ اکثر دفعہ قبطیون پر سخت ظلم وستم ہوے لیکن کہا جاتا ہے کہ جو قبطی جبر کے طریقون سے مسلمان کئے گئے انکی اعتقاد ایسے لوگون کے مقابلہ مین کم تھی جنہون نے برضا و رغبت مذہب تبدیل کیا[۴] اور اس زمانہ مین

---

[۱] ابوصالح (عیسائی) صفحہ ۱۶۳-۱۶۴ [۲] اسلیبنو صفحہ ۵۳-۵۴ و ۶۹-۷۰ [۳] ابوصالح نے چند راہبون کا ذکر کیا ہے جو مسلمان ہوے۔ یہہ رہبان غالباً اُن بت سے راہبون مین سے ہونگے جو مسلمان ہوے اور ابوصالح نے جنکا حال کچھ نہین لکھا۔ جن راہبون نے دیار کو نقصان نہین پہونچایا یا جو مسلمان ہوکر پھر عیسائی نہین ہوگئے انکا ذکر اس عیسائی مؤرخ نے نظر انداز کیا۔ (ابوصالح نے رہبان کے مسلمان ہونیکا ذکر ضمنی طور پر کیا ہے کیونکہ اسکا موضوع تحریر کنائس و ادیار کا حال ہے) صفحہ ۱۲۷-۱۲۸ [۴] لین صفحہ

بھی جبکہ اسلامی ملکونمین مصر کو سب سے زیادہ صلح کل ملک کہا جاتا ہے یہاں قبطیون مین سے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہین[۵۱]۔ مگر اسمین شبہہ نہین کہ قبطی عیسائیون کی تعداد کو کم کرنے مین ظلم اور سختیون نے بڑا حصہ لیا۔ اور یعقوبی کلیسہ مصر کی داستانِ الم کہ خود عیسائیون[۵۲] اور مسلمانون نے اوسپر کیا کیا ظلم کیے بہت دردناک ہے۔ اکثر عیسائیون نے بھاری محصولون اور ناقابل برداشت ذلتون سے بچنے کے لیئے اپنا مذہب چھوڑا۔ ان مصائب کے لحاظ سے جو فرق قبطیون اور شام اور فلسطین واندلس کے ہمعصر عیسائیون مین تھا اسکی تصریح خود قبطیون کی قوم کے سرکش خصائل سے ہوتی ہے سلطنت روم کی خود مختاری اور امور دینیہ مین اسکی مطلق العنانی نے قبطیون کے حامیون کو مضبوط فریق بنا دیا تھا جسکو اہل عرب کی غیر حکومت کا مطیع بننا بھی دیگر عیسائیون کی اطاعت کی طرح ناگوار تھا ۶۶۴ عیسوی مین قبطیون نے اسلامی حکومت سے بغاوت کی اور کچھ عرصہ کے بعد عربون کو اسکندریہ سے نکال دیا۔ اور شہر کے دروازے روم کی عیسائی سپاہ کے لیے کھول دیے مگر اس حال مین بھی انہون نے بدقسمت قبطیون کو اپنا دشمن تصور کیا۔ کیونکہ وہ اس بات کو نہین بھولے تھے کہ پہلے قبطیون نے مسلمان لشکر کشون کا خیر مقدم کیا تھا غرض یہہ پہلی بغاوت اُن مفسدون اور ہنگامون کے سلسلہ کی تھی جو قبطیون نے برپا کیے[۵۳]۔ ان ہنگامون کو محصول کی سختی سے اکثر اشتعال ہوا جنکی پاداش مین خوفناک سزائین انکو اُٹھانی پڑین اور مصر کے یعقوبی عیسائیون کی حالت ایسی شوار ہوگئی کہ قلمرو اسلامیہ کے کسی ملک مین کسی مسیحی قوم کی نہ تھی لیکن ایسے واقعات کا بیان مسلمانون کے ظلم و تعصب کی تاریخ سے واسطہ رکھتا ہے نہ کہ اس کتاب سے۔ بہرنہج یہہ فرض نہین کرنا چاہیے کہ قبطیون

---

۵۱ لوبکے (۱) پہلی جلد صفحہ ۳۰۲-۳۰۵ ۵۲ قبطیون کو محصول کی زیادتی کی شکایت پہلی دفعہ اُسوقت ہوئی جبکہ شمالی مصر کے عیسائی حاکم مینا س نے شہر اسکندریہ سے بجای بائیس ہزار طلائی سکون کے جنکو عمرو ابن العاص نے محصول قرار دیا تھا بتیس ہزار پیمانہ طلائی سکے وصول کیے (یحیی انکوی صفحہ ۵۸۵) ۔ نوذوسس (صفحہ ۱۶۸) لکھتا ہے کہ ارتھوذوکس فرقہ کے قصوں کا جب پہلے دورہ ہوا تو اسلامی فتوحات مصر کے منتشر ہوئے بعد قبطیون نے ان عیسائیون کے ہاتھون بھی وہی ظلم اُٹھائے جو مسلمانون نے کیئے ۵۳ مقریزی نے قبطیون کے پانچ اور ہنگامون کا ذکر کیا ہے جو سپاہ کی مدد سے فرو ہو سکے اور حکومت عرب کی پہلی صدی مین گذرے ۔ مقریزی (۲) صفحہ ۷۶-۸۲-

کی قوم کی حیثیت ہمیشہ مظلوم قوم کی رہی - بلکہ اسکے خلاف ایسے زمانے آئے کہ انکو ثروت ہوئی اور سلطنت کے مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوئے - سرکاری دفتروں میں معتمد اور محرر مقرر ہوئے ملک کے محصول کا ٹھیکہ انکو دیا گیا[۵۱] - اور بعض صورتوں میں انہوں نے دولت خوب جمع کر لی[۵۲] - قبطی کلیسہ کی تاریخ سے اکثر مثالیں مسیحی علما کی دریافت ہوتی ہیں جنہیں سلاطین مصر نے اپنے وقت میں بہت التفات ظاہر کیا - اور ان سلاطین میں سے اکثر کے دور حکومت میں عیسائیوں کو نہایت درجہ امن میسر رہا[۵۳] - مصر کے کلیسہ کا یہ زمانہ امن تھا کہ ایک واقعہ جس سے بہت عیسائی مسلمان ہو گئے پیش آیا -

سلطان صلاح الدین (۱۱۷۳-۹۳ء) کے عہد حکومت مصر میں اس صلح کل بادشاہ کے ظل حمایت میں عیسائی بہت خوش حال تھے - اُن پر جو محصول جاری ہوئے تھے وہ کم کر دیے گئے - اور بعض بالکل موقوف ہوئے - سرکاری دفتروں میں عیسائی ہجوم کر آئے اور معتمد - محاسب اور رجسٹرار کے عہدوں پر کثرت سے مقرر ہوئے - تقریباً ایک صدی تک سلطان صلاح الدین کے جانشینوں کے زمانہ میں عیسائیوں کو مذہبی آزادی اور سلاطین کا لطف ایسا میسر رہا کہ خدام کلیسہ کی خواری اور رشوت ستانی کے سوا انکو کسی بات کی شکایت نہ تھی - کلیسہ میں منصب فرونیتی کو بہت ترقی پکڑ گیا تھا - اور قسیس کا عہدہ جاہل اور شریر لوگوں کے ہاتھ بیچا جاتا تھا - اس منصب کے امیدوار باوجود لیاقت اور قابلیت کے اس وجہ سے علیحدہ رکھے جاتے تھے کہ قسیس کو اپنی تقرری کے وقت جو روپیہ دینا ہوتا تھا اسکو وہ ادا نہ کر سکتے تھے - نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں کی دینی اور اخلاقی تعلیم کی طرف سے بالکل غفلت ہونے لگی - اور مسیحی زندگی میں قابل افسوس تنزل ہوا[۵۴] - کلیسہ کی تخریب اس درجہ ہوئی کہ جب یحییٰ یعقوبیوں کا پیشوا قوان بطریق مرا اور سنہ ۱۲۱۶ عیسوی میں اسکی جگہ دوسرے آدمی کو منتخب کرنے کی ضرورت ہوئی تو اس موقع پر فریقان متقابل نے اپنے

---

[۵۱] رنوڈو صفحہ ۱۸۹ و ۳۷۴ و ۴۳۰ و ۵۴۰ - [۵۲] رنوڈو صفحہ ۶۰۳ - [۵۳] رنوڈو صفحہ ۳۴۳ و ۶۰۷ - سفرنامہ ناصر خسرو چاپ لس شیفر صفحہ ۱۵۵-۱۵۶ (مطبوعہ پیرس ۱۸۸۱ء) [۵۴] رنوڈو صفحہ ۲۱۲ و ۲۲۵ و ۳۱۴ و ۳۴۷ و ۵۴۰ و ۵۵۵ رنوڈو صفحہ ۳۸۸ -

اپنے امیدوار کی فضیلت حقوق مین تقریباً بیس برس تک سخت مجادلہ و مباحثہ رکھا اور اس رنج افزا فضیحت کا اور اپنے شرمناک منافقون کے مضر نتایج کا خیال نہ کیا بلکہ بیس برس تک سینہ زوری اور سگ طینتی سے اس حریفانہ شور و شغب کو قائم رہنے دیا۔ اکثر موقعون پر سلطان وقت نے کوشش کی کہ فریقین مین کسی طرح مصالحت ہوجاوے۔ عیسائیون نے تین ہزار اور پانچ ہزار اور دس ہزار اشرفیون تک بادشاہ کو رشوت مین دینی چاہین تاکہ رعب حکومت سے اُنکے امیدوار کا انتخاب ہوجاوے۔ لیکن سلطان نے انکار کیا بلکہ اس غرض سے کہ وہ اپنے جھگڑون کو کسی طرح طے کرلین اور آپس مین رضامند ہوجاوین سلطان نے وہ روپیہ بھی معاف کردیا جو نیے منتخب بطریق کو حسب دستور ادا کرنا ہوتا تھا۔ مگر یہہ سب کوششین عبث تھین۔ اس بیس برس کے عرصہ مین اسقف (بشپ) کے اکثر علاقے خالی ہوے۔ لیکن جو اساقف اور قسیس مرے انکی جگہ دوسرا آدمی مقرر نہ ہوسکا۔ سینٹ ماکاریوس کی خانقاہ مین فقط چار قسیس رہ گئے تھے حالانکہ اخیر بطریق کی زندگی مین اسّی قسیس سے زیادہ موجود تھے[۱]۔ مغربی علاقہ مطران کے عیسائین کی طرف سے ایسی غفلت ہوی کہ وہ سب مسلمان ہوگئے[۲]۔ مذکورہ بالا حالات کے سوای جنکو قبطی کلیسہ کے ایک مؤرخ نے تحریر کیا ہے ہمارے پاس اور کوئی ذخیرہ معلومات ایسا نہین جس سے خود اہل اسلام کے مساعی دریافت ہون جو انہون نے عیسائیون کو مسلمان کرنے مین صرف کیے۔ اسمین بہت کم شبہہ ہے کہ مسلمانون کی جانب سے اس قسم کی کوششین عمل مین آئین کیونکہ مذہبی مناظرون اور ادیان مقابل کے محاسن پر تحریری بحثون مین عیسائیون کا مصروف ہونا تحقیق ہوتا ہے[۳]۔ ان عیسائیون کا مذہب تبدیل کرنا جبر و اکراہ کی وجہ سے نہ تھا۔ کیونکہ

---

[۱] رنود و صفحہ ۵۶ و ۵۷، ۵۳ و ۵۴۔ [۲] ۵۷۵۔ [۳] و اسلیین صفحہ ۳۰۔ و اسلیین نے مختلف صورت حال مین ایک اور مثال جزیرہ قبرس مین قبطی کلیسہ کے تنزل کی بیان کی ہے۔ یہ کلیسہ پہلے یعقوبی بطریق (اسکندریہ) کے علاقہ مین تھا۔ ارثودوکس مسیحی قسوس جو قیصران روم کی امان مین تھے انہون نے یعقوبیون پر قبرس مین ایسے ظلم کیے کہ یعقوبی بطریق اپنے فرقہ کے قسوس کو اس جا پر آمادہ نہ کرسکا کہ وہ قبرس مین جاوین پس جسقدر قبط اس جزیرہ مین تھے انہون نے یا تو اسلام قبول کرلیا یا اس کلیسہ بدعتی کے عقیدہ کو یعنی ارثودوکس مسیحی مذہب کے) تسلیم کیا اور قبطیون کے یعقوبی گرجا جزیرہ قبرس مین بند کردیے گئے و اسلیین صفحہ ۳۱ [۴] رنود و صفحہ ۳۷

صحیح تاریخی شہادت ملتی ہے کہ جس زمانہ مین بطریق کا منصب خالی پڑا رہتا تو عیسائیون کو اپنے مذہب کی علانیہ پیروی مین تمام وکمال آزادی تھی۔ اورانکو اجازت تھی کہ گرجاؤن کی مرمت کرین بلکہ نیے گرجا بھی تعمیر کرین۔ جو قیدین اُنپر ایسی تھین کہ گھوڑون اور خچرون پر سوار نہون اُن سے بھی اُن کو آزاد کر دیا تھا۔ رہبان و قسیس جزیہ سے بری ہوے اور خاص اختیارات بھی انکو ملے[۵۱]

یہہ بات بتانی مشکل ہے کہ مذکورۂ بالا واقعہ (جس مین منصب بطریق خالی رہا) کس حد تک قبطی عیسائیون کے مسلمان ہونیکا باعث ہوا۔ مسیحی دین کیطرف سے ایسی غفلت کی مثال دوکپاچی مشنریون نے بیان کی ہے جنہون نے سترہوین صدی عیسوی مین دریاے نیل کے کنارے لکسر تک سفر کیا۔ ان مشنریون کو دریافت ہوا کہ لکسر کے قبطیون مین کوئی قسیس موجود نہین ہے اور اُن مین سے بعض لوگون کو پچاس برس ہونے آیے ہین کہ انہون نے رسم اقرار نہین ادا کی اور مسیحی عشا مین شریک نہین ہوے[۵۲]۔ پس ایسی حالت مین قبطی عیسائیونکی تعداد مین کمی کا پیدا ہونا آسانی سے سمجھ مین آسکتا ہے۔

اسی طرح کی غفلت سے ملک نوبیہ کا کلیسہ مسیحی مذہب مین نہ رہا۔ یہہ کلیسہ اسکندریہ کے بطریق کو اپنا افسر کہتا تھا جیسا کہ حبش کے باشندے آج تک اس بطریق کو اپنا سردار مانتے ہین۔ چھٹی صدی عیسوی کے وسط مین نوبیہ کے لوگون نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ جب عربون نے مصر فتح کیا تو یہہ ملک خود مختار رہا۔ نوبیہ کے لوگون اور عربون مین ایک عہدنامہ ہوگیا تھا جسکے بموجب ہر سال تین سو کالے غلام دس بندر اور ایک زرافہ نوبیہ کے لوگ عربون کو بھیجتے تھے اور عرب اسکے معاوضہ مین غلہ و روغن اور کپڑے روانہ کرتے تھے۔ خلیفہ معتصم (۲۱۸-۲۲۷ھ ۸۳۳-۸۴۲ع) نے اپنے عہد حکومت مین نوبیہ کو سفارت روانہ کی تاکہ اس عہدنامہ کی تجدید ہو۔ نوبیہ کا بادشاہ دارالخلافہ مصر مین آیا۔ بہت تزک و احتشام سے

---

۵۱ رنوڈو۔ صفحہ ۵۷۵ - ۵۲ رلاسیون دوویاں دوسعید فیت این ۱۶۶۸ یا پیرودتے اے چال فرانسوی دوریان صفحہ ۳۰۔ (یتونو۔ دوسری جلد)

اوسکا استقبال ہوا اور بیشبہا تحائف دیکر رخصت کیا گیا[۵۱] بارہوین صدی عیسوی مین نوبیہ کے کل باشندے عیسائی مذہب رکھتے تھے[۵۲]۔ اور باوجود متعدد غریستون کے جو مصر سے روانہ کی گئین وہ بدستور خود مختار رہے[۵۳]۔ ۱۲۷۵ء مین بادشاہ نوبیہ کے بھتیجے نے سلطان مصر سے کچھہ سپاہ طلب کی تاکہ چچا سے بغاوت کرنے مین مدد ملے۔ چنانچہ اس سپاہ کی مدد سے بھتیجے نے چچا کو تخت سے اوتار دیا اور کمک کے معاوضہ مین ملک نوبیہ کے دو شمالی صوبجات سلطان مصر کے نذر کرنے پڑے۔ چونکہ ان صوبون کے باشندون نے اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہا اس لیے فی کس ایک دینار کا سالانہ محصول اُنپر جاری ہوا[۵۴]۔ لیکن مسلمانون کی یہہ حکومت عارضی تھی کیونکہ صوبجات مفوضہ کے لوگ پھر جلد خود مختار ہو گئے[۵۵]۔

چودھوین صدی عیسوی کے اخیر نصف حصہ مین ابن بطوطہ[۵۶] نے لکھا ہے کہ نوبیہ کے باشندے اسکے زمانہ تک عیسائی تھے۔ سلطان ناصر کے عہد مین (جس سے غالباً ناصر ابن قلاون سے مراد ہے جو مصر کے سلاطین مملوک مین سے تھا اور جس نے ۱۳۴۰ء مین انتقال کیا) نوبیہ کے خاص شہر ڈنگولہ[۵۷] کا بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا۔ مسلمانون نے نوبیہ پر پندرھوین صدی تک اکثر معرکے کیے۔ لیکن دریای نیل کے پہلے آبشار سے آگے جہان انکا اخیر قلعہ تھا وہ اپنی فتوحات کو ترقی نہ دے سکے[۵۸]۔ حالانکہ عیسائی مذہب کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیل کے کنارے جنوب مین سنار تک شائع ہو گیا تھا۔ لیکن احتمال یہ ہے کہ نوبیہ مین اسلام کی ترقی مسلمان تاجرون اور اور لوگون سے جو وہان آمد و رفت رکھتے تھے

---

۵۱ کرونین دے مگل لے گرانڈ صفحہ ۲۷۰-۲۷۳ ۵۲ ادریسی صفحہ ۳۲ ۵۳ مقریزی (۲) قوم دوم حصہ صفحہ ۱۳۱ ۵۴ مقریزی صفحہ ۱۲۸-۱۳۰ ۵۵ برخارت (۱) صفحہ ۴۹۲ ۵۶ برخارت۔ چوتھی جلد صفحہ ۲۹۶ ۵۷ سلاتین بابشنائی کیے واقعہ بیان کیا ہے جو ڈنگولہ کے عربون مین مشہور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اوع بونگ کسنی رگ نی اس شہر کو بنایا تھا اور اسکا نام بھی اپنے نام پر رکھا تھا۔ (لیکن یہ بات نہین ہے کیونکہ قدیم مصر کے زمانہ مین یہ شہر موجود تھا چنانچہ مصر کی قدیم کتبون مین اسکا ذکر ہے۔ (دیکھو وہ مین دی سن مارٹن دوسری جلد صفحہ ۸۵) اع بونگ کی قوال کے مطابق انکا موث اعلی ڈنگل اگرچہ بتلایا مین غلام تھا لیکن ترقی کر کے وہ نوبیہ کا بادشاہ ہوا مگر یہ فیصلہ قطعی الطرفین کا بیان کرتا ہے اس لطرفین کا علاقہ سارس اور دریا کے موجودہ شہرون کے بیچ مین واقع تھا۔ (سودان مین آگ اور تلوار صفحہ ۱۳) مطبوعہ لندن ۱۸۹۶ء عیسوی۔

---

۵۸ ابن سلیم الاسوانی۔ منقولہ مقریزی۔ کتاب الخطط۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۱۹۰۔

ہوتی رہی۔ (پندرہوین صدی عیسوی کے شروع زمانہ مین) علامہ مقریزی نے اشاعت مذہب کے لطیف واقعات مین سے جنکو مصنفین عرب شاذ لکھتے ہین ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ اس واقعہ کا راوی ابن سلیم الاسوانی ہے اور واقعہ دلچسپ ہے کیونکہ اوسمین ایک داعی اسلام کا نقشہ جبکہ وہ تبلیغ مین مصروف تھا موجود دکھایا گیا ہے۔ جس نومسلم کا ذکر اس قصہ مین ہے اگرچہ پہلے وہ عیسائی نہ تھا اور نہ نوبیا کا رہنے والا تھا تاہم اوس سے اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ پندرہوین صدی مین اسلام قبول کرنیکا واقعہ نوبیہ مین پیش آیا۔ ابن سلیم نے بیان کیا کہ ایک دفعہ نوبی سردار مقرہ سے اسنے ملاقات کی۔ مقرہ نے کہا کہ وہ ایک ایسے ملک سے آتا ہے جو دریای نیل سے تین مہینے کی مسافت پر ہے جب اُسکے مذہب کی نسبت سوال کیا گیا تو اوسنے جواب دیا کہ میرا خالق اور تیرا خالق خدا ہے۔ موجودات عالم کا اور انسان کا پیدا کرنیوالا ایک ہے اور اوسکے رہنے کی جگہ آسمان پر ہے"۔ جب کبھی مینہ نہین برستا یا ہم مین یا ہمارے مویشیون مین وبا پھیلتی ہے تو ہمارے ملک والے ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ جاتے ہین اور وہان خدا سے دعا مانگتے ہین۔ خدا ہماری دعاؤن کو قبول کرتا ہے اور ہم پہاڑ سے اُترنے نہین پاتے کہ ہماری ضروریات مہیا ہوجاتی ہین۔ جب مقرہ نے تسلیم کیا کہ خدا نے کبھی کوئی نبی اُن پاس نہین بھیجا تو ابن سلیم نے اسکے سامنے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ کس طرح خدا کی مدد سے وہ معجزات کے قابل ہوے مقرہ نے جواب دیا۔ "انہون نے جب یہ معجزت کیے تو ضرور سچائی انکے ساتھ تھی۔ اگر انہون ایسا کیا تو اُن پر مین یقین کرتا ہون"[1]

نوبیہ کے لوگ بہت عرصہ مین اور بتدریج عیسائی مذہب سے اسلام کی طرف آیے۔ انکے کلیسہ کی روحانی زندگی نہایت ادنی ہوگئی تھی اور چونکہ اصلاح مذہب کی کوئی تحریک اُن مین پیدا نہین ہوی اور اپنے ملک کی حدود سے باہر تمام کلیسیاؤن سے اُنکا تعلق قطع ہوگیا

[1] مقریزی کتاب الخطط پہلی جلد صفحہ ۱۹۳۔

اس لیے یہ مقتضای قدرت تہا کہ روحانی شوق کی تسکین کے لیئے وہ اسلام کو تلاش کرتے جسکے پیرو مدت سے شاہد چلے آتے تہے کہ اسلام اُن مین زندہ قوت ہے اور ایسا دین ہے جس نے نوبیہ کے باشندون مین سے بھی بعض کو اپنا معتقد کیا ہے۔ سنہ ۱۵۲۰ء سے سنہ ۱۵۲۶ء تک ایک پرتگیزی پادری نے حبشہ مین سفر کیا اور ہمارے علم کے لیئے ایک کیفیت اُس وقت کی لکھہ گیا جس مین نوبیہ کے لوگ انقلاب مذہب کی حالت مین تھے۔ اس شخص نے لکھا ہے کہ نوبیہ کے رہنے والے نہ عیسائی تہے نہ یہودی نہ مسلمان۔ یہہ لوگ بغیر دین و آئین کے رہ گئے تہے مگر اس حال مین بہی "انکو عیسائی بننے کی آرزو تہی" اپنے قسیس کی غلطیون سے وہ جہالت مین ڈوب گئے تہے۔ اور اب اُن مین اسقف اور قسیس کوئی باقی نہ تہا۔ پس انہون ایک سفارت جس مین چہہ آدمی تہے حبش کے بادشاہ کے پاس روانہ کی اور درخواست کی کہ رہبان اور قسیس انکی تعلیم دین کے لیئے بھیجے جاوین۔ لیکن بادشاہ نے یہ درخواست اس بنا پر منظور کی کہ بطریق اسکندریہ کی بلا اجازت وہ ایسا نہین کرسکتا۔ اور چونکہ اس سے اجازت حاصل نہ ہوسکی اس لیے بدقسمت سفیر اپنے ملک کو نامراد واپس آئے[۵۱]۔ اسی پرتگیزی کو ایک عیسائی سے جسنے نوبیہ مین سفر کیا تہا یہ خبر ملی کہ اسکے زمانہ سفر مین ڈیڑہ سو گرجا اس ملک مین موجود تہے۔ اور ہر گرجا مین مسیح مصلوب اور مریم عذرا اور اور مسیحی اولیا کی تصویرین دیوارون پر نظر آتی تہین تمام قلعجات مین جو ملک مین جابجا تہے گرجا موجود تہے[۵۲]۔ سترہوین صدی کے ختم ہونے سے پہلے عیسائی مذہب نوبیہ سے بالکل مفقود ہوگیا جسکی وجہ تہی کہ "قسیس نہ تہے" لیکن گرجا جو بنے پڑے تہے ابہی تک ملک مین موجود تہے[۵۳]۔ نوبیہ کے لوگ اسلام کے قوی اثر سے مغلوب ہوکر مسلمان ہوگئے اور بلاشبہہ ایسے مسلمانون کی داعیانہ کوششون نے

---

۵۱ الدرلی کے لارڈ سٹینلی فی الوارز کی ترجمہ مین جسکو پرتگیزی زبان سے لارڈ موصوف نے کیا بادشاہ حبش کا جواب اسطرح بیان ہوا "انہی سفیرون سے کہا کہ خود میری ملک مین (یونانی اسلامی ملک سے) آئی ہین یعنی بطریق اسکندریہ انکو روانہ کرتا ہے..... پس ایسی حالت مین جبکہ یہ لوگ اوروں کے بھیجے ہوئے اس ملک مین آئی ہین تو وہ دوسرون کے پاس رہبان اور قسیس کیسے بھیج سکتا ہے صفحہ ۵۲ مطبوعہ لندن

۵۲ "پرتگیز یسوعی کی خدمت مین حبشہ کا سفر" مصنفہ فرانسیسکو الوارز (سنہ ۱۵۲۰ سے ۱۵۲۷ء) رامیوسیو۔ تومہ ۱ صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵)

۵۳ وانسلیبن صفحہ ۳۰۔

بھی جو صدیون پہلے سے اس ملک مین سیر و سفر کیا کرتے تھے اس نتیجہ کو زیادہ تر پیدا کیا۔
نوبیہ کے شمال مین مصر تہا جہان سے اہل عرب نے منبع نیل کیطرف بڑہ کر دریا کے کنارون تک
حکومت قائم کی تہی[۵۱] جنوب مین بلیو قوم کی اسلامی عملداری تہی جو نوبیہ کو حبش کے ملک
سے جدا کرتی تہی — سولہوین صدی کے شروع مین بلیو کی قوم باوجود مسلمان ہونے
کے حبش کے عیسائی بادشاہ کی معاون و باجگزار تہی[۵۲] — اور اگر یہ قوم وہی ہے جسکو بلیون
لکہا گیا ہے اور جسکا حال بارہوین صدی عیسوی مین مؤرخ ادریسی نے لکہا ہے کہ وہ اپنی ہمسایہ
قوم باجا کے ساتہہ (جسکو جزیرہ میرو کا باشندہ کہا گیا ہے) یعقوبی مذہب کہتی تہی[۵۳] تو احتمال
ہے کہ قوم بلیون باجا کی قوم سے صرف چند سال پہلے مسلمان ہوی۔ باجا کے لوگ فنج کی
اسلامی عملداری مین اسوقت شامل کر لیے گئے جب ۱۴۹۹ء اور ۱۵۳۰ء عیسوی مین اس عملداری
نے جنوب سے لیکر نوبیہ اور حبشہ کی سرحد تک اپنی فتوحات کو ترقی دی اور سنار کی بردست ریاست
قائم کی۔ جسوقت احمد گراگنی کے لشکر نے حبشہ پر چڑہائی کی اور جنوب سے شمال کی طرف ملک کے
بیچ سے رستہ کرتا ہوا انکلا تو ۱۵۳۴ء مین احمد کا لشکر اور سلطان ماسیگا یا مازاگا کی سپاہ ایک
جگہہ مل گئی۔ مازاگا کے ملک مین بہی جو حبشہ اور سنار کے وسط مین واقع تہا اسلامی عملداری تہی
لیکن وہ حبشہ کی باجگزار تہی سلطان مازاگا کے لشکر مین پندرہ ہزار نوبی سپاہی تہے اور جو کیفیت
انکی بیان کی گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمان تہے[۵۴] — نوبیون کے تبدیل مذہب
کا حال جو اوپر بیان ہوا جستہ جستہ ہے اور کافی نہین لیکن جسقدر حالات انکی خود مختارانہ خصلت
و جبلت اور استحکام مذہب کے متعلق تحقیق ہوتے ہین کہ جبتک عیسوی مذہب اُن مین زندہ رہا
وہ اوسکے کیسے پابند رہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انکا مذہب تبدیل کرنا اپنی رضا و رغبت سے
عمل مین آیا۔ جبر و اکراہ سے وہ کبہی اسلام قبول نہ کرتے۔

اب ہم حبش کے باشندون مین اسلام کی تاریخ بیان کرتے ہین۔ حبش کے لوگون نے
نوبیون سے دو صدی پہلے عیسائی مذہب اختیار کیا تہا۔ اور نوبیون کی طرح یعقوبی کلیسہ کے

---

[۵۱] بخارات (۱) صفحہ ۱۳۳ [۵۲] الوارد صفحہ ۲۵ [۵۳] ادریسی صفحہ ۳۲ [۵۴] زقلینی — صفحہ ۵۷ اور غیرہ وغیرہ۔

پیرو تھے۔

بحیرۂ احمر کی سمت سے جسکے مغربی سواحل حبش کی سلطنت مین شامل تھے اہل عرب کے گروہ وطن چھوڑکر حبشہ مین داخل نہین ہوے بلکہ جب ملک عرب مین اسلام شائع ہوگیا تو صدیون کے بعد یہ واقعہ پیش آیا دسوین صدی عیسوی تک صرف چند اسلامی خاندان تھے جو حبش کے ساحلی شہرون مین آباد ہوے۔ لیکن بارہوین صدی عیسوی کے خاتمے پر ایک مسلمان خاندان کے قائم ہونے سے سلطنت حبش کے چند حصہ جو ساحل بحر احمر پر تھے اسکے قبضہ سے نکل گئے۔ ۱۳۰۰ عیسوی مین ایک داعی اسلام جسکا نام ابو عبداللہ محمد تھا حبشہ مین پہنچا اور لوگون کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی۔ دوسرے برس ولاکہ آدمیون کی سپاہ سے حاکم امہرہ پر کئی دفعہ حملہ کیا[۱] چودھوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر خانہ جنگیون کی وجہ سے ملک پر آشوب ہوا۔ چنانچہ عربون کی بستیان جو بحیرۂ احمر کے مغربی کنارون پر تھین کل ساحل کی مالک بن گئین اور حبش والون کو ملک کے وسط مین ہٹا دیا۔ سولھوین صدی کے شروع زمانہ مین اول کی زبردست اسلامی عملداری جو حبش کی حدود اور بحیرۂ احمر کی جنوبی حد کے درمیان واقع تھی اور اور کئی ریاستین عیسوی سلطنت حبشہ کی سخت دشمن تھین لیکن ایسی صلح پسند ریاستین بھی موجود تھین جو پریسٹر یحییٰ یعنی حبش کے بادشاہ کی معاون اور باجگزار تھین۔ مثلاً ماسوہ مین ایسے عرب تھے جو حبشی سردارون کے گلون کو چراتے تھے۔ یہہ حبشی سردار تیس تیس چالیس چالیس کے غول مین مع اہل وعیال کے خانہ بدوش رہتے تھے۔ اور ہر غول کا ایک عیسائی "سالار" ہوتا تھا[۲] بعض مسلمانون کا ذکر ہوا ہے کہ بادشاہ حبش کی ملازمت مین تھے اور بادشاہ نے انکو بڑے عہدون پر مقرر کیا تھا[۳] ان مسلمانون مین سے بعض تو اسلام پر ثابت قدم رہے اور بعض نے ملک کے دین مروجہ (یعنی عیسائی مذہب) کو اختیار کرلیا۔ یہ بات معلوم کرنی دشوار ہے کہ یہہ اسلامی گروہ کس مراد سے سلطنت حبش کے باجگزار تھے۔

---

[۱] مقریزی۔ (۲) توم ۲۔ ۲ سرحصہ صفحہ ۱۸۲ [۲] الوارز (رہوسو۔ توم ۳ صفحہ ۲۱۸ و ۲۴۲ و ۲۴۹) [۳] نرطینی صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۸۲

ادیا کے مسلمان علاوہ خراج کے بادشاہ حبش کو ہر سال ایک بن بیاہی جوان عورت بھیجتے تھے جو عیسائی کرلی جاتی تھی - یہہ رسم ایک قدیم عہدنامہ کے بموجب جاری تھی اور بادشاہ نے ہمیشہ خیال کیا کہ مسلمان اس رسم کے پابند رہین کیونکہ بادشاہ اُن سے زبردست تھا" علاوہ اسکے مسلمانون کو ہتیار رکھنے اور لباس جنگ پہننے کی ممانعت تھی اور حکم تھا کہ اگر گھوڑون پر سوار ہون تو زین نہ لگائین - مسلمان کہتے تھے کہ ان احکام کی ہمنے ہمیشہ پابندی کی ہے تاکہ بادشاہ ہمکو قتل نہ کرے اور ہماری مسجدون کو جلا نہ دے - ہر برس حبشہ کا بادشاہ جوان عورت کے لیے اپنے آدمی بھیجتا ہے - ہم اس عورت کو لیجاتے ہین اور غسل دیتے ہین اور بستر پر لٹا کر اسکو چادر سے ڈھک دیتے ہین - تب ہم دعائیں پڑھتے ہوئے حومیت کی گود تک ہین اسکو گھر کے دروازہ تک لیجاتے ہین اور پھر بادشاہ کے آدمیون کے حوالے کر دیتے ہین اور یہی کیا ہمارے آبا نے اور ہمارے اجداد نے ہمسے پہلے[۵۱]

مسلمانون کی باجگزار ریاستین خاصکر نشیبی ملک مین تھین اور یہہ نشیبی ملک سلطنت حبش کی شمالی سرحد بحیرۂ احمر سے مغرب کی سمت مین سنار تک قائم کرنا تھا[۵۲] اور جنوبی سمت مین حبش کے جنوب مشرق تک پھیلا ہوا تھا[۵۳] - اس بات کا فیصلہ قیاس پر مبنی ہے کہ ان ریاستون کے مسلمانون نے جو عیسائیون سے ملاپ رکھتے تھے عیسائیون پر کیا اثر پہونچایا اور اوس زمانہ مین بھی موجودہ صدی کی طرح انھون نے عیسائیون کو مسلمان کیا یا نہین - مگر یہ بات یقینی ہے کہ جب ۱۵۲۸ء سے ۱۵۴۳ء تک اول کے خود مختار بادشاہ احمد گراگنی نے (جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ آنجو کے قسیس کا بیٹا تھا اور اس قسیس نے ترک وطن کر کے آدیون کے ملک مین اسلام قبول کیا[۵۴]) ملک حبش پر چڑھائیان کین تو اکثر حبشی سردار اپنے متعلقین سمیت احمد کے فتحمند لشکر کے ساتھ ہو کر مسلمان ہو گئے - اور گو بعض اضلاع کے عیسائیون نے

---

۵۱ نزطینی - صفحہ ۱۲۷ - ۵۲ نزطینی صفحہ ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۵۳ نزطینی - صفحہ ۱۱ و ۱۴ و ۵۲ و ۱۲۷ -

۵۴ پلاوڈن - صفحہ ۳۶ -

جزیہ دینا مناسب سمجھا[۱]۔ مگر اور عیسائیون نے فاتحون کا دین قبول کر لیا[۲]۔ ایک ہمعصر مؤرخ لکھتا ہے کہ بعض صورتون مین یہ تبدیل مذہب خوف کا نتیجہ تہا۔ اور اونکی طرف سے شبہہ تہا کہ وہ سچے دل سے مسلمان ہوے ہین یا نہین[۳]۔ لیکن ظاہر یہ کیفیت عام نہ تہی بلکہ اکثر اضلاع مین عیسائی اس کثرت سے مسلمان ہوے کہ اسلام قبول کرنا ملک مین عام تحریک نظر آئی۔ مسیحی سردار جو مسلمان ہوے انہون نے بلا شبہہ اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ اور اس غرض سے کہ انکے ماتحتین بھی انکی تقلید کرین انہون نے صرف اپنے ذاتی رسوخ اور ترغیب کی تدبیرون سے کام لیا ہوگا۔ یہہ کہا گیا ہے کہ بعض مسیحی سردار اپنے مذہب سے بہت ناواقف تہے[۴] اور اس لیے تبدیل مذہب انکے لیئے زیادہ دشوار کام نہ تہا۔ اس طرح کے تبدیل مذہب مین وہ مسلمان سردار زیادہ ممد و معاون ہوے جو بادشاہ حبش کی ملازمت مین داخل ہو چکے تھے اور ایسے عیسائیون نے بھی جو سابق مین مسلمان تہے اس کام مین مدد دی اور مسلمانون کی لشکر کشی کے وقت موقع پایا کہ عیسائی مذہب اور عیسائی بادشاہ کی اطاعت کو فوراً ترک کر کے پہر مسلمان ہو جاوین[۵]۔

اس قسم کے لوگون مین سے ایک سردار نے ۱۵۳۱ عیسوی مین احمد گراگنی کے نام مفصلۂ ذیل خط لکھا "مین پہلے مسلمان تہا۔ لوگ مجہہ کو قید کر کے لیگئے اور زبردستی عیسائی کر لیا۔ لیکن ہمیشہ مین دل سے اسلام کا پیرو رہا اور اب مین تیرے اور دین محمدی کے قدمون مین اپنے تئین ڈالتا ہون۔ میرے اقرار کو تسلیم کر اور جو کچہہ گذرا اسکو فراموش کر کیونکہ اب مین تجہہ پر اور اپنے خدا پر لوٹتا ہون۔ جو سپاہی میرے تحت مین ہین وہ بادشاہ حبش کے ہین لیکن مین احتیاط سے اور رفتہ رفتہ انکو مسلمان ہونے کی ترغیب دونگا"۔ غرض جو سپاہ اس سردار کی ماتحت تہی اُسکے بڑے حصہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اور کہا گیا ہے کہ یہہ لوگ

[۱] نرظینی صفحہ ۱۵۵-۱۶۶ و ۱۷۲ [۲] نرظینی۔ پاسم [۳] نرظینی صفحہ ۷۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۱۱۳ [۴] نرظینی صفحہ ۷۴ [۵] نرظینی صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۹ و ۱۱۷ و ۱۶۹

عورتون اور بچون سمیت بیس ہزار تھے[۵۱]

حبش کے لوگون نے پرتگیزون کی مدد سے اسلامی فاتحون کے جوے کو اُتار پھینکا اور ۱۵۴۳ء عیسوی مین احمد گراگنی بھی مارا گیا۔ بہرحال ملک حبش مین اسلام کے قدم جم گئے تھے اور سولھوین صدی کے باقی حصہ اور سترہوین صدی مین ملکی معاملات کی برہم حالت نے یہ رفع دیا کہ اسلام ملک مین قائم رہے مسیحی کلیسہ آپس کی لڑائیون مین مصروف تھے اور ایسے مذہب کی طرف جو دونون کا دشمن تھا توجہ نہ کر سکے۔ فرقہ یسوعی اور جاتلیق کے مشنریون کی کامیابی نے جو حبش والون کو اپنے مذہب مین شامل کرتے جاتے تھے اور معاملات نظم ونسق ملکی مین پرتگیزون کے دخل نے حبش کے عیسائیون مین ان لوگونکی مخالفت کا سخت جوش پیدا کر دیا۔ اور فی الواقع باہمی عناد کو اسقدر ترقی ہوی کہ بعض حبشی سردارون نے صاف کہ دیا کہ پرتگیزون سے اتحاد رکھنے کی جگہ وہ کسی مسلمان بادشاہ کی اطاعت قبول کرلین گے[۵۲] مذہب کے بچاؤ اور ملک کی حمایت مین یہ تحریک پیدا ہو کر ایسی عالمگیر ہوئی کہ ۱۶۳۲ء کے قریب حبش کے لوگون نے پرتگیزون اور غیر ملک کے عیسائیون کو اپنے ملک سے خارج کیا۔ اس واقعہ کے بعد حبش کی حالت بہت جلد ایسی خطرناک برہمی اور بدنظمی کی ہوگئی کہ قوم گالا کے چند گروہون نے اوس سے نفع اُٹھایا اور حبش کے بالکل وسط مین پہونچ گئے جہان انکی بستیان ابتک موجود ہین۔

مذکورۂ بالا زمانہ مین جو ترقی اسلام کو ہوی اسکا اندازہ سترہوین صدی کے ایک سیاح کی تحریر سے ہوتا ہے۔ یہ شخص لکھتا ہے کہ اوسکے وقت مین پیروان اسلام حبش کے کل ملک مین موجود تھے اور انکی تعداد کل آبادی کا تہائی حصہ تھی[۵۳] اٹھارہوین صدی مین دریافت ہوتا ہے کہ اسلام نے اس طریقہ سے برابر ترقی کی کہ خاص خاص لوگون نے جابجا اسلام

---

۵۱ رظفی صفحہ ۷۶، ۷۷، ۵۲ بوبی لوفی اومنم ہسٹوریم ایتھیوپیکام کمنتاریوس صفحہ ۲۷۴ (مطبوعہ فرینکفرٹ ۱۶۹۱ء) ۵۳ استیورے لاوت ایتیوپے پارمانورل دالیہ ا صفحہ ۷۔ (تیونو۔ دوسری جلد)

قبول کیا۔ چونکہ ملک مین مضبوط ملکی نظم باقی نہ رہا تھا اس لیے چھوٹے چھوٹے خود مختار سردارون کو قوت ہوگئی اور باوجود اس امر کے کہ والیان حبش کو آئین سلطنت کی رو سے عیسائی مذہب کا پیرو ہونا لازم تھا ان سردارون مین سے اکثر کو مسلمانون کے ساتھ بہت ہمدردی تھی مسلمانون ذہبی اس شوق مین کہ خود مختاری کا درجہ حاصل کرین اپنے مذہب کو جسمین پیدا ہوے تھے ترک کیا اور ظاہر کیا کہ وہ عیسائی ہوگئے ہین تاکہ اعیان ملک کے طبقہ مین شمار ہون اور حبش کے صوبجات پر حاکم مقرر ہوکر انہون نے اپنا رسوخ تبلیغ اسلام مین صرف کیا[۵۱] لیکن اسلام کی اشاعت مین کامیابی کا خاص سبب یہہ تھا کہ حبشی عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمان اخلاقی برتری رکھتے تھے۔ روپل لکھتا ہے کہ حبش کے سفر مین اسنے اکثر یہ بات دیکھی کہ جب کوئی منصب ایسا خالی ہوا کہ جسکے لیے معتمد و متدین شخص کے انتخاب کی ضرورت ہوتی تو ہمیشہ مسلمان منتخب ہوکر مقرر ہوا۔ عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمان زیادہ چست اور محنتی تھے۔ ہر ایک مسلمان اپنے بیٹون کو پڑھنا لکھنا سکھاتا تھا لیکن عیسائیون کے بچے اُسی وقت تعلیم پاتے تھے جبکہ ان کو قسیس بنانے کی خواہش ہوتی تھی[۵۲] مسلمانان حبش کا اخلاقی حیثیت سے عیسائی رعایا پر فوق رکھنا اس امر کی توجیہ کرتا ہے کہ کس طرح مسلسل لیکن دیر مین موجودہ اور گذشتہ صدی مین اسلام نے حبش کے ملک مین ترقی کی۔ حبش کے تسیسون کی خرابی و جہالت نے اور سرداران ملک کے دائمی فسادون نے اسلامی آثار کو بلا مزاحمت ملک مین اپنا کام کرنے دیا۔ مسٹر پلاؤڈن نے جو ۱۸۴۴ء سے ۱۸۶۰ء تک حبش مین انگلش سفیر رہے ہین جہان قوم مہبب کا ذکر کیا ہے جو کاشتکار قوم ہے اور ۱۶ درجہ

---

۵۱ ماسایا۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۲۰۵-۲۰۶۔ ۵۱ ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ جب مسیحی دین قبول کرنے مین ان لوگون کی غرض حکومت کا حاصل کرنا تھا تو وہ اس مذہب کے صرف ظاہر مین پابند ہونگے۔ نو مسلم البتہ دل سے اور رسوم مین پکے مسلمان تھے اس وجہ سے ہوا کہ جب ایسے بڑے لوگ جنہون نے حکومت کی غرض سے عیسائی مذہب اختیار کیا رس کے تبہ کو پہنچے تو انہون نے مسلمانون کو اپنی گرد و پیش رکھا اور ملکی عہدون مین سے زیادہ تر عہدے مسلمانون کو دیے اور انکو خطاب دیے اور انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا۔ اس طرح حبش کی عیسوی ملک پر تو مومنین سے اس قدر قحط پڑا اور ملک مین آباد ہوگئے اور کچھ زمانہ کے بعد یک سلام کہ جو کوئی نہ گیا (الماسایا

۵۲ روپل پہلی جلد صفحہ ۳۲۸ و ۳۶۶

اور ۱۷ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض بلد کے درمیان ماسوواہ سے شمال و مغرب کی طرف آباد ہے وہان لکھا ہے کہ یہہ قوم گذشتہ سو برس کے اندر مسلمان ہوی ہے - اور سب آدمی سوای انجیرنسل کے لوگون کے عیسائی نام رکھتے ہین - ہبب کی قوم مسلمانون سے تجارت کرتی ہے اور انکے اثر صحبت سے مسلمان ہوی - دوسری وجہ اسکی مسلمان ہونے کی یہ ہوی کہ حبش سردارون نے ہمسایہ قومون سے متواتر لڑائیون مین اکثر مصروف رہ کر اپنا ملک قطعی چھوڑدیا تھا[۱] - ان ہی سو برس کے اندر شمالی اضلاع کی آبادی مین سے بعض گروہون نے مذکورۂ بالا وجوہ سے اور اس باعث سے کہ قسیسون نے اُن مین رہنا ترک کردیا تھا اور گرجا بوسیدہ ہوکر گر پڑے تھے اسلام اختیار کیا - ان بالون کا ظاہر سبب صرف قسیسون کی غفلت تھا کیونکہ ان اضلاع کے مسلمان ہرگز متعصب نہ تھے اور کوئی خاص خصومت انکو عیسوی مذہب سے نہ تھی[۲] - ترقی اسلام کے متعلق اسی قسم کی شہادت موجودہ صدی کے شروع زمانہ مین اور سیاحون[۳] کی تحریر سے ملتی ہے جنہون نے دیکھا کہ حبش کے اکثر عیسائی اپنا مذہب چھوڑکر مسلمان ہوجاتے ہین - حبش کے نائبان سلطنت مین سے ایک نائب رس الائی نے جو بادشاہ تھیوڈور کی تخت نشینی (۱۸۵۳ء) سے پہلے کل ملک کا عملاً مالک تھا مسلمانون پر بہت التفات کیا اگرچہ وہ عیسائی مذہب رکھتا تھا لیکن اُسنے ملکی عہدے یہانتک کہ گرجاؤن کا مال مسلمانون مین تقسیم کیا اور اُسکے زمانہ نیابت مین حبش کے اضلاع متوسطہ کی نصف آبادی مسلمان ہوگئی[۴] - حبش مین مسلمانون نے ایسی گہری جڑ پکڑی ہے کہ غیر ملکون کی تجارت اور خاص دیس کی تجارت انکے قبضے مین ہے - بڑی بڑی جایدادین رکھتے ہین اور بڑے شہرون اور منڈیون کے مالک ہین - اور ملک کی رعایا پر قدرت رکھتے ہین ایک عیسائی مشنری جو پنتیس برس تک حبش مقیم رہا اُسنے دعاۃ اسلام کی کامیابی اور جوش تبلیغ

---

[۱] پلاؤڈن - صفحہ ۱۵ [۲] پلاؤڈن صفحہ ۸ و ۹ [۳] بیک صفحہ ۵۱ - ۵۲ [۴] ایسمبرگ صفحہ ۳۶ [۵] کلوزٹون جلد صفحہ ۲۴۴ - ماسایا گیارہوین جلد - ۱۲۵ -

کا نہایت اعلیٰ قسم کا اندازہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ اگر ایک احمد گرا گنی اور پیدا ہو جاوے اور اسلام کا جھنڈا بلند کرے تو حبش کا تمام ملک مسلمان ہو جاوے[1] ۱۸۷۵ء سے ۱۸۸۲ء تک سلطنت مصر حبش کی حکومت کے ساتھ لڑائی مین مصروف رہی۔ اس جنگ و جدال نے ملک حبش مین مسلمانون کی طرف سے بُری خیالات پیدا کر دیے۔ جب غیر ملک کی اسلامی سلطنت دشمن ہو گئی اور آپس مین منافرت ہوی تو اسکا اثر حبش کے مسلمانون پر پڑا۔ ۱۸۷۸ء مین اس ملک کے بادشاہ یحییٰ ثانی نے حبشی قسیسون کی ایک مجلس منعقد کی اور اس مجلس نے بادشاہ کو امور دینیہ مین سرپنچ مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ کل سلطنت مین صرف ایک مذہب پر عمل درآمد رہیگا۔ تمام مسیحی فرقون کو سوای فرقہ یعقوبی کے دو برس کی مہلت دی گئی کہ اس مانہ مین وہ قومی کلیسیہ مین شامل ہو جاوین۔ مسلمانون کو تین برس اور بت پرستون کو پانچ برس دیے گئے کہ اس عرصہ مین وہ عیسائی ہو جاوین۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ یحییٰ نے فرمان جاری کیا جس سے ظاہر ہے کہ تین برس کی مہلت کو مسلمانون نے کیسا بے وقعت سمجھا۔ اس فرمان کے بموجب بادشاہ نے مسلمانون کو یہی حکم نہین دیا کہ جہان ضرورت ہو مسلمان اپنے روپیہ سے گرجا بنوا دین اور آمدنی کا دسوان حصہ پادریون کو جو اُنکے علاقہ مین رہتے ہون دین بلکہ یہ اشتہار بھی جاری کیا کہ تین مہینے کے اندر تمام مسلمان عہدہ دار یا تو اصطباغ لین نہین تو استعفا داخل کرین اسطرح زبردستی عیسائی بنانا (جسمین فقط اصطباغ کی رسم اور عشراد اکرنا ہوتا تھا) قدرتی طور پر بے تاثیر ثابت ہوا۔ کیونکہ ظاہر اس حکم کی تعمیل کر کے مسلمان اپنے مذہب کی دل سے پابند رہے۔ ماسایا نے چشم دید لکھا ہے کہ مسلمان گرجا سے نکلکر جس مین انکو اصطباغ ملا سیدھے مسجد مین گئے اور کسی باخدا مسلمان سے اس جبریہ اصطباغ کے اثر کو دور کرا دیا[2] عیسائی بنانے کا یہ طریقہ اس وجہ سے اور فضول ثابت ہوا کہ فقط مردون کے لیے اسکا حکم جاری ہوا تھا اور عورتون کے مذہب سے کسی طرح کا تعرض نہ تھا۔ یہہ بات ایسی تھی جو حبش کی آیندہ تاریخ اسلام

[1] ماسایا گیارھوین جلد صفحہ ۱۲۴۔ [2] ماسایا گیارھوین جلد۔ صفحہ ۷۷۔ ۷۸۔

مین غالباً اپنے تئین قابل وقعت ثابت کریگی کیونکہ ماسایا نے قوی شہادت پیش کی ہے کہ حبش کے ملک مین مسلمان عورتون نے تبلیغ اسلام مین مہتم بالشان کوششین صرف کین[1] بادشاہ یجیی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ۱۸۸۰ء مین اسنے پچاس ہزار مسلمانون کو اور بت پرستون مین سے ایک قوم کے بیس ہزار آدمیون کو اور گالا کی قوم سے پانچ لاکھ لوگون کو اصطباغ دیا[2] غرض جب ان لوگون کا عیسائی مذہب اختیار کرنا اصطباغ اور عشر کی رسمون سے آگے نہ بڑھ سکا تو ان سختیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون اور بت پرست حبشیون کو عیسائی مذہب سے خصومت اور زیادہ ہوگئی[3] ۱۸۸۹ء مین شوا کا بادشاہ منیلک یجیی کی موت پر کل حبش کا فرمانروا ہوا۔ منیلک کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ یجیی کی طرح متعصب عیسائی نہین ہے بلکہ دوسرے مذہب کی توقیر کرتا ہے اور انکو امان دیتا ہے اور ایماندار سچے لوگون پر بلا امتیاز دین و ملت مہربانی کرتا ہے[4] اس لیے احتمال ہے کہ حبش مین اسلام کی ترقی کو خفیف صدمہ پہنچا ہے۔

اب افریقہ کی تاریخ کی طرف جو ساتوین صدی عیسوی مین گذری ہم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اس زمانہ مین اہل عرب شمالی ساحل افریقہ پر مشرق سے مغرب کی سمت مین اپنی فتوحات کو ترقی دے رہے تھے۔ جس طرح اہل مصر کی مدد سے جو سلطنت روما کا خاتمہ چاہتے تھے عربون کو مصر مین آسانی سے فتح حاصل ہوگئی تھی شمالی ساحل افریقہ پر ایسی سہولیت سے کامیابی نہین ہوئی۔ یہان خونریز لڑائیون اور مدت دراز کے مقابلون نے انکی ترقی کو کچھ زمانہ تک مسدود کیا۔ اور جبتک نصف صدی ان محاربات مین نہ گذری اہل عرب شمالی ساحل افریقہ پر مصر سے بحیرہ اطلانطک تک مسلط نہ ہوسکے۔ ۶۹۸ء عیسوی مین کارتھیج کی نہریت سے افریقہ مین حکومت روما کا خاتمہ ہوا اور جب قوم بربر مطیع ہوگئی تو اہل عرب شمالی ممالک افریقہ کے قطعی مالک بن گئے۔

ان لڑائیون کا مفصل حال لکھنا ہمارا کام نہین ہے۔ ہماری کوشش فقط اُن مراتب کو تحقیق

---

[1] ماسایا صفحہ ۱۲۴۔ ۱۲۵ [2] اوپل صفحہ ۳۰۷۔ رکلو۔ تومہ ۱۰ صفحہ ۲۴۴ [3] ماسایا گیارہوین جلد صفحہ ۷۹۔ ۸۱۔ [4] ماسایا نوین جلد صفحہ ۶۰۔ ۶۱۔ دسوین جلد صفحہ ۱۲۔ گیارہوین جلد صفحہ ۸۴۔

کرنا ہی جنسی عیسائی قوموں میں اسلام کی اشاعت ہوئی لیکن اس تحقیق کے لیئے جو ذخیرۂ معلومات دستیاب ہوتا ہے وہ قلیل اور ناکافی ہے۔ افریقہ کا کلیسہ جس سے بڑے بڑے سینٹ (اولیا) اور عالم دنیا میں پیدا ہوئے وہ کیا ہوا؟ ترتلیان اور سینٹ سپریان اور اوگستین کے کلیسا جو اتنے ظلم وستم کے بعد بھی فتح نصیب رہے تھے اور جنہوں نے ارنہود و کرسمیحی دین کی حمایت نہایت اولوالعزمی سے کی تھی معلوم ہوتا ہے یہ سب کلیسا غبار کی طرح مضمحل ہو کر غائب ہو گئے۔

لوگوں کا یہ معمول رہا ہے کہ جب کوئی سبب بے۔ یافت نہوا تو عیسائی رعایا کے الوپ ہو جانے کو مسلمانوں کے تعصب اور ظلم پر محمول کیا۔ اور اس بات کا نتیجہ سمجھا کہ مسلمان فاتحوں نے جبر سے انکو مسلمان کر ڈالا۔ لیکن بہت سی غور طلب باتیں ایسی ہوتی ہیں جو اس مسئلہ کو ایسے بیچیدہ اور ناملائم طریق پر فیصلہ کرنے کے خلاف پیدا ہو جاتی ہیں۔ سب سے اول یہ کہ اس دعوے کے ثبوت میں کوئی خاص شہادت موجود نہیں۔ قتل و غارت اور ردت کی خونریز محاربات کے اور علائق شدو مدد سے موجود تھے لیکن اختلاف مذہب کی بنا پر ظلم کا ذکر نہیں ہے۔ اور عربوں کی فتوحات کے بعد خاص افریقہ کے مسیحی کلیسہ کا آٹھ صدیوں سے زیادہ سلامت رہنا اہل اسلام کیطرف سے مذہبی آزادی دینے کا ثبوت ہے جسکے بغیر کلیسہ کی سلامتی ناممکن تھی۔

شمالی افریقہ میں جن اسباب سے عیسائی مذہب کا زوال ہوا انکو اسلامی فرمانروائوں کے تعصب میں نہیں بلکہ کہیں اور تلاش کرنا چاہیے۔ لیکن ان اسباب کو بیان کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا بہتر ہوگا کہ ساتویں عیسوی صدی کے اخیر میں عیسائیوں کی تعداد شمالی افریقہ میں کم تھی۔ ان تھوڑے سے عیسائیوں کا اسلامی عہد حکومت میں برقرار رہنا مذہبی جبر کے نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں۔ اگر کوئی کثیر الآباد کلیسہ عربوں کو شمالی افریقہ میں ملتا تو پھر اس دعوے کا ثابت کرنا دشوار رہتا کہ انہوں نے عیسائیوں کو بجبر مسلمان نہیں کیا۔

افریقہ کے صرف دو صوبجات میں عیسائی آباد تھے اور یہ صوبے جنوب کی سمت میں جہاں صحرای اعظم سے انکی قدیم حد قائم ہوتی تھی زیادہ دور تک نہ تھے۔ پس ساحل کا عرض اسّی یا سو میل سے

زیادہ شاذ تھا[۱]۔ اگرچہ قوم واندل کی فتح سے پہلے اُسا قف کے پانچ سو علاقے اس ساحل پر تھے لیکن یہہ تعداد عیسائیون کے شمار کے لیے معیار نہین ہوسکتی - وجہ یہہ ہے کہ فریقی کلیسیہ مین دستور تھا کہ کم آباد شہرون اور اکثر گمنام دیہات مین اُسقف (بشپ) مقرر کر دیے جاتے تھے[۲] اور یہہ بات مشتبہ ہے کہ عیسائی مذہب جنوب مین قوم بربر کے گروہون مین کہان شائع ہوا تھا[۳]۔ پانچوین عیسوی صدی مین جب سلطنت روما کی قوت کو زوال ہوا تو وسیع قوم بربر کے مختلف گروہ جنکو روما کے لوگ مور، نمدین لبیان وغیرہ وغیرہ کے نامون سے پکارتے تھے قتل و غارت کی غرض سے ساحل کے دولتمند شہرون پر اُمنڈ آئے - یہہ فاتح گروہ بعینی بت پرست تھے لبیان کے گروہ نے جسکی غارتگری کو سیرینی کا سائینیس بہت رویا ہے گرجاؤن کو لوٹا اور پھونک دیا - اور گرجا کے متبرک ظروف اپنی بت پرستی کی رسمون کے لیے لے گئے[۴] اور صوبہ سیرنیکا گروہ لبیان کی تاخت و تاراج سے پھر نہ بنپا - اور اغلب یہہ ہے کہ عیسوی مذہب مسلمانون کی لشکر کشی سے پہلے ہی اس صوبہ سے مفقود ہوچکا تھا - قوم مور کا ایک سردار طرابلس کے قریب رہتا تھا واندل کے بادشاہ جنسرنڈ (۴۷۷-۴۹۶ء) سے وہ برسر جنگ تھا - لیکن فرقہ ارتھوڈوکس کے گرجاؤن کی وقعت اور تقدیس کی توقیر کرتا تھا جنکو واندلون نے سخت برتاو کیا تھا - اس سردار نے اس فعل سے اپنی بت پرستی ظاہر کردی کہ "مین نہین جانتا عیسائیون کا خدا کون ہے - اگر وہ ایسا قوی ہے جیسا کہ اسکو ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ اُن لوگون سے انتقام لیگا جو اوسکی توہین کرتے ہین اور اونکی مدد کریگا جو اوسکی عزت کرتے ہین[۵]" کسی قدر احتمال ہے کہ مورتانیا کے لوگ بھی اکثر بت پرست تھے -

بہرحال مسیحی کلیسا کی کچھہ ہی وسعت ہو مگر قوم واندل کے ظلم سے اسکو ایسا صدمہ پہونچا کہ جانبر نہو سکا - تقریباً ایک صدی تک قوم واندل کے ایک حصہ نے جو آرین[۶] مذہب رکھتا تھا

---

[۱] گبن ہسٹری جلد ۲ صفحہ ۱۸۱ [۲] گبن جلد ۲ صفحہ ۳۱۱ [۳] کاستیلینی بشپ ٹرے کے بربر تا نتیق صفحہ ۹۶-۱۹۷ (مطبوعہ سیلان ۱۸۲۶ء)
[۴] سیسیسی کی تستیس - (ین - قوم ۶۶ صفحہ ۱۵۶۹) [۵] نیاندر (۲) صفحہ ۳۰۲ [۶] یہ مذہب عیسوی مذہب کی شاخ تھا اسکا بانی آریوس نامی ایک شخص تھا اور مذہب یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام خدا سے کم درجہ کے تھے اور روح القدس خدا نہین ہے - ۱۲ مترجم

ارتھوڈوکس فرقہ پر نہایت سنگدلی سے ظلم کیے - اُنکے اسقفوں کو جلاوطن کیا اور مذہب کی علانیہ پیروی کی ممانعت کردی اور جن لوگون نے آئین مذہب مین شامل ہونے سے انکار کیا انکو بڑی بیرحمی سے اذیت پہونچائی[۱] ۵۳۴ عیسوی مین جب سلطنت روما کے سالار بلی ساریوس نے وندلون کی طاقت کو کچل ڈالا اور شمالی افریقہ کو پھر روما کے قبضہ مین شامل کردیا تو صرف (۲۱۷) اسقف کارتھیج کی مجلس[۲] مین جمع ہوسکے تاکہ کلیسہ کا انتظام پھر شروع کرین - یہہ سخت و متواتر صعوبتین جو عیسائیون کو اُٹھانی پڑین اُنھون نے انکی تعداد کو بہت کم کردیا ہوگا - عربون کے حملہ سے ایک صدی پہلے موری وحشیون نے عیسائیون کو شہرون مین مقید کرکے پہاڑون اور صحراؤن اور کشادہ ملکون پر قبضہ کیا اور یورشین شروع کردین[۳] - آشوب اور بدنظمی ہر طرف تھی اور ان سب سے بڑھکر سخت وبائین آئین جنھون نے چھٹی عیسوی صدی کو اپنی یادگار بنایا - غرض ان سب آفتون نے ملک شمالی افریقہ کی تباہی کو پورا کیا - کہا گیا ہے کہ پچاس لاکھ افریقی قیصر روم جسٹینین کی حکومت اور لڑائیون سے ضائع ہوے - دولتمند لوگون نے ایسے ملک کا رہنا چھوڑ دیا جسکی زراعت و تجارت کسی زمانہ مین ایسے عروج پر تھی ہمیشہ کو غارت ہوی - غرض افریقہ کی بربادی اس درجہ ہوی کہ ملک کے اکثر حصون مین آدمی دن دن بھر پھرے اور نہ کسی دشمن کی صورت نظر آئی نہ کسی دوست کی - واندل کی قوم بھی غائب ہوگئی - ایک زمانہ مین عورتون بچون اور غلامون کو چھوڑکر اس قوم کی ایک لاکھ ستر ہزار تعداد تھی - اور اس تعداد سے کمین زیادہ موری خاندانون کا شمار تھا جو لڑائیون مین مر کھپ گئے - اسی طرح روما کے عیسائیون اور اونکے معاونون پر بھی موسم کی سختی اور آپس کی لڑائیون اور وحشیون کے قہر سے تباہی آئی[۴]"

۶۴۶ عیسوی مین جسکے ایک برس بعد عربون کا فتحیاب لشکر مصر سے اوٹھہ کر مغربی ممالک

---

[۱] گبن جلد ۴ صفحہ ۳۳۱-۳۳۲ - [۲] گبن پانچوین جلد صفحہ ۱۱۵ [۳] التجانی صفحہ ۱۰ گبن پانچوین جلد صفحہ ۱۲

[۴] گبن پانچوین جلد صفحہ ۲۱۴ -

افریقہ کو مطیع کرنے کے لیے بڑھا تو افریقہ کا کلیسہ جو متعدد موقعوں پر مسیحی عقائد کی پاکیزگی کا حامی بنا تھا مسئلہ مونوتھیلیٹزم کے مناظروں سے تہ و بالا ہو رہا تھا۔ لیکن جب وقت کارتھیج کی قلمرو مطرن کے چار علاقجات دینیہ (یعنی موری طانیہ۔ نومدیا بیزکینا اور افریقہ پروکنسولارس) کے اسقف نے مسئلہ مونوتھیلیٹزم کی تردید میں مجلسین قراردین اور قیصر روم اور پوپ کو ان مجالس کیطرف سے خطوط روانہ کیے تو اسوقت صرف ارسٹھ اسقف علاقہ افریقہ پروکنسولارس سے اور بیالیس اسقف بیزکینا کے علاقہ سے وکیل ہوکر کارتھیج مین جمع ہوے۔ علاقجات موریطانیا اور نومدیا کے اسقفون کی تعداد بیان نہین ہے۔ بلاشبہہ مسیحی آبادی کو ان دعلاقون مین بہ نسبت باقی علاقجات کے جو دارالحکومت کے قریب تھے سخت نقصان پہونچا تھا[۵۱]۔ یہہ بات نہایت درجہ خلاف قیاس ہے کہ کوئی اسقف ان مجالس مین غیر حاضر ہوا ہو کیونکہ بہت جوش پھیلا ہوا تھا اور مسیحی عقائد کی حمایت اور ملکی معاملات مین دربار بائزنتیم (روم سے رعایا کی خصومت نے اس تحریک کو اور قوت دے رکھی تھی۔ مخالفت کے اشتعال مین سب سے زیادہ حصہ افریقہ نے لیا تھا جسکا نتیجہ آخرکار ۶۴۸ عیسوی مین مسیحی مجلس لاتیران کا انعقاد ہوا۔ ان مذکورہ بالا دلائل سے فی الواقع یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمانون کے حملہ کے وقت عیسائیون کی تعداد کسی طرح زیادہ نہ تھی۔ پچاس برس کی لڑائیون مین جنکے بعد اہل عرب کو اپنی فتح

---

۵۱ نیاندر (۱) پانچوین جلد صفحہ ۳۵۴-۳۵۵۔ ولنش کلیسہ کے جغرافیہ اور کیفیات کی کتاب، (مطبوعہ لندن ۱۸۵۰ء)

پہلی جلد صفحہ ۳۴۲ و ۳۴۳ پیوریٹن کنوازیون مسلمان این افریقہ۔ صفحہ ۳۲-۳۳ (لوترس سنہ ۱۸۹۰ء)

کا یقین ہوگیا۔ عیسائی رعایا اور تباہ و برباد ہوی ہوگی۔ افریقی طرابلس کا شہر چھ مہینے کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا اور شہر کے لوگ قتل کیے گیے۔ جو لوگ باقی رہے اُنکو قید کرکے مصر و عرب روانہ کیا[۵۱]۔ ایک شہر کو جو مندیا کے صحرا کے کنارے پر واقع تہا روما کے ایک رئیس نے کثیر سپاہ کی مدد سے جو شہر کے اندر تہی بچانا چاہا۔ اس محصور سپاہ نے سال بہر کا محاصرہ بڑی جوانمردی سے برداشت کیا۔ لیکن اسکے بعد شہر فتح ہوگیا اور تمام مرد قتل کیے گیے[۵۲]۔ عورتون اور بچون کو قید کیا۔ جو لوگ اسطرح قید ہوے اُنکی تعداد کی نسبت لکہا گیا ہے کہ کئی لاکہہ کی تہی[۵۳]۔ اکثر عیسائی پناہ کے لیے بہاگے۔ کچہہ اٹلی[۵۴] مین کچہہ سپانیہ[۵۵] مین چلے گیے۔ پوپ گریگوری ثانی کے خط سے جو علاقہ بینیٹ بونفیس کو روانہ ہوا دریافت ہوتا ہے کہ بعض عیسائی بہاگتے بہاگتے جرمنی تک پہونچے۔ رومی صوبجات افریقہ کے بعض شہر فی الحقیقت آدمیون سے خالی ہوکر مدت تک غیر آباد رہنے کی وجہ سے کہنڈر ہوگئے[۵۶] بعض صورتون مین مسلمان فاتحون نے بالکل نیے موقعے اپنے خاص شہرونکی تعمیر کیلیے منتخب کیے[۵۷] کلیسیاے افریقہ کے منتشر حصے جو ملک مین ساتوین صدی عیسوی تک باقی رہے تو آخر الامر اُنکے نابود ہوجانے کی نسبت یہ فرض نہین کیا جاسکتا کہ مسلمانون کا ظلم انکے مٹ جانیکا ذمہ دار ہے خاص کر ایسی صورت مین جبکہ سولہوین صدی تک ایک مسیحی گروہ کا جو افریقہ کا موطن تہا پتہ چلتا ہے۔ ادریس جو مورا کو کے مسلط خاندان ادریسی کا بانی ہوا اُسکی نسبت کہا گیا ہے

---

[۵۱] لیو افریکانوس۔ (رامو سیو۔ تو م ۱۔ صفحہ ۷ D) [۵۲] یہ شہر دیسین نامی تہا جو رومانی باشندونکا بنایا ہوا قدیم شہر تہا اور ریاست بگیا اور مغربی صحرا کی حدود پر واقع تہا (رامو سیو صفحہ ۷۵ F) [۵۳] بادی۔ پہلی جلد۔ [۵۴] جن لوگون نے اسلام قبول نہین کیا اور (اپنے مذہب پر قائم رہکر) جزیہ دینا بہی نہین چاہا تو انکو اسلامی سپاہ کے خون سے بہاگنا پڑا۔ التجانی۔ صفحہ ۲۰۱۔ [۵۵] لیو افریکانوس۔ (رامو سیو۔ تو م ۱ صفحہ ۷) [۵۶] "بونیفیس کو نہین چاہیے کہ کسی صورت مین ان افریقیون کا جو دینی مراتب کا اپنے تئین مستحق جانتے ہین استقبال کرے۔ کیونکہ ان افریقیون مین سے بعض سینیقی مذہب رکہتے ہین اور بعض ایسے ہین جنہون نے دوبارہ اصطباغ پایا ہے۔" چوتہا خط۔ (مین۔ تو م ۹ صفحہ ۵۰۶) [۵۷] لیو افریکانس۔ (رامو سیو صفحہ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۶) [۵۸] قیروان۔ سنہ ۵۰ ہجری۔ فز ۱۲۵ ہجری۔ المہدیہ۔ سنہ ۳۰۳ ہجری۔ سیلہ ۳۱۵ ہجری۔ مورا کو سنہ ۲۳۴ ہجری (ابو الفدا۔ تو م ۲ صفحہ ۱۹۸ و ۱۸۶۔ ۱۹۱ و ۱۸۷)

کہ جب تلوار کے زور سے وہ اپنے لیئے ایک سلطنت قائم کرتا تھا تو ۷۸۹ء عیسوی میں اُسنے عیسائیون اور یہودیون کو زبردستی مسلمان کیا۔ لیکن جہانتک مجھکو تحقیق ہوا شمالی افریقہ کے ملکی کلیسہ مین اوریس کی مثال کسی اور شخص مین نہین پائی جاتی[۵۴]۔

افریقہ کے کلیسہ مین جس طرح آہستہ آہستہ سے زوال آیا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانون نے اسکے ساتھہ مذہبی آزادی برتی۔ اسلامی فتح کے تین سو برس بعد اسقفون کے چالیس علاقے باقی تھے[۵۵] اور ۱۰۵۳ء عیسوی مین جب پوپ لیونہم نے تاسف ظاہر کیا کہ افریقہ کے کلیسہ سے جو کبھی ایسی رونق پر تھا صرف پانچ اُسقف وکیل بنکر آئے تو اس کی سبب غالبًا یہہ تھا کہ چند سال پہلے عربون کے چند گروہ ملک مین گھس آئے تھے اور سخت خونریزی کرکے تمام ملک مین فساد اور بدنظمی پھیلا دی تھی[۵۶]۔ ۱۰۷۶ء عیسوی مین افریقہ کا کلیسہ اس قابل نہ رہا کہ تین اسقف اس مین موجود ہوتے جنکی ضرورت آئین کلیسہ کے بموجب ایک جدید اُسقف کی تقرری کے وقت ہوتی تھی۔ جب یہ اسقف نہ مل سکے تو پوپ گریگری ہفتم نے دو نئے اُسقف کا رتبہ

---

۵۱ صالح ابن عبدالحلیم صفحہ ۱۶۔ ۵۲ بحیرہ سلمان کے زیکا ایک شبیہ واقعہ عبدالمومن کیطرف منسوب کیا جاتا ہے جسنے تونس کو ۱۱۵۹ء مین فتح کیا دیکھو دے ماس لاٹری (۲) صفحہ ۷۷۔ ۷۸۔ ۵۳ دوسری عربی مورخ حنین ابن اسحاق ہے (جو ۸۷۳ء مین مرا) اور دوسرا مورخ التجانی ہے (جسنے چھٹی ہجری صدی عیسوی مین سفر کیا) ان دونون مورخون نے لکھا ہے کہ سلطان صلاح الدین جس زمانہ مین تونس کا مالک ہوا تو اُسنے عیسائیون اور یہودیون پر جبر کیا کہ وہ اسلام قبول کرین۔ جن لوگون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا وہ بیرحمی سے قتل کیے گئے۔ ہمکو اس بیان مین شبہہ ہے۔ اگر چالیس برس پہلے فتح کی خوشی یا اور کسی ضروری ضرورت کی غرض سے کوئی اطلاق نافذ ہوا تو اسکو ضرور ترک یا منسوخ کر دیا ہوگا کیونکہ یہ حکم آزادی مذہب کے اصول کے خلاف تھا اور اس مذہبی آزادی کی اصول کا مغرب کی کل فرمانروا بہت لحاظ کرتے تھے۔ یہ یقینی ہے کہ عیسائی اور یہودی تونس مین پھر جلد نظر آنے لگے اور تحقیق ہوتا ہے کہ عہد حکومت عبدالمومن کے خاتمہ سے پہلے عیسائی تونس مین آباد ہو چکے تھے اور انکو آزادی سے تجارت اور حقوق مذہب کی سلامتی حسب دستور سابق حاصل تھی۔ ایک قدیم مغربی مصنف نے لکھا ہے۔ "جبکہ خدا خود ساتھہ تھا تو اسے (یعنی سلطان نے) اپنی نصرت کے ساتھہ زاب اور افریقیہ کی سرحدین کو طے کرکے ملکون اور شہرون کو فتح کیا۔ جن لوگون نے امان چاہا انکو امان دی اور جو منافق ہوئے انکا قتل کیا"۔ اس اخیر کی عبارت سے ہمارے اس جو سلطان کی حکمت عملی کی نسبت عیسائیون کی متعلق ہے جنھون نے اپنی مقسوم کو بربدشت کیا پختہ ہو جاتی ہے۔ ۵۳ دے ماس لاٹری۔ (۲) صفحہ ۲۰۔ ۲۸ ۵۴ لیونہم کا خط نمبر ۸۰۔ (بین فورم ۳۰۴ صفحہ ۷۲۸) اس خط مین جو گومی اور کارتھیج کے اساقف کی نزاع کا بیان ہے کہ دونون مین کسکو سبقت حاصل تھی۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ افریقہ کی پرآشوب حالت نے افریقی اساقفہ کو اپنے اور اپنے قرب کے علاقون کی علاوہ دیگر اسقفی علاقجات کی حال سے اعلم کیا ہو اور اسوجہ سے وہ نا واقف رہے ہون کہ جو اطلاع روانہ کی گئی مین اساقف کی تعداد اصلی تعداد سے کم ظاہر ہوئی۔ ۵۵ سولرد دوسری جلد صفحہ ۶۲۸۔ ۶۲۹

کے مطران کی معاونت کے لیے مقرر کیے تاکہ رسوم تقرر ادا ہو جاوین - لیکن عیسائیون کی تعداد ابھی تک اسقدر نہی کہ نیے اسقفون کے مقرر کرنے کی ضرورت ہوی تاکہ کام ہلکا ہو جاوے کیونکہ تین آدمی دینی معاملات کا انصرام بغیر مدد کے نہ کر سکتے تھے[1] - دو صدیون مین جو اس زمانہ کے بعد گذرین مسیحی کلیسیا اور اثر ہوتا گیا - ۱۴۶۶ عیسوی مین صرف مورا کو کا اسقف کل عیسائیون کا دینی افسر رہ گیا[2] - اسی زمانہ تک الجزائر کی قوم کبل مین کہہ نشانات عیسائی مذہب کے دریافت ہوتے ہین[3] - اس قوم کے گروہون کو زمانہ سابق مین کسی قدر اسلام کی تعلیم ملی تھی لیکن یہ مذہب اُن پر زیادہ قابو نہ پا سکا - اور جون جون زمانہ گذرا انکو اسلام کا اتنا علم بھی نہ رہا جسقدر پہلے تھا یہانتک کہ نماز پڑہنی بھی بھول گئے - پہاڑی قلعون اور حصارون مین بند اور اپنی خود مختاری پر نازان انہون نے عرب کے عنصر کو اپنے مین شامل نہ ہونے دیا اور کامیابی کے ساتھ اُسکا مقابلہ کیا - پس ان لوگون کو مسلمان کرنے مین بخت دشواریان تہین - خانقاہ سیجیت الحمرا کے لوگون نے جو فرقہ قدریہ سے تھے چند بار کوشش کی قوم کبل مین تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری کرین - لیکن کامیابی نہ ہوی - اس کام کی عزت کے لیے کہ ان مین اسلام کی بنیاد پڑے چند مورش مسلمان نامزد ہوے تھے - جو ۱۴۹۲ عیسوی مین جبکہ غرناطہ کو عیسائیون نے فتح کر لیا تھا اندلس سے نکالے گئے تھے - اور سیجیت الحمرا مین انہون نے پناہ لی تھی شیخ خانقاہ نے سمجھہ لیا کہ یہ اندلس کے مسلمان اُس دشوار کام کو کر لینگے جس مین خود شیخ کے مریدون کی کوششین مطلقاً بے سود ثابت ہوی تہین - غرض اس کار حسنہ کے لیے روانہ کرنے سے پہلے شیخ نے اندلسیون سے کہا وہ یہہ ہمارا فرض ہے کہ اسلام کی مشعل ان ملکون مین لیجاوین جنہون نے مذہب کی دولت سے اپنا ورثہ گم کر دیا ہے - کیونکہ ان بدقسمت کبل مین نہ مدارس ہین اور نہ کوئی شیخ ہی جو اُنکے بچون کو آئین اخلاق و محاسن اسلام کی تعلیم دے - پس یہ لوگ جانورون کی طرح بغیر خدا اور دین کے رہتے ہین - اس ناشاد حالت کو دور کرنے کے لیے مین نے مصمم ارادہ کیا ہے

[1] غرناطہ کی عظمت اور اسپین خطاطین نمبر ۴ صفحہ ۴۴۹ [2] دی مارٹائرس صفحہ ۲۲۶ [3] تردید اسپین دی اسلام (مطبوعہ پیرس) صفحہ ۳۳

کہ تمہاری حمیت اور تہذیب کو حرکت دون - پس ان پہاڑون کے بسنے والون کو ہمارے دین کے حقائق سے اب زیادہ لاعلم نہ رہنے دو - جاؤ اور اونکے مذہب کی بجھتی آگ کو پھونکو اور اسکی بجھی چنگاریون کو پھر بھڑکا دو عیسائی مذہب رکھنے کی وجہ سے جو غلطیان اُن مین پہلے سے اب تک چلی آتی ہین اُنکو رفع کرو اور اُنکو سمجھا دو کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مین مسیح کو خدا کی نظرون مین وہ نہین کہا جاتا ہے جسے یہہ بات پوشیدہ نہ رکھو لگا کہ تمہارے کام مین سخت دشواریان پیش آئینگی لیکن تمہاری حمیت اور تمہارا شوق مذہب خدا کے لطف کے ساتھہ شامل ہوکر کل مشکلات پر غالب آئیگا میرے بچو جاؤ اور خدا اور رسول پر بھیر لاؤ ان لوگون کو جو جہالت اور انکار کی غلاظت مین آلودہ ہین میرے بچو نجات کا پیغام اُن مین لیجاؤ اور خدا تمہارے ساتھہ ہو اور تمہاری مدد کرے"

غرض یہ اندلسی مسلمان پانچ پانچ چھہ چھہ کی جمعیت سے مختلف سمتون مین روانہ ہو گئے - پھٹے پُرانے کپڑے پہن عصا ہاتھہ مین لے یہ دعاۃ اسلام کوہستان مین نکل گئے - غیر آباد اور پریشان منظر موقع تلاش کرکے پہاڑون کے غارون اور کھوؤن مین رہنے لگے - انکی پرہیزگاری اور کثرت زہد سے کبل کے لوگون کو شوق پیدا ہوا کہ انکو چلکر دیکھین - زیادہ عرصہ نہ گذرا کہ انہون نے مسلمانون سے رسم دوستی پیدا کی - علم طب فنون صناعت اور دیگر فوائد تمدن کی مدد سے کبل کی قوم پر ان دعاۃ نے حسب مراد اثر پہونچایا - انکے حجرے اسلامی تعلیم گاہ بن گئے - اور طالب علم انکے علم کا شہرہ سنکر جمع ہو گئے - آخر الامر یہ طلبا اپنی قوم کے لئے داعی اسلام بنے اور کبل کے تمام ملک مین اور الجزائر کے صحرائی بیہات مین اسلام شائع ہو گیا[۵۱]

مذکورۂ بالا واقعہ بلاشبہہ اس بات کی مثال ہے کہ اندرونی ملک کی خود مختار اقوام کے ایسے حصون مین اسلام کی ابتدا کیونکر ہوی جنکو کسی زمانہ مین عیسائی مذہب کی تعلیم ملی تھی لیکن یہ مذہب

---

[۵۱] مادرد (دار الحکومت اسپین مین) جو مجلس ۱۵۶۶ء مین مورسکی لوگون کی اصلاح کے لیے قائم ہوی اُسکے نقشان کا اوپر کی عبارت سے مقابلہ کرو منجملا اون کے ایک مضمون حسب ذیل ہے - "یہہ کہ ذلا انکو اور زنا اونکی عورتون کو اور کسی آدمی کو گھر یا گھر سے باہر کہین نہانے اور روہونے کی اجازت ہوگی اور یہہ کہ اونکے کل حمام غسل خانے ڈھا کر مسمار کر دیے جاوینگے" (جے مورگان - دوسری جلد صفحہ ۲۵۶) [۵۲] ترومے - لے سین دے اسلام صفحہ ۲۷-۳۶ -

صرف چند وہمی سمونکی شکل مین باقی رہ گیا تھا[۱] چونکہ ان مسیحی اقوام کا تعلق عیسوی دنیا سے قطع ہوگیا تھا اور مسیحی دین کے معلم اُن مین موجود نہ تھے اس لیے ایسے مسلم الثبوت عیسوی مسائل سے وہ واقف نہ تھے جن سے داعیان اسلام کی تعلیم کا جواب دیسکتے۔

شمالی افریقہ مین کلیسہ کے تنزل کی نسبت جو منتشر واقعات بیان ہوے ان مین اب کچھ اضافہ کرنا باقی نہین ہے۔ چودھوین صدی عیسوی کے شروع مین ایک مسلمان سیاح[۲] نے تونس کے ضلع الجرید کا سفر کیا۔ اس سیاح نے لکھا ہے کہ مسیحی کلیسہ اگرچہ برباد پڑے ہین لیکن ابھی تک موجود ہین۔ عرب فاتحون نے انکو برباد نہین کیا کیونکہ انھون صرف یہ کافی سمجھا کہ ہر گرجا کے سامنے ایک مسجد بنا دین۔ پندرھوین صدی کے خاتمہ تک تونس مین افریقی عیسائیون کا ایک گروہ موجود تھا جو حوالی شہر مین ایک جگہ آباد تھا اور یہہ جگہ غیر ملک کے عیسائی تاجرون کی آبادی سے علیحدہ تھی۔ جبر اور ظلم کا تو کیا ذکر ہے یہ عیسائی گروہ سلطان تونس کا باڈی گارڈ تھا[۳] اور یہ وہی عیسائی تھے جنکو ۱۵۳۵ء مین فتح تونس کے بعد بادشاہ چارلس پنجم نے عیسائی مذہب پر قائم رہنے کی مبارکباد دی تھی[۴]۔

یہہ اخیر واقعہ تھا جو شمالی افریقہ کے دیسی کلیسہ کی نسبت سنا گیا شمالی افریقہ مین جو اسلامی سلطنتین تھین انکے عربی سلاطین کے طریق صلح کل کی نسبت اگر متعدد شہادتین موجود نہ ہوتین کہ کسطرح عیسائیونکو انھون نے سپاہ مین مقرر کیا[۵] اور متعدد عہدہ مونسے نوازا عیسائیون[۶] اور عیسائی تاجرونکو پوری مذہبی آزادی اور رسائی بخشی اور کنیسہ روما کی پوپ[۷] افریقہ کی عیسائی رعایا کو انکی امان مین سونپتی تھی اور خود عیسائیونکو اسلامی بادشاہونکی خیر خواہی کی ہدایت کرتی تھی تو بھی فقط یہ بات کہ افریقہ کا کلیسہ کسقدر مدت دراز تک برقرار رہا جبر تبدیل مذہب کے ذہنی عوض کا مقابلہ کرسکتا ہے[۸]۔

---

[۱] لیو افریکانس نے لکھا ہے کہ پندرھوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر الجزیرہ اور بگیا کی بیاڑی دی گرجے سلطان تونس کی گرانبار خسارون اور تعطیلیہ سے پیسہ لینے کش کی وجہ سے (رامیوسیو۔ اصفحہ ۱۶) اسیطرح جنوب مغرب کی لوگ آج تک مذہب سے خارج کرنے اور اقرار کی سوچ عیسوی سوچ سی شاید ہی کہتی ہین (اوپل صفحہ ۲۹۹) صحرای اعظم کے بعض خانہ بدوش گروہ اسطباغ کی شکل ایک رسم کی پابند ہین اور صلیب کا نشان جو اپنے خیمون اور کپڑون پر بناتی ہین (اوپس لاتری ۲ صفحہ ۸)

[۲] التجانی صفحہ ۳۰۰ [۳] لیو افریکانوس (رامیوسیو قسم صفحہ ۷۴) [۴] پی پہلی جلد صفحہ ۵۵ [۵] دی مس لاتری (۲) صفحہ ۶۱-۳۶۲-۳۶۶-۳۶۷-

[۶] ایل۔ ال رسول اور اہل ولافریق۔ قوم صفحہ ۵۴ (مطبوعہ پیرس ۱۶۶۷ء) [۷] دی مس لاتری۔ (۲) صفحہ ۱۹۲ [۸] شلاً بابا انوسینٹ سوم۔ بابا غریغوری ہفتم۔ بابا غریغوری نہم۔ بابا انوسینٹ چہارم [۹] دے مس لاتری۔ (۲) صفحہ ۲۰۳۔

باب پنجم

ہسپانیہ یا اندلس کے عیسائیون مین اسلام کی اشاعت

سنہ ۷۱۱ عیسوی مین اہل عرب نے ہسپانیہ (یا اندلس) مین اسلام کی ابتدا کی اور سنہ ۱۵۰۲ء مین بادشاہ فرونند اور ملکہ ازابلہ کا فرمان جاری ہوا کہ تمام ملک مین کوئی شخص اسلام کی پیروی نہ کر سکے ان دو سنون کے درمیان جو صدیان گذرین اُن مین اسلامی اندلس نے یورپ کے زمانہ وسطی کی تاریخ مین تابندہ ترین ورق لکھا۔ اسلامی ہسپانیہ نے جیولری کا عہد شروع کیا اور اپنا اثر ملک پرونس مین پہونچایا اور وہان سے یورپ کے دیگر اقطار مین اسی اثر سے نئی شاعری اور جدید ترقی علم کا بانی ہوا۔ اور زمانہ رنیسانس سے پہلے مسیحی شایقین علم نے یونان کے علم و حکمت کو قوت عقل کے لیے جسقدر سیکھنا چاہا اوسی سے سیکھا۔ لیکن تہذیب و تمدن کے ان کارنامون کو یعنی علم و فن شاعری و حکمت کو ہم یہین چھوڑتے ہین اور ہسپانیہ کے مذہبی حالات کی طرف توجہ کرتے ہین جبکہ یہ ملک مسلمانون کی حکومت مین تہا۔

پہلی ہی مرتبہ جب مسلمان اپنے مذہب کو ہسپانیہ مین لائے تو جاتلیقی عیسائیت آرین عیسائیت پر غالب آکر کل ملک پر مسلط تہی۔ طلیطلہ کی جہٹی مجلس نے قانون وضع کر دیا تہا کہ کل شاہان ہسپانیہ اسبات پر حلف لیا کرینگے کہ جاتلیقی مذہب کے سوا کسی دین کی پیروی ملک مین جائز نہ ہوگی اور تمام فریقان منحرف کے خلاف قانون سختی سے جاری کیا جائیگا۔ اسکے بعد دوسرا قانون وضع ہوا اور وہ یہہ تہا کہ کوئی شخص جو رسولی کلیسہ یا انجیلی قواعد یا آبا کی تعریف یا کلیسا کے فتاوے اور مقدس سکرامنٹ کو معرض بحث مین لائیگا اُسکی جایداد ضبط ہوگی اور

جس دوام کی سزا ملیگی۔ ملکی معاملات مین قسوس نے اپنے طبقہ کے لیے بہت قوت حاصل کرلی تھی[۵۱]۔ اساقف اور خاص خدام کلیسہ قومی مجالس مین جو انتظام سلطنت کی غرض سے تعین شریک ہوتے تھے۔ بادشاہ کے انتخاب کو منظور کرتے تھے اور انکو دعوی تھا کہ اگر بادشاہ نے ہمارے احکام کی تعمیل نہ کی تو ہم اُسکو تخت سے معزول کرسکتے ہین مسیحی قسوس نے ان اختیارات کے زور پر موقع پایا کہ یہودیون پر جنکی ایک کثیر جماعت ہسپانیہ مین آباد تھی ظلم کرین۔ اور نہایت جابرانہ قوانین اُن یہودیون کے خلاف جاری کیے جو اصطباغ لینے سے انکار کرین[۵۲]۔ چنانچہ ان سختیون کا نتیجہ ہوا کہ یہودیون نے عیسائیون کے جور وعقوبت سے اہل عرب کو اپنا شفیع جانکر مسلمانون کا خیر مقدم کیا۔ اور جن شہرون کو اہل اسلام نے تسخیر کرلیا تھا انکی حفاظت کے لیئے سپاہ کا کام دیا اور جن مقامات کا مسلمان محاصرہ کیے تھے اُنکے دروازے کھول دیتے تھے[۵۳]۔

اسیطرح ہسپانیہ کے غلامون نے عربون کے آنے کو اپنے حق مین مبارک جانا کیونکہ گاتھ کی حکومت مین انکی حالت مظلومی کی تھی اور مسیحی دین کا علم اُن مین ایسا اوپری تھا کہ اسلام لانے کی صورت مین جو آزادی اور اور فائدے ان کو میسر آتے تھے ان کے مقابلہ مین یہ علم کچھ وقعت نہ رکھتا تھا۔

ہسپانیہ کے یہ درماندہ غلام پہلے لوگ تھے جنھون نے اسلام قبول کیا۔ اور ملک کے بت پرستون نے بھی جنکے کچھ لوگون کا باقی رہنا ۶۹۳ عیسوی تک بیان کیا گیا ہے غلامون کی مثال کا اتباع کیا[۵۴]۔ اکثر عیسائی شرفا خواہ دلی اعتقاد سے خواہ کسی اور غرض سے مسلمان ہوگئے ادنی[۵۵] اور متوسط درجے کے عیسائیون مین سے اکثر لوگ ظاہر اطریق پر نہین بلکہ سچے دل سے ایسے مذہب کو ترک کرکے اسلام لائے جسکے پیشواؤن نے علم دین سے انکو جاہل رکھکر دنیا کی باتون مین انکی غور پرداخت نہ کی تھی اور خود دنیا کمانے مین مصروف ہوکر

---

۵۱ بوڈرس صفحہ ۲۲۔ ۵۲ ہلفرخ۔ صفحہ ۶۸۔ ۵۳ المکاری۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۲۸۰۔ ۲۸۲۔ ۵۴ بوڈرس صفحہ ۷۔ ۵۵ دوزی (۲) تومہ ۲ صفحہ ۴۵۔ ۴۶۔

اپنی امت کو لوٹا اور ستایا تھا[۱] جب یہہ عیسائی مسلمان ہوے تو اسلام کے سچے معتقد اور پرجوش حامی بنے - اور خود انکو اور انکی اولاد کو علمای اسلام کے اُس حلقہ سے ارادت ہوی جو شریعت کا نہایت پابند تہا اور امرای عرب کی طرح امیرانہ اور آزاد مشرب نہ رکہتا تہا[۲] - فتوحات اسلامیہ کے وقت قدیم نسل گاتہہ کے عمدہ اوصاف ہسپانیہ کے عیسائیون مین باقی نہ رہے تہے - بلکہ انکی جگہہ ایسی عیش پرستی اور بداعمالی پیدا ہوگئی تہی کہ اسلامی دور حکومت کو علمای مسیحی نے گراہ عیسائیون کے حق مین قہر خدا سمجہا[۳] -

وقت گذرنے پر بہی عیسائیون کی حالت بہتر نہ ہوی اور جب مسیحی اساقف مسلمان امیرون کی رنگ رلیون مین شریک ہونے لگے اور اُنکے علاقون کا نیلام ہوا اور عیسائیون کے پیشوایان دین منکرین خدا مقرر ہونے لگے اور انہون نے اپنی طرف سے قسیس کے عہدے نااہل اور ذلیل لوگون کو دینے شروع کیے[۴] تو ایسی حالت مین فرض کیا جاسکتا ہے کہ صوبہ الویریا[۵] کے علاوہ اور صوبجات ہسپانیہ مین بہی عیسائیون نے ایسے مذہب سے کنارہ کش ہوکر جسکے مقتدا اپنی بدکاریون سے اس مذہب پر حرف لائے تھے[۶] اسلام کی روح پرور فضا کو تلاش کیا ہوگا *

اگر کلیسای مصنفین نے ان باتون کو قلمبند کرنے کا خیال کیا ہوتا تو بلاشبہہ ہسپانیہ مین

---

[۱] اے سولر - دوسری جلد - صفحہ ۴۶۳ [۲] دوزی (۲) تو۴ صفحہ ۴۴۳ - ۴۶ - [۳] سینٹ بونفیس نے ۷۴۵ء عیسوی مین اپنے خط نمبر ۶۲ مین ایسا ہی تحریر کیا ہے - وہ لکہتا ہے "پس ایسا ہی ہوا ہسپانیہ اور پرووانس اور برگنڈی کے باشندون کے حق مین جنہون نے خدا کی اطاعت سے گردن پہیری - یہانتک کہ خدای قادر نے جو انکے گناہون کو دیکہتا تہا اُنپر غضب بہیجا اور بہر عذاب آتش الہی سے لاعلمی کی صورت اور سارا سین کی شکل مین نازل ہوا تاکہ انکو نیست کردے" (مین تو۸۹ صفحہ ۶۷) الوگوس (پہلی کتاب - فقرہ ۳۰ مین) لکہتا ہے "ہماری گنہگاری کا نتیجہ ہے کہ ہسپانیہ کی حکومت ساراسین کے قبضے مین آگئی" اسی طرح الورنے (۲۰) فقرہ ۱۰۸ مین) تحریر کیا ہے - "مین یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہون کہ یہ عذاب ہمپر ہمارے ہی قصورسے نازل ہوا ہے - ہان بہائیو - تمہاری ہی سہل انگاری - ہماری ہی ناپاکی - ہمارا ہی ظلمون اور ہمارے ہی اخلاق کی برائی ہے جسنے ہمکو ان مصیبتون تک پہونچایا ہے ..... پس خدا نے جو انصاف کو عزیز رکہتا ہے اور جسکا چہرہ عدل کو کہلتا ہے ہمین جانورکے حوالے کردیا کہ ہمکو نگل جاوے" (صفحہ ۵۳۱ - ۵۳۲) [۴] سامسن صفحہ ۳۷۷ - ۳۸۸ و ۳۸۱ [۵] دوزی (۲) تو۲ صفحہ ۲۱۰ [۶] شیلی اگیلانے جسکا ۱۷ ویں صدی کے اخیر مین پوپ ہاورین اول نے جنوبی ہسپانیہ مین اس مقصد سے واعظ کیا کہ اسلامی خیالات سے جو اثر عیسائیون مین پیدا ہوا تہا اُسکا استیصال کرے ہسپانیہ کے متعلق یہ الزام لگایا ہے کہ وہ بیاہی عورتون سے آشنائیان کرتی ہین (بلفرغ صفحہ ۳)

اکثر مثالین بودو کی سی دریافت ہوئین جو بادشاہ فرانس لوئی دے پائیس کے عہد مین دریا کیا دری تہا اور ۳۸۳ء مین عیسائی مذہب چھوڑکر یہودی ہوگیا تہا تاکہ اپنے قول کے مطابق اس گنہگار زندگی کو ترک کرکے "خدا کے آئین کا پابند ہوجاوے"[۱]

یہہ بہی ممکن ہے کہ قوم گاتھ کی آرین عیسائیت کا جو کچھہ بقیہ رہ گیا تہا اور اہل عرب کی فتح سے کچھہ پہلی جسکی طرف ہسپانی کلیسہ کو پہر کسی قدر توجہ ہوی تہی اس نے عیسائیون کو پہلے ہی اسلام لانے پر آمادہ کر رکہا ہو جس مین مسیح علیہ السلام کے حالات آرین اعتقادات سے بہت مشابہ ہین زبردستی مسلمان بنانے یا تبدیل مذہب کی غرض سے سختی کرنے کا حال شروع زمانہ مین جبکہ اہل عرب نے ہسپانیہ فتح کیا کہین مذکور نہین - بلکہ احتمال یہہ ہے کہ عیسوی مذہب کی طرف سے مسلمانون کی بے تعصبی ہی وہ شے تہی جس نے ملک پر جلد قبضہ ہونے مین انکے لیے آسانی پیدا کردی - اگر نیے حاکمون سے عیسائیون کو کوئی شکایت اس بات کی تہی کہ مسلمانون کی طرح اُن سے برتاؤ نہین کیا جاتا تو وہ یہ تہی کہ عیسائیون کو جزیہ دینا پڑتا تہا جسکی شرح امیرون سے ۴۸ درہم - متوسط الحال لوگون سے ۲۴ درہم اور پیشہ ورون سے ۱۲ درہم کی تہی - چونکہ جزیہ فوجی خدمات سے بری رہنے کی عوض مین لیا جاتا تہا اس لیے صحیح الجثہ مردون پر وہ جاری ہوا تہا عورتین اور بچے - رہبان اور فقیر اندہے - لنگڑے - بیمار اور غلام اس سے مستثنےٰ تہے[۲] عیسائیون کو جزیے کے ادا کرنے مین اس وجہ سے اور کم سختی معلوم ہوی ہوگی کہ عیسائی حکام اوسکی تحصیل کے لیئے مقرر کیے جاتے تہے[۳]

بجز ایسے جرائم کے جو شریعت اسلام کے خلاف سرزد ہون عیسائیون کے کل مقدمات

---

[۱] الواری کورڈوبنیس - انیسوان خط - "چونکہ مین ہمیشہ کے عذاب کا مستوجب ہوا تو مین نے اقرار کیا کہ خدا کی آئین کا ہمیشہ پابند رہونگا" [۲] ہلفرخ صفحہ ۷۹-۸۰ - [۳] اگر ہم صرف اس بات پر غور کرین کہ جب من جملہ آئین مین مسیح علیہ السلام کے متعلق نبوہ کا تہا جو توریت کی مستحکم یادگار ہے ابتک باقی تہا اور قوم وسی گاتہہ کے عقائد مین باوجود اسکے کہ اونسے جا ملیقی عیسائیت اختیار کرلی تہی اس حیال نبوت کو کیسا دخل تہا تو یہ بات سمجہنی آسان ہوجائیگی کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت جو شاخیالات اسلام کی تہی وہ عربون کے تسلط کے بعد ہی ہسپانیہ کی حمایا مین کیونکر ظاہر ہوی ہلفرخ صفحہ ۸۲ [۴] دوزی - (۲) تومہ ۲ صفحہ ۳۹ [۵] دوزی (۲) تومہ ۲ صفحہ ۳۹ -

اُنہی کے حجون کے سامنے اور اُنہی کے قانون کے مطابق فیصلہ پاتے تھے[۵۱] - مذہب کی پیروی تین عیسائیون کا کوئی مزاحم نہ تھا[۵۲] - قربانی کی سکرامنت بخور و ناقوس اور دیگر رسوم جاثلیقی سے ادا ہوتی تھی - کوائر مین مسیحی سرود گایا جاتا تھا مسیحی اعظمین لوگون کو وعظ سناتے تھے اور گرجا کے سب تہوار حسب معمول منائے جاتے تھے - ہسپانیہ کے عیسائیون کی نسبت یہ دریافت نہین ہوتا کہ وہ شام و مصر کے عیسائیون کی طرح مخصوص لباس پہننے پر جو اُنکی ذلت کی علامت قرار دیا گیا ہو مجبور تھے - بلکہ نوین صدی عیسوی مین عام عیسائی (جنکو کلیسہ مین خدمت حاصل نہ تھی) بالکل عربی لباس پہنتے تھے[۵۳] - ایک مرتبہ انکو نئے گرجا بنانے کی بھی اجازت ہوئی تھی[۵۴] اور یہ بات اُن شرائط کے خلاف تھی جو کسی عیسائی شہر کی فتح کے وقت بالعموم منظور ہوتی تھین -

عیسوی معابد کے علاوہ جن مین عورتین اور مرد رہبانیت کی زندگی بغیر اسلامی حکام کی دست اندازی کے بسر کرتے تھے چند جدید مسیحی خانقاہون کی تعمیر کا ذکر بھی دیکھنے مین آتا ہے[۵۵] - رہبان اپنے ادنی لباس کو جو اونکی جماعت کے لیے مخصوص تھا علانیہ پہنتے تھے اور قسوس کو کوئی ضرورت نہ تھی کہ اپنے منصب کے نشان کو لوگون سے پوشیدہ رکھین[۵۶] -

اور نہ مذہبی مراتب سلطنت کے ممتاز عہدون سے عیسائیون کو محروم کرتے تھے[۵۷] -

---

۵۱ بودوسن صفحہ ۱۱-۱۳ و ۱۹۶ - ۵۲ الوگیوس پہلی کتاب فقرہ ۳۰ و ۳۱ مذہبی معاملات مین بغیر کسی کی دست اندازی کے ہم آئین (یعنی مسلمانون مین) آباد ہین" (صفحہ ۷۶۱) ایضاً ایضاً فقرہ - ۱۰ اسلامی گورنمنٹ کیطرح کسی طرح کی سختی ایسی تھی کہ عیسائی اپنے مذہب سے انکار کرتے یا اپنے مقدس دین کی پیروی سے علحدہ کیے جاتے - (صفحہ ۷۵۱) یحیی گورزی (جسنے دسوین صدی عیسوی کے سطعین ہسپانیہ کا سفر کیا) اپنی کتاب کے فقرہ ۱۲۴ مین لکھتا ہے "اُسکی حکومت مین عیسائی آزادی سے اپنے مذہب کے پابند رہتے اور اپنے مال سے نفع اُٹھاتے تھے" ایک ہسپانی اسقف یحیی گورزی سے عیسائیون کی حالت اسطرح بیان کی "ہم اپنے گناہون سے اس وجہ کو پہونچے کہ اب کفار کی حکومت ہم پر ہے ہمکو یولوس رسول کے حکم سے حاکم وقت کا مقابلہ کرنا منع کیا گیا ہے لیکن صرف ایک بات تسکین کی ہے جو ہمارے لیے باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تمام مصیبتون مین بھی ہمکو ہمارے دین کی پیروی سے مسلمان منع نہین کرتے بلکہ وہ ایسے عیسائیون پر جو اپنے مذہب کے سخت پابند ہین مہربانی کرتے ہین اور اُن سے رسم و دوستی پیدا کرتے ہین اور ملکر خوش ہوتے ہین - پس جبتک یہ وقت ہم پر ہے ہمنے اس بات کو مصلحت جانا ہے کہ جب مسلمانون نے ہمارے دین کو کچھ نقصان نہین پہونچایا تو باقی باتون مین ہم بھی اُنکی فرمانبرداری کرین اور اُنکے احکام کی جہانتک وہ ہماری مذہب مین مخل نہون تعمیل کرین فقرہ - (۲ و ۳ صفحہ ۳۰۲) ۵۳ بودوسن صفحہ ۱۶-۱۷ - ۵۴ الوگیوس نے گرجا بنانا ثابت کیا ہے جو نئی تعمیر ہوئے تھے ایک تاریخ مین جو غلطی سے لنٹ پرانڈ سے منسوب ہے لکھا ہے کہ ۹۹۵ء مین قرطبہ مین نیا گرجا تعمیر ہوا - (صفحہ ۱۱۱)

۵۵ الوگیوس تیسری کتاب باب ۱۱ (صفحہ ۸۱۲) ۵۶ بودوسن صفحہ ۱۶ و ۵۷ بودوسن صفحہ ۱۲ و یحیی گورزی فقرہ - ۲۸ صفحہ ۳۰۶

جن عیسائیون نے اس نقصان کو برداشت کرلیا کہ عیسوی سلطنت کے زوال سے اب انکو ملکی قوت حاصل نہین رہ سکتی تو انکو کوئی بات شکایت کی باقی نہ رہی - اور یہہ امر قابل وقعت ہے کہ آٹھوین صدی عیسوی کے کل زمانہ مین صرف ایک بغاوت کا حال دیکھا جاتا ہے جو عیسائیون کی طرف سے بیجا کے شہر مین ہوی - اور اس بغاوت مین بھی ایک عرب سردار نے اشتعال پیدا کیا تھا[۱] -

عیسائی جو فرانس کی حکومت مین اس غرض سے چلے گئے تھے کہ عیسوی حکومت کی پناہ مین رہین گے تو انکی حالت بھی اپنے ہم مذہب بھائیون سے جنکو ہسپانیہ مین چھوڑکر وہ بیوطن ہوے تھے بہتر ثابت نہ ہوی - سنہ ۸۱۲ عیسوی مین بادشاہ شارل مین نے اہلکاران شاہی کے ظلم سے اُن عیسائیون کی حمایت مین کوشش کی جو ہسپانیہ سے بادشاہ کی واپسی کے وقت بادشاہ کے ساتھہ ہوگئے تھے - تین برس کے بعد فرانس کے بادشاہ لوی دے پائیس نے ایک اور حکم ان عیسائیون کی حفاظت کے لیئے جاری کیا لیکن باوجود اسکے امرای فرانس سے ان کو جلد شکایت پیدا ہوی کیونکہ جو زمینین انہ یرب الوطن عیسائیون کو ملی تھین اُن پر یہہ امیر قابض ہوگئے تھے - یہہ مصیبت تھوڑے دن کو بند ہوی تھی کہ پھر عود کر آئی اور کُل فرامین جو دولت فرانس نے ان عیسائیونکی سرپرستی کے لئے جاری کیئے ان مین سے ایک نے بھی ان بدنصیبون کی حالت کو بہتر نہ کیا - قوم کاگٹ کے متعلق جو زمانہ مابعد مین ایک مظلوم اور افتادہ قوم ظاہر ہوی دریافت ہوتا ہے کہ یہہ قوم اُنہی نوآباد عیسائیون کی تھی جو ہسپانیہ کی اسلامی حکومت سے بھاگکر فرانس مین چلے آئے تھے کہ ہم مذہب عیسائیون کو انکی حالت پر رحم آئیگا[۲] -

ہسپانیہ مین عیسوی رعایا کی طرف سے سلطنت اسلامیہ کی بے تعصبی اور مسلمانون اور عیسائیون کے ربط و اختلاط نے دونون قومون مین کسی قدر یگانگت پیدا کردی تھی مسلمانون اور عیسائیون مین اکثر شادیان ہونے لگین[۳] بیجا کے آئیسوڈور نے جو مسلمانون پر بہت زہر اگلتا ہے بادشاہ

---

[۱] دوزی - (۲) تومہ صفحہ ۲۴ بوربن صفحہ ۹۶-۹۷ [۳] دیکھو لوپ ہیڈین کا خط ہسپانیا کی مساقف کی نام "علاوہ اسکے ان مکتوبی جنکو ہم نے اوپر لکھا ہے یہہ بھی ہیں کہ بہت لوگ جو عیسائی مذہب کا پابند بنا تے ہین وہ یہودیون اور بے اصطباغی کفار (مسلمان)

رازروق (روڈرک) کی بیوہ سے موسیٰ کے فرزند عبدالعزیز کی شادی کا حال لکھا ہے اور ایک لفظ بھی اعتراض کا تحریر نہین کیا[۱]۔ اکثر عیسائی عربی نام رکھتے تھے اور ظاہر ا رسوم مین بھی ایک حد تک مسلمانون کی تقلید کرتے تھے۔ مثلاً بہت عیسائی ختنہ کراتے تھے[۲] اور کھانے پینے مین "بے احتیاط باغی کافرون کا مشرب" انہون نے اختیار کیا تھا[۳]۔

مستعربین کا لفظ جو حکومت عرب کے محکوم ہسپانی عیسائیون سے مراد رکھتا تھا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عیسائیون کا میلان خاطر کیا تھا۔ عربی زبان سیکھنے کے شوق نے ایسی ترقی کی کہ بہت جلد تمام ملک مین وہ لیٹن زبان کی جانشین بن گئی[۴]۔ اور جس زبان مین مسیحی دینیات مدون تھین اسکو عیسائی رفتہ رفتہ بھولنے اور اسکی طرف سے غفلت کرنے لگے عیسوی مذہب کے بعض بلند رتبہ قسوس نے صحیح لیٹن زبان کی لاعلمی سے اپنا مضحکہ کیا۔ اور جب پیشوایان مذہب عیسوی کا یہ حال ہو تو عوام الناس کی نسبت یہ خیال کرنا دشوار ہے کہ لیٹن زبان سیکھنے مین انکو قسوس سے بھی زیادہ شوق ہوتا۔ ۸۵۴ عیسوی مین ہسپالیس کے ایک عیسائی مصنف نے اپنے ملک کے عیسائیون کی شکایت ذیل کی عبارت مین کی ہے "جبکہ ہم انکی (یعنی مسلمانون کی) پاک شریعت کو امتحان کرتے ہین اور جمع ہوتے ہین کہ انکے حکما بلکہ حمقا کے مسائل کو عیب چینی کی نظر سے نہین بلکہ انکی زبان کی لطافت و فصاحت کو امتحان کرنے کے لیے تحقیق کرین اور اناجیل کا پڑھنا چھوڑ دیتے ہین تو اس کام مین ہم حیوان کے عدو کو پرستش کے لیے اپنا ہیت بناتے ہین۔ (عہد جدید کا شفات باب ۱۳ ورس ۱۸) عیسائیون مین ایسا دانا و علیم کہان پیدا ہے جو انجیل پڑھنے مین مصروف ہو کر لیٹن آبا کی تصانیف کی پروا کرے؟ کون ہے جسکو انجیلیون

بقیہ صفحہ ۱۵۰ کی صحت مین ہتھیون اور انکی ہمسایا اور ہم نوا ہین اور انکی اکثر غلطیون مین حصہ لیتے ہین اور یہ بھی عیسائی کہتی ہین کہ ان باتون سے ہم ناپاک نہین ہوتے۔ اب بادہ مسمومہ فعل یعنی کافرستانی کی رسم کا تعلق ہے حالت اسکے متعلق یہ ہے کہ خود عیسائی اپنی بیٹیون کو مسلمانون سے بیاہ دیتے ہین اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بھی کافر ہو جاتی ہین۔ (مین۔ تو م۔ ۹۸ صفحہ ۳۰۵) [۱] ایسیدوری کانپس کن دکن۔ فقرہ ۴۰ صفحہ ۲۲۶ (۲) الونقرہ۔ ۳۵ صفحہ ۵۲ یحیی گورزی فقرہ (۱۲۳) صفحہ ۳۰۳ (۳) ہیڈرین اول کا خط صفحہ ۸۵ یحیی گورزی فقرہ (۱۲۳) صفحہ ۳۰۳۔

(۴) گیارہوین صدی عیسوی کے ایک عیسائی شاعر کی عربی اشعار بہت مشہور ہین جنسے زبان اور عروض پر اسکو دستگاہ ہونی ثابت ہوتی ہے (فلوگل ۹۵)

اور نبیون اور رسولون کی تصانیف کو دیکھنے کا شوق باقی رہا ہو۔ آج کل کے عیسائی نوجوان جو تکلف اور شائستگی کے انداز رکھتے ہین اور خوش تقریر بنتے ہین وہ لباس اور وضع مین بڑے نمودیے ہین وہ اسلامی علوم کی تحصیل مین شہرت رکھتے ہین۔ فصاحت کے نشہ مین سرشار وہ بدنیت بن کر ہر چیز اوٹھا لیتے ہین اور شوق سے چڑھا جاتے ہین اور اسی مین کلدانیون (یعنی مسلمانون) کی کتابون پر بحث کرتے ہین اور صنائع بدائع آمیز تحریرون سے انکو شہرت دیتے ہین۔ ان عیسائیون کو کلیسہ کے علم ادب کا حسن کچھ نہین معلوم اور کلیسہ کے چشمون کو جو بہشت سے بہتے ہین وہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ افسوس عیسائی اپنے دین و آئین سے ایسے ناواقف ہین اور لیٹن کے لوگ اپنی زبان کی طرف سے ایسے بے پرواہین کہ تمام عیسائی آبادی مین ہزار عیسائیون مین سے ایک شخص بھی ایسا نہ ملیگا جو لیٹن زبان مین اپنے دوست کو مزاج پرسی کا خط لکھ سکے۔ لیکن ایسے عیسائی بیشمار اور ہر قسم کے ہین جو کلدانی (عربی) زبان کی رنگین عبارتین بڑی طمطراق سے پڑھنے کو موجود ہو جاتے ہین۔ اور نظم بھی لکھ سکتے ہین جسمین ہر مصرعہ ایکہی حرف پر ختم ہوتا ہے اور جسمین یہ عیسائی مسلمانون سے بھی زیادہ خیال کی رفعت اور عروض پر قدرت رکھتے ہین[۵۱]۔

فی الواقع لیٹن زبان کے علم کو ہسپانیہ کے ایک حصہ مین اس قدر تنزل ہوا کہ ہسپانی کلیسہ کے قدیم آئین و انجیل کو عیسائیون کے لیئے عربی زبان مین ترجمہ کرنا پڑا[۵۲]۔

عربون کے ادب نے تو عیسائیون پر یہ جادو کر رکھا تھا اور عربی زبان بڑے شوق سے سیکھی جاتی تھی۔ مگر جو لوگ عیسوی علم ادب کی تحصیل چاہتے تھے انکے لیے تعلیم کا سامان اس سے زیادہ موجود نہ تھا جو وحشی قوم گاتھ کی تعلیم کے لیئے استعمال ہوتا تھا۔ اور اس ادنی تعلیم کے درجہ تک پہونچانے کے لیئے بھی پڑھانے والے مشکل سے ملتے تھے۔ جون جون وقت گذرا عیسوی تعلیم کم ہوتی گئی سنہ ۱۱۲۵ء مین ستعرین نے الفانسو بادشاہ ایروگن کو لکھا کہ ہم نے

---

[۵۱] الور۔ فقرہ ۳۵ (صفحہ ۵۵۴-۵۵۶) [۵۲] فون شاک دوسری جلد صفحہ ۹۶۔

اور ہمارے آبا نے اس وقت تک مسلمانون مین بود و باش رکھی ہے۔ ہمکو اصطباغ ملا تھا اور مسیحی شریعت کے آزادی سے پابند ہین۔ لیکن یہہ بات ہماری قدرت مین کبھی نہین رہی کہ اپنے پاک مذہب مین کامل طریق پر تعلیم و تربیت پاتے۔ اور وجہ یہہ ہے کہ کافرون کے محکوم تو ہم چلے ہی آتے ہین جنہون نے ہم پر مدت تک سختیان کین ہمکو اس بات کی بھی ہمت نہ پڑی کہ روما یا فرانس سے معلمان دین طلب کرتے اور خود یہ لوگ ہمارے پاس کفار کے ظلم سے جنکے ہم مطیع ہین آئے ہین[۵۱]"

جب عیسائیون کو اہل اسلام کے ساتھہ ایسا ربط تھا اور عربی کا علم ادب عیسائی اسقدر شوق و محنت سے سیکھتے تھے کہ اسلام کے متعصب دشمن الور کو بھی قرآن کی فصیح عبارت کی نسبت یہی کہنے بن پڑا کہ عیسائی بھی اسکو بغیر پڑھے اور تعریف کیے نہین رہ سکتے تو قدرتاً خیال ہو سکتا ہے کہ اسلامی آثار نے عیسائیون مین سرایت کی ہوگی۔ اور فی الحقیقت یہی حال تھا بھی۔ الپاندوس جو طلیطلہ کا اسقف تھا اور عیسائی مذہب مین مسئلہ تبنی کا بانی ہوا ہے جسکے بموجب انسان مسیح فطرتاً نہین بلکہ محض بیٹا بنا لینے سے خدا کا فرزند ہوا۔ اس اسقف کی نسبت صاف صاف کہا گیا ہے کہ یہہ مسئلہ مسلمانون کے اثر صحبت سے اسکے ذہن مین پیدا ہوا[۵۲]۔ اور تحقیق ہوتا ہے کہ یہ مذہب ہسپانیہ کے بڑے حصہ پر جلد شائع ہو گیا اور سطیمانیہ مین جو حکومت فرانس کی حفاظت مین تھا اور گل کے اسقف فیلکس نامی کی وجہ سے کامیابی کے ساتھہ رائج ہوا۔ اور گل صوبہ کا تیلونیہ[۵۳] مین واقع تھا۔ پیشوایان دین عیسوی کی مجلس کے سامنے فیلکس حاضر کیا گیا جس مین شہنشاہ شارلیمین صدر انجمن تھا۔ فیلکس سے کہا گیا کہ اس مسئلہ کفر کو ترک کرے۔ لیکن فیلکس جب ہسپانیہ کو واپس آیا تو پھر اپنے مذہب کو اسنے اختیار کیا اور اسکا سبب (جیسا کہ پوپ لیو سوم نے خیال ظاہر کیا ہے) بلاشبہہ یہ تھا کہ فیلکس کافرون

[۵۱] اور دیکی فرانس صفحہ ۹۲ [۵۲] اور فقرہ (۲۹) "ہر روز ہم اپنی انکھون سے انکی لطافت زبان اور دعاسی جملون کے حسن کو بلاغت و فصاحت کی خوبیون کے لیے پڑھتے ہین اور انکی تحسین کرتے ہین لیبن لوم ۱۰ صفحہ ۵۴۶) [۵۳] اینیو بیر فقرہ (۲۶) صفحہ ۳۵۲۔ [۵۴] ہلفرخ صفحہ ۸۰۔

(یعنی مسلمانون) سے جو مسیح علیہ السلام کی نسبت اسی قسم کا خیال رکھتے تھے خلوص کہتا تھا۔
جب مسیحی مذہب کے ذمی وقعت پیشوا مسلمانون کی صحبت سے اسقدر متاثر ہوے تو ہم فیصلہ کر سکتے ہین کہ ہسپانیہ کے عام عیسائیون پر اسلام کا اثر اس سے کہین زیادہ ہوا ہوگا۔ چنانچہ ۹۳۶ء مین طلیطلہ مین ایک مسیحی مجلس قرار پائی تاکہ بہترین تدابیر اس امر کے متعلق سوچے کہ مسلمانون کے میل سے عیسوی دین کی پاکیزگی مین جو فرق آجاتا ہے وہ کسی طرح رفع ہو۔

اب یہ بات سمجھنی آسان ہوجاویگی کہ ظاہر طریقون مین تو عیسائی مسلمانون کے مشابہ ہوتے ہی جاتے تھے جس وقت اہل اسلام نے تبلیغی کوششین ان پر صرف کی ہونگی تو عیسائی کثرت سے اسلام لاکر نومسلمون کی افزایش تعداد کا باعث ہوے ہونگے چنانچہ انکی اولاد جسکو مولدین اس مراد سے کہتے تھے کہ وہ عربی النسل نہ تھے ایک قومی فریق کی صورت مین ظاہر ہوی جسکی تعداد ہسپانیہ کی باقی آبادی سے زیادہ تھی۔ اور نوین صدی عیسوی مین اسی فریق نے اہل عرب کی حکومت کو غارت کرنے کی کوشش کی۔ اور زمانہ مابعد مین کئی موقعون پر یہ گروہ مسلمانان ہسپانیہ کا قومی فریق بنکر ظاہر ہوا۔

ان نومسلمونکی تفصیلی حالات کہ کسطرح وہ اسلام لائے یا تو نہایت قلیل ہین یا بالکل ہی نہین جو ہین بعض عیسائیونکے نزاعون سے بچنے کیلیے جو عدالت سے انکو ملی تھین اسلام قبول کیا لیکن اکثر عیسائی خود مذہب اسلام کی بارعب اثر سے متاثر ہوئی جبکہ وہ تہذیب و تمدن کی روشنی سے چمکتا تھا۔ اور شاعری و حکمت اور ایسے علم سے معمور تھا جو

---

۵۱ اسکے بعد ضد کی شریعت کو توڑکر وہ کفار سے جا ملا اور مُنہ توڑ اُس سے اتفاق کیا اور اسنے دروغ حلفی کی (فقرہ ۲۴ مین قسم ۵۱) صفحہ ۳۱۳۔

۵۲ سیوڈولٹ پرانڈی کردنکن فقرہ (۴۱ م) صفحہ ۱۱۵ "یا سلیوس نے طلیطلہ مین ایک مجلس قرار دی اور اس مجلس نے فیصلہ مرتب کیے کہ مسلمانون کے اثر صحبت سے عیسائی آیندہ نقصان نہ اوٹھاوین"۔ ۵۳ تبلیغی کوششون کا ذکر کہین نہین ہے لیکن اولوگیوس کے مندرجہ ذیل فقرون سے جو اوسنے محمد صلعم کی نسبت لکھی ہین دعوت اسلام کیطرح اشارہ پایا جاتا ہے۔ کوئی عیسائی جو اسکی غلطیون کے جنون اور اسکے جنون کے جرم کو اور اسکی نامقدس بدعت کو دریافت کرنا چاہیے تو اسکے فرقہ کی کسی ایک آدمی سے دو قدح کرکے ان سب باتون پر اسکو علم ہوسکتا ہے کیونکہ مسلمان یقین کرکے کہ جو کچھ انکا اعتقاد یقین ہی وہ مقدس اور متبرک ہی وہ اپنی پیغمبر کے کہنے کا پوشیدہ بھی نہین بلکہ علانیہ وعظ کرتے ہین۔ ۵۴ دوزی (۲) تو م صفحہ ۳۵۳ (۵) صفحہ ۳۷۹

عقل کو اپنی طرف کھینچے اور تصور کو جکا چوندمین رکھے۔ عرب کی فن سپہگری مین دلیری و شجاعت اور سپاہیانہ نیکیون کا میدان کہلاتا تھا لیکن یہ مسیحی ہسپانیہ کے اون باشندونکو میسر نہ تھین جو عیسائی مذہب پر ثابت قدم رہے تھے۔ اسکے سوا عیسائیون کے علوم مسلمانون کے علوم و فنون کے مقابلہ مین کم اور ادنی نظر آتے ہونگے اور انکا سیکھنا ہی اسلام لانے کا باعث ہوا ہوگا علاوہ ازین ہسپانیہ کی ایماندار طبیعتون کے لیے اسلام ایسی کشش رکھتا تھا جیسے کوئی پاک فرقہ ہو کہ جسکے پیشوا شریعت اسلام کے سخت پابند ہون اور ان عالمون کو بعض وقتون مین بہت قوت اور رسوخ سلطنت مین پیدا ہوا تھا اور وہ صدق دل سے ساعی ہوے تھے کہ مذہب و اخلاق کی تہذیب و اصلاح کرین۔

اس بات پر غور کرکے کہ مذہب کے پرجوش خیالات نے ہسپانی مسلمانون مین بالعموم کیسی روح پھونک دی تھی اور اس لحاظ سے کہ عیسائیون نے جو ہسپانیہ مین اسلامی حکومت کے محکوم تھے اپنے ہم مذہب عیسائیون سے ملکر جو سرحد ہسپانیہ پر آباد ہو گئے تھے سلطنت اسلامیہ کے ساتھ کیسی کیسی غداریان کی ہین کیسی سازشین کین مسلمانون کے دور حکومت مین ہسپانیہ کی تاریخ ظلم سے پاک ہے۔ تین یا چار عیسائیون نے جنھون نے فی الحقیقت مذہب کے لیے اپنی جانین فدا کین اور سوا ای اُن سخت قوانین کے جسکو اسلامی گورنمنٹ نے اس غرض سے اختیار کیا تھا کہ نوین صدی عیسوی مین قرطبہ مین جو جان کھو کر شہید بننے کا جنون عیسائیون کو اوٹھا تھا اسکا انسداد ہو اہل عرب کے کل زمانہ حکومت مین کوئی بات جو ظلم کیطرف مائل تک ہو نظر نہین آتی۔ نوین صدی عیسوی مین عیسائیون کا ایک نہایت متعصب فریق قرطبہ مین پیدا ہوا (جسکے ساتھ دیگر صوبجات ہسپانیہ کے عیسائیون کو ظاہر اطریق پر کسی طرح کی ہمدردی نہ تھی) اس متعصب فریق نے اپنا یہ مسلک ٹھہرایا کہ مسلمانون کے مذہب کی بلا اشتعال اور علانیہ توہین کرے اور پیغمبر خدا صلعم کی شان مین سخت کلامی کرے۔ اس فریق کے لوگ شروع ہی سے یہ نیت رکھتے تھے کہ اس عیسوی تعصب سے جو بیجا صرف کیا جاتا تھا سزا ہی

موت کا اپنے کو مستوجب بنائین -

سنہ ۸۵۰ء سے لیکر سنہ ۸۶۰ء تک قسوس اور رہبان مین جنمین عورتین بھی شامل تھین مذہب پر سے جان قربان کرنے کا یہہ عجیب جوش قائم رہا معابد اور کنائس مین بند پڑے پڑے عیسوی دین کے زوال اور دینی حمیت کے تنزل پر دل ہی دل مین پیچ وتاب کہا کرتے قسیس و رہبان عالم حزن سے اوٹھے اور اسلام اور بانی اسلام پر سختی سے معترض ہوے تاکہ شہادت کا تاج حاصل کرین - جس سے مسلمانون کی بے تعصبی اونکو محروم کیے دیتی تھی - ان لوگون مین سے ایک شخص کا حال اسمیں بیان کرتے ہین - اسحاق نامی ایک راہب تھا جو قاضی کے پاس آیا اور دہوکا دیکر کہا کہ وہ تعلیم اسلام سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے - جسوقت قاضی نے پیغمبر خدا صلعم کی ہدایتین اسکے سامنے بیان کین تو اسحاق دفعتًا یہ کلمے زبان پر لایا "او سنے تم سے جھوٹ کہا - خدا کی لعنت اسکو تلف کرے - وہ کفر سے بھرا تھا اور اتنے لوگون کو اوسنے عذاب کی رہنمائی کی - اور اپنے ساتھہ اونکو بھی قعر جہنم کا سزاوار کیا - شیطان سے پر ہو کر اور شیطانی شعبدے دکھا کر اوسنے مہلک شراب کا پیالہ تمکو دیا کہ تم مین مرض پیدا کردے اور اپنے گناہ کا بدل ہمیشہ کے عذاب سے وہ کرے گا - جب تمکو سمجھہ دی گئی ہے تو کیون نہین تم ان خطرون سے اپنے تئین نجات دیتے - کیون نہین تم اسکے وبائی عقیدون کے پھوڑے کو اپنے سے علیحدہ کرتے اور دین مسیح کی انجیل سے اخروی نجات تلاش کرتے[۱] ایک اور موقع پر دو عیسائی زبردستی مسجد مین چلے گئے اور وہان اسلام کی بے ادبی کی اور کہا کہ اسلام بہت جلد اپنے معتقدون پر نار جہنم کی تباہی لائیگا[۲] - اگرچہ ایسے متعصب لوگونکی تعداد زیادہ[۳] نہی لیکن اسلامی گورنمنٹ پریشان ہوی اور اُسنے خوف کیا کہ حکام وقت کی یہہ توہین اور آداب مذہب کے قانون سے یہ بے پروائی اسبات کی دلیل ہے کہ رعایا مین عام ناراضگی ہے اور وہ بغاوت پر آمادہ ہے -

---

[۱] الوکیوس فقرہ (۲) (مین تو م ۶۵ صفحہ ۷۳۷) [۲] الوکیوس باب ۳ صفحہ ۷۹۴ [۳] عیسائی شہیدونکی تعداد چالیس سے زیادہ نہ تھی (ریسکوٹ تاریخ عہد فرونہ دوازدہ پہلی جلد صفحہ ۳۴۲) (لندن سنہ ۱۸۴۶ء)

چنانچہ ۸۵۳ء مین محمد اول نے طلیطلہ کے عیسائیون کی سرکوبی کے لیئے فوج روانہ کی یہہ عیسائی الوگیوس کے اشتعال سے جوان شہیدی عیسائیون کا افسر تھا اپنے ہم مذہب عیسائیون کی ایذاؤن کا حال سُنکر بغاوت کر بیٹھے تھے[۵۱] ملک محمد اول کی نسبت بیان ہے کہ اُسنے عیسائیون کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ مگر جب اُس سے کہا گیا کہ عیسائیون سے کسی شخص نے جو کچھہ بھی عقل اور مرتبہ رکھتا تھا ان کامون مین حصہ نہین لیا (چنانچہ خود الورنے شکایت کی ہے کہ مسیحی قسوس مین سے اکثر لوگ شہیدون کو مجرم قرار دیتے تھے[۵۲]) تو بادشاہ نے اسپر اکتفا کیا کہ توہین مذہب کے بارے مین جو قوانین تھے اون پر سختی کے ساتھہ تعمیل کا حکم نافذ کیا عیسائیون کی اس گروہ نے جو حاکم و محکوم مین مصالحت چاہتا تھا گورنمنٹ اسلامیہ کی کوششون مین اعانت کی اور اساقف نے اون متعصب عیسائیونکی کو جنکو شہادت کا شوق ہوا تھا کلیسا سے خارج کیا۔ ۸۵۲ء مین عیسائیون ایک مجلس قرار پائی تاکہ اس تعصبی تحریک کی تدابیر السداد پر غور کرین[۵۳]۔ چنانچہ اس مجلس نے جو کچھہ انتظام کیا اُس سے یہہ تحریک مٹ گئی ایک یا دو شہادت کے واقعات جو زمانۂ مابعد مین پیش آئے اور بیان ہین۔ اخیر واقعہ ۹۸۳ء مین ہوا اور اُسکے بعد جبتک اہل عرب کی حکومت ہسپانیہ مین رہی کوئی مسیحی شہید نہین ہوا[۵۴]۔

البتہ بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین المرابطین مین سے خاندان بربر کے عہد حکومت مین

---

[۵۱] دوزی (۲) تو م ۲ صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ [۵۲] الوگیوس باب ۱۰ صفحہ ۸۰۵ اس بات پر غور کرکے کہ زکسی فہم اور فہمی علماء و رئیسہ عیسوی فرقونمین سے کسی فرقہ کی پیشوائی مذہب فی الحال کا مونمین حصہ لیا۔ وہ یقین کرتا ہین کہ سبکو ملاک کرنا نہین چاہیئے کیونکہ اکثر کا کوئی سرغروہ نہا جلد نہین آئی پیچھا تا [۵۳] الورفقرہ ۱۴ "جن لوگون کو کلیسا کا پہاڑ اور ستون سمجھا جاتا تھا اور منتخب لوگون مین وہ شمار کیے جاتے تھے کیا خود یہہ لوگ بغیر جبر اور طلبی کے قاضی کے پاس نہین گئے کہ خداوند کے شہیدون کو ان ترشرو بلکہ نفس پرور مسلمانون کے سامنے متہم کرین۔ کیا مسیح کے گلہ بانون اور کلیسا کے عالمون نے اساقف آبا اور سرآوردہ عیسائی ہیرون نے ان شایقین شہادت کو برگشتہ مذہب نہین قرار دیا" (دیین بیوم ۱ صفحہ ۵۲۹) [۵۴] الور فقرہ ۱۴ "ہمارے لوگون کے سامنے کیا عذر پیش کر سکتے ہین جنکو ہمنے کلیسا سے خارج کیا اور قسم لی کہ وہ کبھی شہادت کی عزت حاصل نہ کرین؟ جنکو ہمنے منع کر دیا کہ وہ فوج غلطیون پر معترض نہون اور لعنت کہکر ملعون شمار کیا کہ وہ گناہ کیا کہ انجیل اور صلیب لیکر انکو زبردستی حلف دیا اور گناہ ہی نہین کیا بلکہ وحشیانہ جنگجوئی سے اور ایسی سزاؤن کا انکو خوف دلایا جو کبھی دیتے تھے۔ ہاتھہ پر کٹنی اور کوڑے لگنے کی سخت اور ہولناک تکلیفون سے ڈرا کر ہم نے اُن کو مجبور کیا (دیین تو م ۱ صفحہ ۵۳) [۵۵] بوہ دیین صفحہ ۱۹۹۔

علمای اسلام میں تعصب کا جوش پیدا ہوا اور عیسائیوں اور یہودیوں کو رفتہ رفتہ خیال مسلمانوں کو جنمیں حکیم شاعر اور عالم شامل تھے یکساں تکلیفیں اُٹھائیں لیکن ایسے واقعات سلاطین اسلامیہ کی طریق صلح کل میں جس کا پاس عیسوی رعایا کے ساتھ ان کو ہمیشہ تھا مستثنیات سے تھے۔

ہسپانیہ کے ایک مسلمان نے جو ۱۶۱۰ء میں مسلمان قوم مورسکو کے استیصال کے وقت اپنے وطن ہسپانیہ سے نکالا گیا تھا انکیزیشن (احتساب مذہب) کی سختیوں پر اعتراض کیا ہے اور مسلمانوں کی تعصبی اور صلح کل طریق کی حمایت اس عبارت سے کی ہے کیا ہماری بزرگان فاتح جبکہ انکو کامل قوت حاصل تھی کبھی ان باتوں کی کوشش کی کہ وہ عیسوی مذہب کو ہسپانیہ کی ملک سے قطعاً نیست و نابود کر دیں کیا تمہارے باپ دادا جبکہ ہماری بزرگون کی تحویل میں وہ جکڑی ہوئی تھی اس بات کی تکلیف نہیں دی گئی کہ وہ آزادی سے اپنے مذہب کے پابند رہیں۔ کیا ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم نہیں ہے کہ مسلمانوں کی تلوار جس قوم کو فتح کرے وہ ایک قلیل سالانہ محصول دیکر اپنے مذہب پر سلامت رہنے کی مجاز ہو خواہ وہ مذہب کیسا ہی مہمل ہو اور جو مذہب اسکو پسند ہو وہ اختیار کرے۔ اگر زبردستی مسلمان کرنے کی یہی چند مثالیں ہیں تو وہ اسقدر کم ہیں کہ بیان کی ضرورت نہیں۔ اور اس فعل کے مرتکب وہ لوگ تھے جنکو خدا اور رسول کا ڈر نہیں تھا۔ اور جنہوں نے اس کام میں اسلام کے مقدس ہدایتوں اور احکام کے بالکل خلاف اور برعکس عمل کیا۔ اور یہہ ہدایتیں اور احکام ایسے ہیں جنکے خلاف بغیر توہین اسلام کے کوئی شخص جو مسلمان کہلایے جانے کا شایان ہے نہیں کر سکتا۔ عیسائیو تم کوئی ایسی خون کی پیاسی عدالت جو مختلف فرقون کا ایمان پرکھنے کے لیے بنائی گئی ہو اور جو تمہاری ظالم عدالت انکیزیشن کی مانند ہو یا اوس سے ذرا بھی مشابہ ہو ہم مسلمانون کے ہاں نہیں بتا سکتے۔ یہہ سچ ہے کہ ہم ہر شخص سے جو ہمارا دین قبول کرے ہاتھہ پھیلا کر گلے ملنے کو تیار ہیں۔ لیکن قرآن پاک ہمکو اجازت نہیں دیتا کہ لوگون کے کانشنس (ایمان) پر ظلم و تعدی کریں۔ ہم جن لوگون کو مسلمان کرتے ہیں انکو ہر طرح کی عزت دلاتے ہیں ہماری بیٹیون سے نکاح کرتے ہیں اور اعتماد اور عزت کے منصبون پر وہ مقرر کیے جاتے ہیں۔ ہم انکو صرف اپنا سا لباس پہننے پر مجبور کرتے ہیں تاکہ وہ ظاہر میں بھی سچے

مومن نظر آوین - اگر وہ علانیہ ہمارے مذہب کی توہین اور بے ادبی نہ کرین تو ہم انکے کانشنس کا امتحان نہین کرتے - البتہ اگر ایسا قصور اُنسے ہو تو ہم اُنکو اُنکے لائق سزا دیتے ہین - کیونکہ اُنکا مذہب تبدیل کرنا خود اُنکی مرضی سے تہا نہ کہ جبر سے[۱]

مسلمانون کی یہہ بہی بے تعصبی ایک عرضداشت کا مضمون قرار پائی جسکو ۱۶۰۲ء مین بلنسیہ کے مطران نے بادشاہ فلپ سوم کی خدمت مین اس غرض سے روانہ کیا کہ مسلمان قوم مورسکی کو ہسپانیہ سے خارج کرنیکی صلاح دے - عرضداشت کا عنوان "قوم مورسکی کا کفر اور بغاوت" تہا - اور مسلمانون کی بے تعصبی کی نسبت یہ فقرہ تہا کہ "مسلمان کسی بات کو ایسا روا نہین جانتے جیسا کہ کانشنس کی آزادی کو وہ جائز رکہتے ہین اور سب ترک اور مسلمان اپنی رعایا کو مذہبی آزادی دیتے ہین"[۲]

مسلمانان ہسپانیہ کے دلون مین اسلام کی بنیاد کا پختہ ہونا اس واقعہ سے ثابت ہے کہ ۱۶۱۱ء مین جب مورسکی قوم کے لوگ جو وطن ترک کرنے سے باقی رہ گئے تہے ہسپانیہ سے نکالے گئے تو باوجود اس بات کے کہ ایک صدی تک ان پر جبر ہوا تہا کہ ظاہر مین عیسوی مذہب کے پابند رہین وہ اپنے آبائی دین اسلام پر ثابت قدم رہے - ۱۶۱۰ء مین تقریباً دس لاکھ مورسکی مسلمان وطن سے بیوطن کیے گئے جو مورخین کہ اس تعداد کا کم اندازہ کرتے ہین وہ بہی چھہ لاکھ لکھتے ہین - غرض اس طرح ایک قوم کو ملک سے نکال دینا ایسے ملک کے لیئے سخت صدمہ اور نقصان کا باعث تہا جس مین پہلے بہی ملک کے اصلی باشندے زیادہ نہ تہے[۳] شہر کے شہر اور گانون کے گانون آدمیون سے خالی ہوگئے - گھر بوسیدہ ہوکر کہنڈر ہوگئے کیونکہ انکا کوئی بنانیوالا نہ تہا[۴] - یہہ مورسکی مسلمان اصلی باشندگان ہسپانیہ کی اولاد تہے جن مین عربون کا خون کم یا بالکل نہ تہا - اس دعوے کے ثبوت مین کہ اُن مین عربون کا

---

[۱] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۹۷ - ۲۹۸ - [۲] مورگن دوسری جلد صفحہ ۳۴۵ - [۳] مورگن دوسری جلد صفحہ ۳۱ - [۴] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۲۶ - [۵] مورگن دوسری جلد صفحہ ۳۳۷ -

میل کم یا بالکل نہ تھا جو دلائل ہین وہ طویل ہین اور یہان انکو درج کرنے کی ضرورت نہین صرف ایک بات بیان کرتے ہین جسکی شہادت ایک مکتوب سے ملتی ہے جو ۱۳۱۱ء مین تحریر ہوا تھا۔ اُس مین لکھا ہے کہ دو لاکھ مسلمانون مین سے جو اُس وقت غرناطہ کے شہر مین آباد تھے پانچ سو سے زیادہ مسلمان عربی النسل نہ تھے۔ باقی کل مسلمان ہسپانیہ کے خاص نومسلم باشندون کی اولاد تھے[۱]۔ یہہ بات غور کے قابل ہے کہ ہسپانیہ مین جبکہ اسلامی قوت کا اخیر زمانہ تھا تو ایسے وقت مین بھی عیسائی اسلام قبول کرتے رہے۔ اسلامی سلطنت غرناطہ کے زوال کے سات برس بعد ۱۴۹۹ء مین جو واقعات پیش آئے۔ اون کے لکھنے مین ایک مؤرخ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوم مور کے چند عیسائیون نے پیغمبر عرب کا دین قبول کر لیا[۲]۔

---

[۱] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۸۹۔ [۲] سٹرلنگ ماکس ول (پہلی جلد صفحہ ۱۱۵۔

باب ششم

یورپ کی عیسائی قومون مین ترکون کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت

عثمانی ترکون کا حال تیرھوین صدی عیسوی کی ابتدا سے شروع ہوتا ہے یہ زمانہ وہ تہا کہ تقریبا پچاس ہزار ترکون کا ایک گروہ مغلون سے بہاگ کر سلطان قونیہ کی مدد کو آیا اور یونانیون اور مغلون کے مقابلہ مین جو خدمات اس ترکی گروہ نے کین اُنکے صلہ مین سلطان قونیہ نے ایشیا کوچک کے شمال مغربی ملک کا ایک حصہ اُسکو دیدیا۔ اور یہہ ہی سلطنت عثمانیہ کی ابتدا ہوئی جسکی ترقی اول سلجوقیون کی سلطنت کو جسکے ٹکڑے ہو گئے تہے شامل کرنے سے ہوئی اور پہر جب سمندر طے کر کے یہہ ترک یورپ مین پہونچے تو عیسائیون کی سلطنتون پر قابض ہوتے گئے یہانتک کہ ۱۴۸۳ء مین شہر وائنا کے دروازون کے سامنے اُنکی ترقی مسدود ہوئی۔[1]

عیسائیون پر ترکون کی حکومت تو اوسی وقت سے ہوگئی تہی جبکہ ایشیا کوچک مین اُنکی

[1] یہان ترکون کی ملکی فتوحات کو تفصیل سے بیان کرنیکا موقع نہین ہے لیکن مختصر حال یہہ ہے کہ ۱۳۵۳ء مین ترک یورپ مین داخل ہوے اور چند سال کے بعد ایڈرینوپل فرنگستان مین انکا دار الحکومت قرار پایا۔ سلطان بایزید (۱۳۸۹-۱۴۰۲ء) کے دور حکومت مین سوا مے چلکی وائیک اور اُن اضلاع کے جو قسطنطنیہ کے گرد تہے ترکونکی عملداری بحر ابجیہ مین سے یا نیوب تک ہوگئی جس مین بلغاریا۔ مقدونیا۔ تسلی۔ اور تہریس شامل تہے۔ سلطان مراد (۱۳۵۹-۱۳۸۹ء) نے چلکی وائیک پر قبضہ کیا اور بحیرہ اور یا ملک کی طرف فتوحات کو ترقی دی۔ سلطان محمد ثانی (۱۴۵۱-۱۴۸۱ء) قسطنطنیہ۔ البانیا۔ بوسینا۔ اور سرویا کو فتح کر کے جنوب مشرقی جزیرہ نما کا مالک ہوگیا۔ ساحل کی طرف ملک کے ایسے حصہ جو وینس اور جنیوا نگر کی بستیون کے قبضہ مین تہے چہوٹ گئے۔ سلطان سلیمان ثانی (۱۵۶۶-۱۵۲۰ء) نے ہنگری کو قلمرو عثمانیہ مین شامل کیا اور بحر ابجیہ کو ترکون کا سمندر بنا لیا۔ سترھوین صدی عیسوی مین جنیوا پر کریٹ فتح ہوا اور بادولیا پولینڈ کی سلطنت نے ترکون کو دیدیا۔

سلطنت کو وسعت حاصل ہوی تہی لیکن جبتک مشرقی سلطنت روما کا دارالحکومت یعنی قسطنطنیہ
اونکے تصرف مین آگیا اسلامی گورنمنٹ اور عیسوی کلیسیا مین تعلقات پختہ بنیاد پر قائم نہوسکے
سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے اور شہر مین امن ہونے کے بعد پہلا انتظام یہ
کیا کہ یونانی کلیسا کا حامی اور سرپرست بنا تاکہ عیسائی اُسکی اطاعت قبول کرین۔ عیسائیون
پر سختی ہونے کی ممانعت کردی اور ایک فرمان جاری کیا جسکے بموجب قسطنطنیہ کے نیے بطریق
کو اور اُسکے جانشینون اور ماتحت اسقفون کو قدیم اختیارات جو حکومت سابقہ مین اُنکو حاصل تھے
دیے گئے اور جو ذریعے اونکی آمدنی کے تہے وہ بحال ہوے اور جن قواعد سے وہ مستثنےٰ تھے
اون سے بدستور مستثنےٰ کیے گئے۔ گناہ دوس کو جو ترکون کی فتح کے بعد قسطنطنیہ کا پہلا بطریق
ہوا سلطان نے اپنے ہاتہہ سے وہ عصا عنایت فرمایا جو اُسکے منصب کا نشان تہا اور ایک
خریطہ جسمین ایک ہزار اشرفیان تہین اور ایک گہوڑا جسپر بہت تکلف کا سامان تہا اُسکو دیا اور
اجازت دی کہ وہ اپنے قدیم سامان جلوس کے ساتہہ شہر مین سوار ہوکر دورہ کرے[۵۷]۔ ترکون
نے صرف یہی نہین کیا کہ کلیسیا کے سب سے بڑے افسر کی وہی عزت اور وقعت قائم رکہی جو اُسکو
عیسائی شہنشاہان روم کے وقت مین حاصل تہی بلکہ عدالت کے وسیع اختیارات بہی اوسکو دیے
بطریق قسطنطنیہ کی عدالت ایسے کل مقدمات کو جس مین فریقین مسیحی المذہب ہون فیصلہ کرتی تہی
جرمانہ کرنے اور مجرمون کو قید کی سزا دینے کے اختیارات جسکے لیے علحدہ قید خانے بنے
ہوے تہے اور خاص صورتون مین سزاے موت کے حکم دینے کا اختیار بہی اسکو حاصل تہا
وزراے سلطنت اور ترکی حکام کو ہدایت تہی کہ اس عدالت کے فیصلون کی تعمیل کرین سابق
کی عیسوی سلطنت نے رعایا کو مذہبی امور مین ہر طرح کی دست اندازیان کی تہین لیکن ترکون نے اُنمین کچہہ دخل نہین دیا
بطریق اور اُسکی مذہبی مجلس کو پورے اختیارات مذہب اور مذہبی انتظام کے بارہ مین حاصل ہوے بطریق مجاز تہا کہ مذہبی شوونکی
مجلس کو جب چاہے جمع کرے اور اُسکے ذریعہ سے عیسوی فقہ اور اصول کی تمام مسائل کو بغیر سلطنت کی مداخلت کے طے کرے

---

۵۷ نرانطیس صفحہ ۳۰۵-۳۰۶-

اور چونکہ ایک حیثیت سے وہ سلطانی عہدہ دار بھی تھا اس لیے اُسکے اختیار مین تھا کہ مصیبت زدہ عیسائیونکی حالت کی اصلاح اسطرح کرے کہ نا منصف ترکی گورنرون کے کامون سے سلطان کو اطلاع کرے یونانی اُسقف جو اضلاع مین تھے اُنکی بھی بہت عزت تھی اور عدالت کے اختیارات اُنکو بھی دیے گئے تھے کہ موجودہ زمانہ تک انھون نے اپنے علاقون مین عیسائیون پر ترکی حاکمون کی طرح حکومت رکھی - گویا اُنکو وہ درجہ اور مرتبہ حاصل تھا جو عیسوی سلطنت سابقہ مین عیسائی اُمرا کو تھا لیکن ان امرا کو ترکون نے قطعاً نیست و نابود کر دیا تھا - دریافت ہوتا ہے کہ طبقہ اعلیٰ کے قسیس بجاے اسکے کہ عیسائیون کے پیشوای مذہب ہون زیادہ تر ترکون کے اہلکار ہوتے تھے - اور عیسائیون کو ہمیشہ اس بات کا سبق پڑہاتے تھے کہ سلطان کو خدا کی طرف سے کلیسیاے یونان کی حفاظت سپرد ہوی ہے - چنانچہ کچھ زمانہ کے بعد سلطان کی طرف سے فرمان جاری ہوا کہ کلیسیاے یونان کے معتقد عیسائی گرجاؤن کو اپنے تصرف مین لائین جنکو مساجد کے لیے ضبط نہین کیا گیا تھا اور عیسائیون کو اختیار دیا گیا کہ مذہبی رسوم اپنے اپنے دستور کے مطابق علی الاعلان[1] ادا کرین -

باوجودیکہ دولت عثمانیہ کے اُن صوبجات مین جو یورپ مین واقع تھے عیسائیون کی تعداد ترکون سے بہت زیادہ تھی لیکن مذہبی آزادی اور جان و مال کی حفاظت نے جو اُنکو بخوبی حاصل ہوئی عیسائیون کو نیے حاکمون کا بالکل مطیع بنا دیا - اور اُنھون نے سلطان کی حکومت کو ہر ایک عیسائی حکومت پر ترجیح دی - فی الحقیقت ملک کے بہت سے حصون مین یونانی عیسائیون نے فرینک اور وینس کی طامع اور ظالم حکومت سے جس نے روم کی عیسائی سلطنت سے یونان کے جنوبی ملک پلاپی نیس اور اُور حصون پر قبضہ کرنے کے لیے مدت تک تنازع رکھا تھا ترکون کو اپنا نجات دینے والا تصور کیا - فرینک اور وینس والون نے یونان مین فیوڈل سسٹم جاری کیا تھا (یعنی رعایا کو گورنمنٹ اس شرط پر زمین دیتی تھی

[1] فلنے - تیسری جلد صفحہ ۵۲۱ - ایظیبوس - دوسرا حصہ صفحہ ۵۷ - ایم ہوسن تیسری جلد صفحہ ۵۲ - ۵۴ -

کہ ضرورت کے وقت اس عطیہ کا معاوضہ فوجی خدمات سے کیا جاوے۔ اس انتظام سے رعایا کی حالت غلامی کی حالت سے بھی بدتر ہوگئی تھی۔ اور چونکہ یہ حاکم زبان اور قوم اور مذہب مین رعایا سے اختلاف رکھتے تھے اس لیے رعایا اون سے سخت نفرت کرتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر کوئی اور قوم اوس پر مسلط ہوئی تو اُسکی حالت کچھ بہتر ہوجاویگی کیونکہ جیسی ابتر حالت اسوقت تھی اس سے زیادہ بدتر ہونی ناممکن تھی۔ اگرچہ ترک بھی غیر تھے جنہون نے وینس کی ظالم حکومت سے اُنکو نجات دی تھی لیکن رومن کیتھولک عیسائیون کے مقابلہ مین جو وینس والون کا مذہب تھا کافر ترک کو انہون نے ترجیح کے قابل سمجھا۔ یونانی عیسائی جنکو روم کی عیسوی سلطنت سے بہت تعلقات تھے وہ بھی عیسوی سلطنت پر غیر کی حکومت ہونے کو بُری نظر سے نہین دیکھتے تھے۔ پالیولوگی کے شاہی خاندان نے اپنے عہد مین جو ظلم اور سختیان کین اونکے خیال تک سے خوف آتا ہے "ایمپرر نکی خیانت اور بداعمالی۔ قسیسون کا غلبہ اور ظلم۔ قانون کی تخریب سے رعایا پر تشدد۔ گورنمنٹ کا لالچ۔ تجارت کے اختیارات۔ مالی انتظام اور محصول جمع کرنے والون کا لشکر۔ غرض ان سب چیزون نے مظلوم رعایا کے تمام حقوق تلف کر دیئے تھے اور اسکو ترقی یا تلافی کی امید باقی نہین رہی تھی"۔ شاید لوگ خیال کرین کہ طرفداری کے جوش سے ایسا تحریر ہوا ہے اس لیے ایک عہد نویس مؤرخ کے قول سے اس عبارت کی تصدیق کرتے ہین۔ روسی مؤرخ جنسے عیسوی

---

۵۱ ایک سیاح جسنے ۱۳۰۰ء مین جزیرۂ قبرص کا سفر کیا وینس والون کے ظلم کا حال لکھتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مقبوضہ ملکون پر کس طرح جور و ستم کرتے تھے قبرص کے ذکر مین لکھا ہے "قبرص کے تمام باشندے وینس والون کے غلام ہین۔ زمین کی پیداوار اناج شراب۔ تیل۔ مویشی غرض جس چیز سے رعایا کو آمدنی ہو یا جسقدر یہ مال بڑھے اُسکا تہائی حصہ وینس کی گورنمنٹ رعایا سے وصول کرتی تھی۔ رعایا مین سے ہر شخص مجبور تھا کہ ہفتہ مین دو دن تک سرکاری بیگار مین جہان اُسکو بتا دیا جاوے کام کرے۔ اگر کوئی شخص اپنے کام کی وجہ سے یا بیماری سے معذور ہو کر ایسا نہ کر سکا تو جسقدر دن تک وہ غیر حاضر رہا ہو اسکے حساب سے جرمانہ دینا ہوتا تھا علاوہ اسکے کوئی نہ کوئی سالانہ محصول بھی ادا کرنا جاری رہتا تھا اور اسکی وجہ سے غریب رعایا اسقدر مظلوم اور پریشان رہتی تھی کہ جسم اور جان دونون کو وصل کرنا ہی اب اُنکو دشوار تھا" (ماریٹن بارٹن کا سفرنامہ صفحہ ۳۷۳) ۵۲ فنلے۔ تیسری جلد صفحہ ۵۰۲ ۵۳ اور کوہارٹ منقولہ کلارک "یورپین ٹرکی کی قومین" صفحہ ۸۲۔

قسطنطنیہ کے زوال کا حال لکھا ہے وہ بھی اسیطرح کا الزام گورنمنٹ پر عائد کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ "بغیر قانون کے خوف کے ہر ایک سلطنت ایسی ہے جیسے بے لگام گھوڑا شہنشاہ قسطنطین اور اُسکے جانشینون نے اپنے امیرون کو اجازت دی کہ رعایا پر ظلم کرین اُنکی عدالتون سے انصاف اُٹھ گیا اور اُنکے دلون مین ہمت باقی نہ رہی۔ جنھون نے بیگناہون کے آنسوؤن اور خون سے خزانے جمع کر لیئے۔ یونانی سپاہی اپنے زرق برق لباس پر ناز کرتے تھے۔ رعایا کو سلطنت سے بغاوت کر کے ندامت نہ ہوتی تھی اور سپاہی کو لڑائی سے بھاگنے مین غیرت آتی تھی۔ آخرکار خدا نے ان نالائق حاکمون پر اپنی بجلی گرائی اور سلطان محمد فاتح کو پیدا کیا جسکے لڑانے والے لڑائی سے خوش ہوتے ہین اور جسکے جھنڈے امانت مین خیانت نہین کرتے۔" اس تعریف[۵۲] کا اخیر جملہ موجودہ نسل کے کانون کو کھٹکے گا جنکو پچاس برس سے اس بات کی ضرورت پیش آئی ہے کہ ترکون کی بے انصافیون کے شاکی رہین۔ لیکن ترکون کے انصاف اور عدالت کی صاف صاف شہادت قدیم زمانہ کے متعدد مورخون سے دستیاب ہوتی ہے۔ بارنٹیم کا مورخ جسنے قسطنطنیہ کی فتح کا حال لکھا ہے لکھتا ہے کہ بایزید جیسا خشمناک سلطان بھی عیسائیون کے ساتھ فیاضی اور دریا دلی سے پیش آیا عیسائیون کو اپنے دربار مین داخل کر کے اُنکے دلون کو تسخیر کیا۔ سلطان مراد ثانی کو عدالتون کے انتظام کی طرف توجہ کرنے سے نہایت شہرت حاصل ہوئی اور اُن تمام خرابیون کی اصلاح ہوگئی جو عیسائی شہنشاہان روم کے وقت کی تھین۔ ترکی حکام مین سے ایسے لوگون کو جنھون نے رعایا پر ظلم کیئے سخت سزائین دین۔ فتح قسطنطنیہ

---

[۵۱] کارسیین پانچوین جلد صفحہ ۴۳۴ [۵۲] ٹرن کر سیوس نے بھی ایسی ہی تعریف کی جوش مین لکھا ہے "یہ تعجب کی بات ہے کہ ان وحشی لوگون مین (یعنی ترکون مین) اور ایسے بڑے اور گنجان شہر مین قتل کے وقعات سننے مین نہین آتے اور بے انصافی کسی کے ساتھ نہین ہوتی۔ ہر شخص کے ساتھ انصاف کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان دمرانیہ دارالحکومت قسطنطنیہ کو تمام دنیا کا دارالامن کہتا ہے۔ کیونکہ جسقدر آفت زدہ لوگ ہین انکو اس شہر مین پناہ ملتی ہے۔ انصاف سب کے ساتھ خواہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ عیسائی ہو یا کافر یکسان ہوتا ہے (ترکو گریکیا صفحہ ۴۸۰) (مطبوعہ بازیل ۱۵۸۴ء) [۵۳] فرانظیس صفحہ ۹۲ فرانظیس صفحہ ۹۰

کے بعد ایک صدی تک نہایت لائق سلاطین نے مضبوط اور مستحکم انتظام سے تمام قلمرو مین
امن قائم رکھا اور ملکی نظم ونسق نہایت تعریف کے قابل جاری کیا اگرچہ یہ انتظام ایسا نہ تھا
کہ مسلمانون اور عیسائیون کو یکسان انصاف ملتا لیکن اوسنے یونانیون کی حالت کو سابق کی
حالت سے بدرجہا بہتر کردیا۔ اب عیسائیون پر بیگار کی مصیبتین کم ہوگئین اور غیر معمولی محصول
اُن سے شاذ ونادر لیے جاتے تھے جو محصول وہ ادا کرتے تھے وہ اُن آفتون کے مقابلہ مین کچھ
حقیقت نہ رکھتا تھا جو فرینک اور بازنتیم کے عہد حکومت مین فیوڈل انتظام کے جاری ہونے
سے رعایا پر ہمیشہ نازل رہتی تھین۔ یورپ کے کل عیسائی ملکون کے مقابلہ مین ترکون کی
سلطنت گورنمنٹ کی خوبی کے لحاظ سے زیادہ عمدہ اور شایستہ تھی۔ اور سلطانی گورنمنٹ
کے زراعت پیشہ عیسائیون کو عیسائی بادشاہون کی زراعت پیشہ رعایا کے مقابلہ مین زیادہ
آزادی حاصل تھی اور اپنی محنت کا ثمرہ بیشتر ملتا تھا۔ ملک کی تجارت کو بھی مسلمانون کے عہد
حکومت مین زیادہ ترقی ہوئی۔ کیونکہ زمانہ سابق کے ترکی سلاطین رعایا مین تجارت کو ترقی دینے
کے ہمیشہ حامی اور سرپرست رہے۔ جب ترکون کے دور حکومت مین عیسائیون کو بازنتین
گورنمنٹ کے ظلم اور ستم سے نجات ملی تو اکثر بڑے بڑے شہرون کے لیئے ترقی اور بہبودی
کا زمانہ شروع ہوگیا۔ ان مین سے پہلا شہر نارسیا کا تھا جو ۱۳۳۰ء مین مدت کے محاصرہ
کے بعد عمدہ شرائط تجویز ہوکر سلطان ارخان کے حوالے ہوا۔ قدیم باشندگان رومائی طرح کو ترکون
کو بھی سڑکون اور پلون کی تعمیر کا شوق تھا اور انہ ریعون سے وہ اپنی قلمرو مین تجارت کو ترقی
دیتے تھے۔ غیر حکومتین دولت عثمانیہ کے عیسائی سوداگرون کو اپنے بندرگاہون مین داخل
ہونے دیتی تھین اور عیسوی سلطنت روم کے زمانہ کی طرح انکو روکتی نہ تھین۔ اب عیسائی سوداگر
عثمانی نشان اپنے جہازون پر لگاکر ترکون کا لباس اور طریقہ اختیار کرتے تھے اور مغربی یورپ
کی تمام قومین اُنکی وہ عزت اور توقیر کرتی تھین جو رومن کیتھولک عیسائیون نے کلیسای

۱۵ فنلے۔ پانچوین جلد صفحہ ۵۔ ۱۲۳۔ ۱۲ ہیز برگ صفحہ ۴۶۷ و ۴۶۴ و ۶۵۰ ۱۳ فنلے پانچوین جلد صفحہ ۱۵۰

یونان کے عیسائیون کی اب تک نہ کی تھی۔

لیکن ان خوبیون کے ساتھہ کہ ترکون نے عیسائیون سے بالعموم جابرانہ کیا اور انکو مذہبی آزادی دی ایک بات مستثنیٰ بھی ہے اور وہ یہہ ہے کہ عیسائیون کے بچے خراج مین وصول کیے جاتے تھے جنکو کم عمری مین اُنکے ماباپ سے چھین کر ینگچری کی مشہور ومعروف فوج کے لیے تیار کیا جاتا تھا۔ سنہ ۱۳۳۰ء مین سلطان ارخان نے اس فوج کو جاری کیا تھا جو صدیون تک سلاطین روم کی قوت بازو رہی۔ یہہ فوج اسطرح قائم رکھی گئی کہ ہر چوتھے برس اُس کے لیے لڑکے جمع کیے جاتے تھے سلطان کے اہلکار ایسے اضلاع مین دورہ کرتے تھے جن پر بچون کا خراج لگایا گیا تھا۔ چھہ برس سے لیکر نو برس کی عمر کے لڑکے منتخب کیے جاتے تھے۔ مفتیون نے اس وحشیانہ خراج کے جائز ہونے کی تاویل یہ کی تھی کہ یہہ لڑکے پانچوان حصہ اُس مال غنیمت کا ہین جو قرآن کے بموجب بادشاہ کا حق ہے۔ اور انہون نے یہ بھی فتویٰ دیا تھا کہ زبردستی مسلمان کرنے کی جو ممانعت شریعت مین ہے اُسکا لحاظ ان لڑکے کے ساتھہ بھی ہونا ضرور ہے لیکن یہ لڑکے ایسے صغر سنی مین مسلمان معلمون سے تعلیم وتربیت پاتے تھے کہ یہ ممانعت عملاً کوئی اثر نہ رکھتی تھی۔ یورپ کے عیسائیون نے اس وحشیانہ خراج کو ہمیشہ نفرت اور غصہ کی نظر سے دیکھا اور ترکی سلطنت مین جن سیاحون نے سیر وسفر کیا انہون نے نہایت دلسوز حالات اُن لڑکون کے لکھے ہین جنکی گودون سے یہ بچے چھین لیے جاتے تھے۔ لیکن ینگچری فوج جب اول ہی دفعہ تیار ہوئی تو عیسائیون نے خود اپنی مرضی سے داخل ہو کر اُسکی تعداد کو بڑہا دیا۔ جن صورتون مین یہہ خراج شروع ہوا اُنکو تحقیق کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خود یونانیون نے اُسکی طرف سے کیون بے پروائی ظاہر کی۔ تمام ملک لڑائیون سے ویران

سلہ قرآن۔ سورہ ۸ رکوع ۱ آیت ۴۲ سلہ قرآن سورہ ۹ آیت ۹۹ ۔۔۔ ۱۰۰ سلہ ان نو عمر عیسائیون کو مجبور نہین کیا جاتا تھا کہ اپنا مذہب تبدیل کرین۔ کیونکہ ترکی گورنمنٹ کے اصول اور احکام قرآن کے خلاف ہی کہ غیر مذہب والون کو زبردستی مسلمان کیا جاوے۔ البتہ اگر کوئی ترکی حاکم اپنے تعصب کی وجہ سے اسکے متعلق کسی سختی کرتا تھا تو اُسکی چیرکت گورنمنٹ کی طرف سے نہین ہوتی تھی۔ مگر کلام بالا کی طرف سے ایسے اختیارات ہرگز نہین دیے گئے تھے (ایم ہوسن تیسری جلد صفحہ ۲۹۰ و ۲۹۱ سلہ نظیر گرنگھ صفحہ ۳۰

پڑا تھا اور خاندان کے خاندان بھوک پیاس سے مرجانے کا خوف رکھتے تھے۔ عیسائیون کے بچے جو فوج کے واسطے لیئے جاتے تھے وہ اکثر یتیم ہوتے تھے جو بغیر اسکے ضائع ہو جاتے علاوہ اسکے عیسائیون کو غلام بناکر فروخت کرنے کا جو دستور اس زمانہ مین ہو چلا تھا اُسکے مقابلہ مین یہہ خراج ایسا خوفناک نہ تھا جیسا کہ ہمارا خیال ہے۔ اس دستور کی نسبت یقین کیا گیا ہے کہ وہ قدیم تھا۔ اور عیسائی شہنشاہان روم کے زمانہ مین بھی اُسکی مثل ایک قاعدہ جاری تھا جسکو اب ترکون نے اختیار کیا[۵۱] مورخون نے لکھا ہے کہ عیسائی لڑکون کی مقررہ تعداد جمع کرنے مین جبر کرنیکی بہت کم ضرورت پڑتی تھی بلکہ ماباپ خود آرزو کرتے تھے کہ اُن کے بچے ایسی خدمت پر مامور ہون جو عموماً اُنکی ترقی کا باعث ہوتی تھی۔ اور اسکا یقین تو والدین کو ہر صورت مین ہوتا تھا کہ اُن کے بچون کی غور و پرداخت ایسی ہوگی کہ اُنکی زندگی آرام سے بسر ہو جائیگی کیونکہ اِن کم عمر قیدیون کی پرورش اور تعلیم اس طرح ہوتی تھی کہ گویا وہ سلطان کی اولاد ہین[۵۲]۔ اگر یہہ بات سچی ہے کہ ماباپ اپنے لڑکون کو روپیہ دیکر واپس لے سکتے تھے تو اس خراج کی صورت کم وحشیانہ ہو جاتی ہے۔ غرض ان حالات کو دریافت کرکے جو اس خراج کے ظلم مین تخفیف پیدا کرتے ہین اور یہہ سمجھکر کہ جب کوئی بات رسم ہو جاتی ہے تو انسان اسکو آسانی سے برداشت کرتا ہے (گو یہہ بات اس وحشیانہ ظلم کے جائز ہونے کی دلیل نہین ہو سکتی) ہم خیال کر سکتے ہین کہ ترکی گورنمنٹ کے اس حکم سے جس سے یونانی عیسائیون کی حالت بہت ترقی پاگئی تھی عیسائی کیونکر رضامند رہے۔

علاوہ اسکے ترکی سلطنت کی عیسائی رعایا کو حفاظت کے معاوضہ اور فوجی خدمات سے

---

[۵۱] لیکن یہہ امر نہایت قابل افسوس ہے کہ جس طرح روم کے عیسائی شہنشاہ کسی شہر سے عیسائی بچون کو جو ذہانت اور لیاقت مین اوروں سے بڑھکر ہوتے تھے مالی اور فوجی عہدون کی تعلیم پانے کے واسطے لیتے تھے اسطرح ترکون نے بھی جب وہ بازنطین سلطنت کے مالک بنے اپنا حق ثابت کیا کہ عیسائیون سے انکے کم عمر لڑکے جو ذہین اور لائق ہون لے سکتے ہین"۔ (داؤد کرنیوس صفحہ ۱۳۰-۱۳۱)

[۵۲] کریسی صفحہ ۹۹ - دہوسن - تو م ۳ صفحہ ۳۹۷ لیکن ماباپ کو اجازت ہے کہ روپیہ دیکر اپنے لڑکون کو ترکی حاکمون سے واپس لے لین جو لڑکون کو بیچ کر تے ہین" (داؤد کرنیوس صفحہ ۱۳)۔ دی لاگویتہ نے بیان کیا ہے کہ ۱۶۶۹ء مین یہ اختیار کہ روپیہ دیکر بچون کو واپس لے لیا جاوے تینکے باشندون کو حاصل تھا۔ (سفر اٹینی کے حالات صفحہ ۲۰۷) (مطبوعہ لندن ۱۶۶۶ عیسوی)

بری رہنے کی عوض مین جزیہ دینا ہوتا تھا۔ ترکی قانون کے مطابق جزیہ کی شرح ڈھائی پونڈ پانچ اور دس عرش ہر صحیح البحثہ مرد کے لیئے اُسکی آمدنی کے حساب سے تھی۔ سترہوین اور سولھوین صدی عیسوی کے عیسائی مورخون نے عموماً یہ لکھا ہے کہ جزیہ کی رقم فی شخص ایک ڈکٹ کی تھی لیکن مختلف رقمین بیان کی گئی ہین۔ تین۔ پانچ اور ۵½ کراؤن یا ڈالر یہی جزیہ کی رقم لکھی گئی ہے اس اختلاف بیان کی وجہ غالباً یہ ہے کہ سترہوین صدی مین ترکی روپیہ کی قیمت غیر مستقل تھی اس امر کا صحیح اندازہ کرنے مین کہ عیسائیون کو جزیہ کی رقم کا ادا کرنا کس حد تک بار تھا نہایت طویل بحث اس بات پر کرنی پڑیگی کہ اس زمانہ مین روپیہ سے کس قدر سامان خریدا جا سکتا تھا۔ اور دیگر مصارف سے جزیہ کی رقم کو کیا مناسبت تھی۔ لیکن جزیہ کی جو مقدار تحریر ہوئی ہے اگر صرف اُسکا لحاظ کیا جاوے تو جزیہ کا دینا مذہب تبدیل کرنے کیلئے ہرگز صحیح عذر نہین ہو سکتا۔ چنانچہ سنہ ۱۷۰۰ عیسوی مین تورنفور نے جہان قوم کاندیت کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا ہے وہان لکھا ہے کہ "اس بات کا اقرار کرنا ضروری ہے کہ یہہ بدبخت (عیسائی) اپنے ایمان کو کوڑیون کے مول بیچتے ہین اور مذہب کے عوض جو کچھہ انکو ملتا ہے وہ ایک توعبا ہوتی ہے اور دوسرے اس بات کا نفع کہ جزیہ سے وہ بری ہو گئے۔ جزیہ کی رقم پانچ کراؤن سالانہ سے زیادہ نہین ہے"[۵] مصنف شیفلر نے بھی جس نے ترکون کی سلطنت مین عیسائیون کی حالت کو ایسا سیاہ کرکے بیان کیا ہے جسقدر سیاہ کرکے بیان کرنا ممکن

---

[۱] جورف فون ہام (۲) دوسری جلد صفحہ ۱۵۱ [۲] مارٹن کرو سیوس صفحہ ۳۸۷ سانسوو نیو صفحہ ۶۷ جرجیوز صفحہ ۹۹-۹۹ شیفلر فقرہ (۵۶) ہیڈلبرگ صفحہ ۶۴۳ - دی لاجونقیہ صفحہ ۲۶۶ [۳] جرجیز نیس صفحہ ۹ - تورنفور پہلی جلد صفحہ ۱۹ تاونیر (۳) صفحہ ۱۱ - [۴] سانسوو کے مطران جوزف جرجیس نے سنہ ۱۶۱۶ عیسوی مین جبکہ وہ لندن مین مقیم تھا ایک تصنیف لکھی اس کتاب مین اُسنے اپنے علاقہ مطران کی آمدنی کا حال لکھا ہے اس آمدنی کی تفصیل جو انگریزی کی اطلاع کیلئے لکھی گئی مقدار کے لحاظ سے زیادہ تصور نہین ہوتی جو تعین بیان کی گئی ہین انکو مقابلہ کرتے وقت یاد رکھنا ضرور ہے کہ مطران نے جزیہ کی مقدار تین کراؤن یا ڈالر لکھی ہے (صفحہ ۹) مطران لکھتا ہے کہ جب مین مقرر ہوا تو میری کلیسا کے تعلقہ زمینداریون سے ڈالر اور کلیساؤن نے بھی اپنی مقدور کے موافق روپیہ یا پیداوار میں ہر ایک تیس چاندی الر اور دوسرے برس مین دو ڈالر دیتا ہی جن لوگون کو کلیسا مین خدمت حاصل نہین ہی اُن مین سے ہر شخص پہلے برس مین ۴ ہا۔ دوسرے برس مین ۴ ہا آسپر دیتا ہے۔ (۱۷۵۵ عیسوی مین جو تجارت کا عہد نامہ انگلستان سے ہوا اُس مین ڈالر کی قیمت آسپر کی گئی تھی فلے۔ پانچ برس جلد صفحہ ۲۱) [۵] ساموس کے لوگ نکاح کی سند کو لیئے ایک ڈالر اور ماہر الروڈوس ڈالر ادا کرتی ہیں لیکن جو شخص دوسری یا تیسری دفعہ نکاح کرتا

پڑھتا ہے وہ تین یا چار ڈالر دیتا ہے [۱] صفحہ ۳۴۳ - ۳۴۴ [۵] تورنفور - پہلی جلد صفحہ ۹۱ -

ہے لکھا ہے کہ فی شخص ایک ڈکٹ دینا خفیف بات تھی لیکن لڑائی کے محصولون اور غیر معمولی محصولون پر جو عیسائیون کو دینے پڑتے تھے اُسنے زیادہ زور دیا ہے[۵۱] زمین کا محصول عیسائیون اور مسلمانون کے لیے یکسان تھا[۵۲]۔ کیونکہ اس قدیم فریق کو کہ مسلمان اپنی زمین کے لیے عشر دین اور جو مسلمان نہین ہین وہ خراج ادا کرین ترکون نے تسلیم نہین کیا تھا[۵۳] عیسائیون نے جو بیحد مصیبتین اُٹھائین وہ خاص خاص حاکمون کے تشدد سے پیش آئین جو منصب اور حکومت کے بل پر اپنے ماتحت لوگون سے روپیہ وصول کرتے تھے۔ اس قسم کی زیادتیان اسلامی قوانین کے خلاف ہی ہتین بلکہ ترکی گورنمنٹ کے زمانہ انحطاط سے پہلے وہ بہت کم نظر آتی تہین جبکہ مقامی حکام کی رشوت ستانی اور بے انصافیون سے جنکی یاد اش نہ ہوسکتی تھی گورنمنٹ خراب نہ ہوئی تھی[۵۴]۔ یورپ مین سلطنت عثمانیہ کے قائم ہونے پر اول دو صدیون مین جو حالت عیسائیون کی تھی اور اسکے بعد جبکہ سلطنت کا زوال شروع ہوگیا جو حالت عیسائیون کی ہوئی اُن مین بہت فرق ہے۔ لیکن یہہ بات غور کے قابل ہے کہ ایسے وقت مین جبکہ عیسائیون کی خراب حالت برداشت کے قابل نہ رہی تھی اشاعت اسلام کے واقعات نہایت کم پیش آئے۔ اٹھارہوین صدی مین جبکہ عیسائی ایسی سختیون مین مبتلا تھے کہ کبھی ایسی سختیان کسی زمانہ مین اُنپر نہ بیتی تہین عیسائیون کے مسلمان ہونے کا فکر کہین دیکھنے مین نہین آتا بلکہ اس زمانہ مین ترکون کی نسبت یہہ تحریر ہوا کہ وہ اپنے مذہب کی ترقی سے غافل ہین اور بد اعتقادی

---

[۵۱] شیفلر فقرہ (۵۰) اس ڈکٹ کا معاملہ نگاہ سخت ہوگا ہے یہ سچ ہے کہ سلطان ہر ایک عیسائی سے یہ ڈکٹ جزیہ لیتا ہے لیکن چونکہ اور غیر معمولی محصولون مین ترکی حکام کچھ دصول نہین کرتے۔ لڑائیون کے کونسے محصول ہین جو دینے نہین پڑتے... لیکن غیر معمولی محصولون کا انحصار بڑے یا چھوٹے وقت پر منحصر ہے اور مسلمانون کو بھی یہ محصول اسطرح ادا کرنے ہوتے ہین جیسے عیسائیون سے وصول کیے جاتے ہین۔

[۵۲] فنلے پانچوین جلد صفحہ ۲۴۰-۲۵ [۵۳] ہامر (۲) پہلی جلد صفحہ ۳۴۶ [۵۴] سلطان کی عیسائی رعایا پر سختیان ہونیکا خاص سبب یہ تھا کہ اصلی گورنمنٹ جو جبکا صدر مقام قسطنطنیہ مین تھا اُسکے اختیارات بیرونجات مین اچھی طرح تسلیم نہین کیجاتے تھے۔ یہ حکام اضلاع کا ظلم تمام جسنے ذاتی عداوتون سے تنگ پڑکے وہ سختیان پیدا کردین جو سلطنت عثمانیہ کو عیسائیون کو زمانہ سابق مین پیش آئین اور اب زمانہ پیش آتی ہین کسی قوم کے زمانہ عروج مین محکوم قوم کے ساتھ فیاضی و انصاف ہونا ممکن ہے لیکن ایسے وقت مین جبکہ اس حکمران

اور مذہبی شکوک مین مبتلا ہوگئے ہین[۱] - یہہ[۲] مرکہ عیسائیون کی تکلیفین گورنمنٹ کی خرابی سے نہین نہ کہ مذہبی ظلم سے اس سے ثابت ہے کہ مسلمان اور عیسائی یکسان سختیون مین مبتلا تھے البتہ مسلمانون کے مقابلہ مین عیسائیون کو زیادہ بُرے برتاؤ اور مالی نقصان کا سامنا رہتا ہوگا کیونکہ اُنکو اپنی شکایتون کی تلافی مین قانونی مشکلات درپیش تھین اس لیے احتمال ہے کہ مفلس عیسائیون نے مذہب تبدیل کرکے ان مصیبتون اور سختیون سے پیچھا چھڑایا ہوگا

اگر اب ہم عیسائی بچون کے خراج کو مستثنےٰ کردین جسکو یونانی عیسائیون نے بغیر مقابلہ برداشت کرلیا اور جسکی منسوخی اس وجہ سے پیش نہین آئی کہ عیسائیون نے اُسکے جاری رہنے

بقیہ صفحہ ۱۷۰ - قوم برزوال آرہا ہو تو ان اوصاف کا پتہ چلنا مشکل ہے"۔ پادری ڈنمن سے سریا اور سریا کے لوگ" (صفحہ ۵ لندن ۱۸۶۳ عیسوی) [۱] بوسن لو صفحہ ۳۴۳ - ۳۴۴ [۲] سلطانی گورنمنٹ نے مسلمانون کے ساتھ بھی عموماً وہی ظلم اور بے انصافی کا برتاؤ کیا جو مفتوح عیسائیون کے ساتھ ہوا تھا - یونانی عیسائیون کی تکلیفین حاکمون کے ظلم اور غرور اور بے انتظامیون سے تھین جو دولت عثمانیہ کے انتظامی صیغون مین پھیلی ہوئی تھین لیکن سلطان کی طرف سے براہ راست ایسے احکام جاری نہین ہوتے تھے جن سے یہ ظلم برپا ہون مسلمانون کو اپنے قاضی سے استقدر انصاف پانے کی توقع نہ ہوتی تھی جسقدر نیچ کے معاملات مین عیسائیون کو اپنے اسقف یا مذہبی حکام سے انصاف ملنے کا موقع حاصل تھا - (نئے چیٹی جلد صفحہ ۴-۵) "یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ سلطانی رعایا مین صرف عیسائی مظلوم اور ستمرسیدہ ہین نہین - ٹیکس کی بدانتظامیان سب کے لیے مساوی ہین - اور سب پر یکسان مصیبتین ڈالتی ہین - سلطنت کے بعض حصون مین مسلمانون کا افلاس عیسائیون کے افلاس سے فی الحقیقت بڑھا ہوا ہے اور مسلمانون کی خراب حالت ہوتی ہے جسپر سیاحون کو ترس آتا ہے" (ولیم فورسیتھ - دریائی ڈانیوب کے جنوبی سالونا ک صوبے صفحہ ۱۵۰ - ۱۵۸ مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء)، شمالی بلشاگو چک مین ہر طرح کا ظلم ستم مسلمانون اور عیسائیون پر یکسان ہے (جیمس برائس - نرائس فاتو سیہ اور اراضات صفحہ ۲۸۱) "یورپ کا خیال ہے کہ یہ صرف عیسائی ہین جو ترکی کی حکومت اور سختیون اور ظلمون کو جو اسکے ظلم سے ہوتی ہین برداشت کرتے ہین لیکن یہ بات نہین ہے مسلمان خاص کر اسوجہ سے کہ غیر حکومتون کو اُنکے ساتھ کوئی دلچسپی نہین ہے نہایت بیباکی سے لوٹے جاتے ہین اور خاص مسلمانون پر ان لوگون سے زیادہ ظلم ہوتے ہین جو پیغمبر عرب کے منکر ہین" (وہی لاجو نقیر صفحہ ۵۰) "جو کچھ اوپر لکھا ہے اُس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کے عیسائی بھی ایسی بُری حالت مین نہین ہین جیسے کہ ایشیا کوچک مین اسی وجہ کے ترک ہین - اگر یورپین ترکی کے عیسائی اسوجہ سے کسقدر نفع مین ہین کہ انکی تعداد ترکون سے زیادہ ہے تو ایشیا کے عیسائیون کو یہ اطمینان ہے کہ ایشیا مین ترکون پر بھی حاکمون کا وہی ظلم ہے جو عیسائیون پر ہے اور انکو ایسے مسلمانون سے سابقہ پڑتا ہے جو یورپ کے مسلمانون سے زیادہ حلیم زیادہ پابند مذہب اور بہتر اصول کے لوگ ہین"، "ٹومبیو ایم لیکے" "ایشیا کوچک

(۱) صفحہ ۱۷۰ دیکھو

کے خلاف کوئی ہنگامہ برپا کیا بلکہ ترکی رعایا کے بڑھنے اور عیسائیون کے مسلمان ہوکر فوج مین[۵۱] شامل ہونے سے وہ منسوخ ہوا تو جو برتاو سلاطین عثمانیہ نے عیسائی رعایا کے ساتھ کم سے کم دو صدیون مین یونان کی فتح کے بعد کیا اُس سے ظاہر ہے کہ ترکون نے عیسائیون کے ساتھ مذہبی آزادی اور صلح کل کے طریقے ایسے برتے کہ جنکی مثال اُسوقت تمام یورپ مین موجود نہین تھی - ہنگری کے کالونی عیسائی اور تری سلوانیا کے مواحد عیسائی متعصب شاہی خاندان ہاپسبرگ کے ہاتھون مین پڑنے سے ترکون کی اطاعت قبول کرنے کو ترجیح دیتے تھے[۵۲] - سائلیسیا کے پروٹسٹنٹ عیسائی انتظار کی آنکھون سے ترکون کی راہ تکتے تھے - اور اسلامی حکومت کی اطاعت کو قیمت مین لگاکر ترکون سے مذہبی آزادی خریدنے کے لیئے تیار تھے[۵۳] - یہہ ترکون ہی کی سلطنت تھی کہ پندرھوین صدی کے اخیر مین سپین کے بے شمار یہودی اُسمین پناہ کے لیئے آئے[۵۴] - اور یہ عثمانیہ حکومت تھی جسکے سایہ مین کاسک قوم کو جو قدیم طرز کا عیسوی مذہب کہتی تھی اور جسپر روس کے شاہی کلیسا نے سخت ظلم کیے تھے وہ مذہبی آزادی ملی جسکو ہم مذہب عیسائیون نے دینے سے قطعی انکار کردیا تھا[۵۵] - جب قوم یول کے لوگون نے جو رومن کیتھولک (جاثلیقی) عیسائی تھے قدیم مشرقی کلیسا کے عیسایون پر ظلم کیئے تو سترھوین صدی عیسوی مین بکائریس اطاکیہ کے بطریق نے اپنے تئین اس عبارت مین مبارکباد دی کہ "ہم اُن ہزارون شہیدون پر

(بقیہ حاشیہ ۱۷۱ کے حالات نقرہ ۱ الصفحہ ۱ مطبوعہ لندن ۱۸۵۳ء) مقابلہ کرو لارنس ولیفنوٹ کی کتاب "اورض گلید" صفحہ ۳۱ - ۳۲ مطبوعہ لندن ۱۸۵۳ء (۵۱) یہون کا شروع ولہون صدی عیسوی مین بالکل منسوخ ہوگیا - ۱۶۶۶ عیسوی مین اخیر دفعہ اسکا رسوا کیا گیا (۵۲) دیکھو لیڈی شیل صفحہ ۳۴۵ - ۳۴۶ شیفلر فقرہ ۴۵ - ۴۶ (۵۳) "یہ نہایت تعجب کی بات ہوگی اگر عام عیسائیون کی ہمدردی ترکون کی سلطنت مین ہمکو اچھا ہی کیونکہ جب ایک کٹ دیا جاتا ہے تو عیسائی بالکل آزاد ہو جاتی ہین اور ترک انکو مذہبی آزادی دیتے ہین اور وہ اپنے گرجاؤن مین نماز کے لیئے جا سکتے ہین بلکہ اعلیٰ درجہ کے عیسائی بھی ایسے ہین جنکو ترکون کی نسبت یہ اچھے خیالات رکھنے ہرگز مناسب نہ تھے لیکن جو ان باتون سے خوش ہوتے ہین گویا اپنی مصیبتون پر خوش ہین - یہہ بات خطرناک ہے نہین ہے بلکہ کافرانہ میا کی ہمدردی مبنی خیالات کے حالانکہ کسی اور چیز سے پیدا نہین ہوتی اس بات کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عیسائی پھر بگڑ جائینگے اور عیسوی دین کی بنیاد ہی کھڑ جائیگی" (شیفلر فقرہ ۴۸) (۵۴) یہ نظر کرو صفحہ ۶۵ - (۵۵) دیکھو بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳

روے جنکو ان ناپاک لوگون نے (پول) جو مذہب کے دشمن ہین چالیس یا پچاس برس مین قتل کیا یہ مقتولون کی تعداد ستر اور اسّی ہزار کے قریب تھی - اے کافرو - اے ناپاکی کے شیطانو - اے پتھر کے دل رکھنے والو - عورتون نے تمہارا کیا لیا تھا - لڑکیون اور لڑکون اور معصوم بچون نے تمہارا کیا کیا تھا کہ تمنے اُنکو مار ڈالا ..... اور مین قوم پول کو کس لیئے ملعون کہتا ہون ؟ مین اسلیئے انپر لعنت کرتا ہون کہ عیسائیون پر ظلم کرکے اور یہ سمجھکر کہ یونان کے کلیسا کو وہ مٹا دینگے اونھون نے اپنے تئین اُن لوگون سے بھی زیادہ ذلیل اور شریر ثابت کیا جو بتون کے پوجنے والے ہین - خدا ترکون کی سلطنت کو ہمیشہ اور ہمیشہ کے لیئے قائم رکھے - وہ جزیہ لے لیتے ہین اور ہمارے مذہب سے کچھ بحث نہین رکھتے - خواہ اُنکی رعایا عیسائی ہو یا نصرانی - یہودی ہو یا سامارتی - لیکن اس ملعون قوم پول کے لوگون نے عیسائی بھائیون سے جنھون نے اُنکی خدمت اور غلامی تک قبول کی محصول اور آمدنی کا دسوان حصہ ہی لیکر بس نہین کی بلکہ عیسائیون کو مسیح کے دشمنون یعنی ظالم یہودیون کے حوالے کیا جنھون نے اُنکو گرجا تعمیر نہ کرنے دیئے اور کسی قیس کو اُن مین رہنے نہ دیا جو اُنکے مذہب کے بھیدون سے واقف ہوتا" ستر ہوین صدی مین موریا کے یونانی عیسائیون نے جو دہ برس تک وینس والون کے پنجۂ عذاب مین رہ کر اپنے قدیم فرمانروا ترکون کا خیر مقدم کیا جنکی حکومت کا اُنکو پہلے تجربہ ہو چکا تھا - اٹلی کے ملک مین بھی ایسے لوگ موجود تھے جنکو ترکون کا اس امید مین انتظار تھا کہ مسلمانون کی اطاعت قبول کرنے کے بعد اُنکو بھی وہ مذہبی آزادی ملیگی جسکا عیسائی گورنمنٹ سے ملنا امید لاحاصل تھا - پس یہ بات صاف ظاہر ہے کہ سلطان

لہ مکاریوس پہلی جلد صفحہ ۱۸۳ - ۱۹۵ ۲ وی لاجو نقیر صفحہ ۳۴۲ - فصلے پانچوین جلد صفحہ ۲۲۲ ۳ عیسائیون نے اپنے دل مین آزادی کا عجب خیال پیدا کر رکھا ہے - اگر عیسوی حکومت مین ان عیسائیون نے کوئی بات حاصل کرنی چاہی وہ اُس مایوسی ہوئی تو درحقیقت وہ ترکون کو سب پر ترجیح دینے لگتے ہین - اور خیال کرتے ہین کہ ترکی اس آزادی کو کوئینی مین بہ نسبت عیسائیونکی زیادہ خیال مین" - وینس لوڈوکی وی دیوس کونتیوینی دینے کرستیانو فرمرتبے کا صفحہ ۲۲۲-۲۲۵ (مطبوعہ بالیے ۱۵۳۸ء) "بعض عیسائی یکلپس کرتی ہین کہ ترکونکی حکومت مین مذہب آزاد ہے" (راوٹوس بروفلانے نگیپین آف کرستیانوپل اوٹرتیو صفحہ ۳۱۲ مطبوعہ پیرس ۱۵۳۸ء)

ٹرکی کی سلطنت مین اسلام ہرگز تلوار کی زور سے نہین پھیلا۔ شاید انحطاط سلطنت کے زمانہ مین ٹھیک ٹھیک انصاف کی نہونے سے اور خاص خاص ترکی حاکمون کے ظلم سے بعض عیسائی مذہب تبدیل کرکے اپنی حالت کی اصلاح پر مجبور ہوے ہون لیکن ایسے ظلم کے واقعات ترکی سلطنت کی پہلی دو صدیون مین شاذ تھے۔ مگر ان ہی دو صدیون کا زمانہ وہ تھا جس مین عیسائیون نے کثرت سے اسلام قبول کیا۔ اور ترکون کو تبلیغ اسلام کا بہت خیال اور جوش تھا۔ لیکن اپنے قانون کے مطابق اُنھون نے عیسائیون کو مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔ اگر اس حالت مین ترکون نے اپنے قوانین سے تجاوز نہین کیا تو ضرور تعجب کی بات ہے۔ مگر ایک عیسائی نے جو بائیس برس تک ترکون مین قید رہا یہ لفظ لکھے ہین کہ ترکون نے کسی شخص کو اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہین کیا[۱]" اور عیسائیون سے بھی اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ ایک انگریز جس نے سترھوین صدی عیسوی کے شروع مین ٹرکی کا سفر کیا لکھتا ہے[۲]۔ کہ ایمان کسی شخص کے ایمان (کونشنس) پر جبر نہین ہوتا اور اگر ایسا ہو بھی تو بغیر کسی جرم کے موت کی سزا کا خوف کسی صورت مین دلایا جاتا"۔ سنہ ۱۶۶۳ء مین اس تحریر کے ۳ برس بعد شیفلر نے لکھا کہ "ترک عیسائیون[۳] کو جبر سے نہین بلکہ چالاکی سے مسلمان کرتے ہین اور عیسائیون کے دل سے مسیح کو فریب دیکر چھین لیتے ہین کیونکہ یہ سچ ہے کہ اس زمانہ مین ترک کسی ملک کو مسلمان کرنے کی نیت سے جبر و اکراہ استعمال نہین کرتے لیکن اور طریقے ایسے اختیار کرتے ہین جن سے مسیح مذہب کی جڑین چپ چاپ اکھاڑ پھینکتے ہین ..... اب سوال یہ ہے کہ آخر عیسائی ان ملکون سے کہان غائب ہو گئے ملک سے وہ نکالے نہین گئے اور نہ ترکون کے مذہب مین انکو زبردستی شامل کیا گیا۔ پس ظاہر ہے کہ وہ خود اپنی مرضی سے مسلمان ہو گئے"۔

ترک سمجھتے ہین کہ سب سے بڑا احسان جو وہ کسی کے ساتھ کر سکتے ہین یہ ہے کہ اسکو

---

[۱] ترکی سپور کیتے سگلا نبو صفحہ ۱۷۔ [۲] بلونٹ پہلی جلد صفحہ ۵۸۴ [۳] شیفلر۔ فقرہ ۵۱-۵۲۔

اسلام کی برکت دین اور اس کام کے لیئے اُنھون نے کوئی طریقہ بغیر آزمائے نہین چھوڑا۔[۱]
سولھوین صدی عیسوی مین ڈچ قوم کے ایک سیاح نے لکھا کہ جب وہ مسجد ایا صوفیا مین کھڑا اُسکی خوبصورتی کی تعریف کرتا تھا تو اس حالت مین چند ترکون نے میرے مذہبی خیالات پر اثر ڈالنا چاہا اور کہا کہ اگر تم مسلمان ہوجاؤ تو جبتک زندہ ہو اس خوبصورت مسجد مین ہر روز آسکتے ہو۔ سترھوین[۲] صدی عیسوی مین ایک انگریز سیاح کو بھی اسیطرح کا تجربہ ہوا۔ چنانچہ اُسنے لکھا کہ بعض وقت ترک اسلام کے جوش مین عیسائیون سے بہت اخلاق کے سوال کرتے ہین اور مجھ سے بھی ایک دفعہ جب مین مسجد ایا صوفیہ مین موجود تھا اُنھون نے پوچھا تھا کہ "تم مسلمان ہوکر ہم جیسے کیون نہین ہوجاتے"۔ جب ترک کسی شخص کو مسلمان کرتے ہین تو اُسکی تہنیت مین جو عام خوشیان منائی جاتی ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو لوگون کی آخرت اور عاقبت بالخیر ہونے کا کس درجہ خیال ہے۔ اور اسی خیال نے اُنکو اسقدر پرجوش داعی بنا دیا ہے۔ نومسلم کو گھوڑے پر سوار کرتے ہین اور شہر کے بازارون مین بڑی خوشیان مناتے ہوے نکلتے ہین۔ اگر دریافت ہوتا ہے کہ یہہ شخص سچے اعتقاد سے مسلمان ہوا ہے اور شریف آدمی ہے تو اُسکی نہایت درجہ عزت کرتے ہین اور اُسکی گذراوقات کے لیئے بندوبست کردیتے ہین[۳]۔ الاکساندر روس کے اس قول کی تصدیق مین مضبوط شہادت موجود ہے کہ "ترک عیسائیون کے تبدیل مذہب یا تخریب مذہب مین نہایت سرگرم ہین تاکہ عیسائی اُن کے مذہب مین جو لامذہبی کا دین ہے داخل ہون۔ (نعوذ باللہ) ہر روز اپنی مسجدون مین وہ دعا مانگتے ہین کہ عیسائی قرآن کو تسلیم کرنے لگین اور مسلمان ہوجاوین۔ اس کام مین ترکون نے کوئی طریقہ خوف یا خوشامد جزا یا سزا کا بغیر آزمایش کیے نہین چھوڑا ہے[۴]

---

[۱] دوسا صفحہ ۳۸۔ بوسبک صفحہ ۱۹۰ [۲] طامس سمتھ صفحہ ۳۲ [۳] طامس سمتھ صفحہ ۴۳ بلونٹ پہلی جلد صفحہ ۴۸ [۴] جیوز صفحہ ۲۰ [۵] الاکساندر روس صفحہ ۹ مقابلہ کرو ریکوٹ پہلی جلد صفحہ ۲۷۰۔ "ترک سمجھتے ہین کہ کسی غیر مذہب والے کو مسلمان کرنا بڑی بات ہے۔ کوئی ترک جسکے پاس اتنا روپیہ بھی ہو کہ ایک غلام کہہ سکے ایسا نہین ہے جسکو ایسی کم عمر غیر مذہب کے آدمی کی ضرورت نہو جو بغیر مشکل کے ہتھیار کی ہاتھ مین قبول کرے تاکہ اُن کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اُسکو مین نے مسلمان کیا ہے اور مسلمانون کی تعداد بڑہانے کی غرض سے اُن کا ستحق ہوا"

عیسائیون کو مسلمان کرنے کے یہ طریقہ ایسے تھے جنکو عیسائیون کی سوسائٹی کی حالت نے بھی زیادہ تر موثر اور کارگر ثابت کیا۔ ان حالتون مین سب سے بڑھکر کلیسیای یونان کی خراب حالت تھی۔ اول تو بازنتین سلطنت یعنی روم کی عیسوی سلطنت سابقہ اختیارات مین مطلق العنان رہ چکی تھی اور پھر مورثینہ مین قسیسون کو وہ خودمختاری ملی تھی کہ رعایا کی عقلی قوتین مذہبی احکام کے بوجھ سے جنھون نے اخلاقی اور دینی مسائل پر ہر طرح کی بحث کو ممنوع قرار دیا تھا بالکل کچل گئی تھین۔ صرف ایک بات البتہ ایسی تھی جس نے عیسائیون کو اس مفلوج حالت مین حس و حرکت دے رکھی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ رومن کیتھولک کلیسا کے خلاف سخت مباحثے برپا تھے جس مین وہ تمام بے لطفیان جو مذہبی مناظرون اور قومی منافرت کا خاصہ ہین جاری تھین۔ عام عیسائیون کا مذہب خراب ہوتے ہوتے ظاہر رسوم کی پابندی رہ گیا تھا۔ اور سارا مذہبی جوش اس مین صرف ہوتا تھا کہ حضرت مریم اور مسیحی اولیا کی پرستش کرین اور تصویرون اور تبرکات کو پوجین۔ جب کلیسا کی روحانی زندگی اس درجہ خراب ہوی اور اس قسم کے مسائل پر مباحثے ختم نہ ہوے کہ روح القدس خدا سے یا مسیح سے نکلا ہے اور یہ کہ مقدس عشا مین خمیری روٹی کھانی چاہیے یا سادی تو بہت عیسائی ایسے تھے جو ان باتون سے بیزار ہو کر توحید کی اسلامی تعلیم کو جو بہت صاف اور جلد سمجھ مین آئی تھی تسلیم کرنے لگے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کیا جن مین عام لوگ ہی نہ تھے بلکہ ہر طبقہ اور درجہ کے عام اور شریف عیسائی شامل تھے۔ جن قسیسون اور رہبانون نے اسلام قبول کیا انکے فائدہ کے لیئے ترکون نے سامان مہیا کر دیے تاکہ اور عیسائیون کو بھی انکی مثال سے مسلمان ہونیکی ترغیب ہو[۱] ۱۴۵۳ء عیسوی سے پہلے کہ بہتیرے ترکون

[۱] یہ بیان ایک گمنام شخص کا ہے جو ترکی مین ۱۴۳۶ء سے ۱۴۵۸ء تک قید مین رہا (ترجمہ گلاسپور کیتیے سگلا تو صفحہ ۱۰ الف) اور ۱۴۵۳ء مین جب قسطنطنیہ فتح ہوا تو وہ آزاد ہو گیا (ترجمہ گلاسپور کیتیے سگلا تو صفحہ ۱۱ ب) جسلینی کے مطران لیونارڈ نے جو قسطنطنیہ کی فتح کے وقت موجود تھا ان عیسائیون کا حال لکھا ہے جو مسلمان ہو گئے تھے اور محاصرہ کرنیوالی فوج مین شامل تھے۔ مطران کا بیان یہ ہے کہ "قسطنطنیہ کو کسنے فتح کرایا؟ مسلمانون کو حکومت کرنی کس نے سکھائی؟ کیسے عیسائیون نے۔ مین گواہ ہون کہ یونانیون۔ جلیقی عیسائیون جرمن اور ہنگری کے لوگون اور عیسائی

کا دارالحکومت اور یہ یونیل تھا سلطان کے دربار مین ایسے عیسائیون کا ہجوم رہتا تھا جو مسلمان ہوگئے تھے۔ اور ان ہی نومسلمون مین سے اکثر لوگ دولت عثمانیہ کے اراکین تھے روم کے عیسائی شہزادے اکثر مسلمان ہوگئے۔ اور مسلمانون نے انکا خوشی سے استقبال کیا ان عیسائی شہزادون مین سب سے پہلا شہزادہ جو ۱۴۰۱ء مین مسلمان ہوا جان کمنیز کا بھتیجا تھا اور اسلام لانے کے بعد سلطان مسعود والی قونیہ کی بیٹی سے اوسنے شادی کی فتح قسطنطنیہ کے بعد عام عیسائیون کے مقابلہ مین اعلیٰ درجہ کے عیسائی اسلام قبول کرنے کی طرف زیادہ رغبت رکھتے تھے عیسائی امرا مین سے جن امیرون نے اسلام قبول کیا اُن مین بہت لوگ وہ تھے جو شاہی خاندان پے لیولوگی کا نام رکھتے تھے طریزوند کے جارج امیر وطیز نے جو بڑا عالم متبحر تھا اخیر عمر مین عیسائی مذہب ترک کیا اور اسی طرح اور بڑے درجہ کے عیسائیون کے نام دریافت ہوتے ہین جنھون نے اسلام قبول کیا اسلام مین صرف اس بات کی ضرورت تھی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار کرین چنانچہ ایک گمنام مصنف لکھا ہے کہ جو کچھ مشکل تھی وہ اسی بات مین تھی کہ اس کلمہ کا اقرار کیا جاوے اگر کسی آدمی نے اسکا یقین اپنے دل مین پیدا کرلیا کہ وہ ایک خدا کا معتقد ہے تو مذہب کے بہیس مین اس غلطی کا زہر اُس مین دوڑ جاتا تھا۔ یہ وہ گناہ کا چشمان تھا جس سے بہت لوگون نے ٹکر کھائی اور اس دام مین گرفتار ہوگئے جو اُنکی روحون پر عذاب لایا۔ (نعوذ باللہ) یہ بھی وہ چکی کا پاٹ ہے جو بہت لوگون کے گلے کا طوق بنا اور جسنے ان کو مایوسی کے غار مین گرادیا۔ کیونکہ جب یہ احمق سنتے ہین کہ ترک بت پرستی کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہین اور ہر تصویر اور مورت سے ایسی ہی نفرت کرتے ہین گویا وہ

بقیہ صفحہ ۱۷۶ ۱۔ تو مونکہ آیمون نے (باوجودیکہ عیسوی مذہب مین انکو تعلیم ملی تھی) ترکونکی صحبت سے انکا مذہب اور انکا کلام اختیار کیے اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کرکے اسکو چھینا اپنی پاک لوگو جنھون نے مسیح کی انکار کیا ای مسیح کی شمعون کی ساتھیو ای دوزخ کی آگ کے مستحقو اب تمہارا ہی درد رہا ہی (سانسور نیو صفحہ ۲۵) ۲ کردسی ۔ ی بیزنتین دلیس تیلالتر صفحہ ۳۰۵-۳۰۶ (مطبوعہ بالے) ۳ ۱۸۶۹ء ۴ ہیر ظرگ صفحہ ۶۱۶ - فنلی پانچوین جلد صفحہ ۱۱۸ - ۵ ترکی سپہ سالار کیتیے سکندر بیگ صفحہ ۱۹ (الف)

دوزخ کی آنچ ہے اور ہمیشہ ایک ہی خدا کا اقرار اور وعظ کرتے ہین تو پہران لوگون کے دل مین کسی شبہہ یا بدگمانی کی جگہہ باقی نہین رہتی (انتہی)

مشرقی کلیسا کے عیسائیون کو جسوقت اس بات کی خواہش ہوئی کہ مذہب کا کوئی صاف اور سادہ اصول ایسا دریافت ہوجاوے جیسا فرقہ پالیسیس کا اصول تہا جسکو چند صدیان گذری تہین کہ خود عیسائیون نے بدعت قرار دیکر مٹا دیا تو ایسی صورت مین اسلام ہی وہ مذہب تہا جسمین عیسائیون نے قدرتی طور پر اپنے لیئے پناہ تلاش کی - پالیسین تحریک کا مضمون یہہ تہا کہ کلیسای یونان کے تعصبات پر اور تصویرون اور تبرکات اور بزرگان دین کی پرستش پر اعتراض کیا جاوے اور اس بات کی کوشش ہو کہ مذہب زیادہ صاف ہوجاوے اور مذہبی زندگی مین زیادہ پاکیزگی پیدا ہوجاوے چونکہ سترہوین صدی عیسوی تک بلغاریہ مین فرقہ پالیسین کے لوگ موجود تہے[1] اس لیئے مسلمان فاتحون کو بہت عیسائی ایسے ملے جو کلیسای یونان کے عقائد اور عمل سے مطمئن نہ تہے - اور چونکہ کوئی صورت ایسی نہ تہی جس سے پروٹسٹنٹ مذہب کے کلیسا جاری ہوسکتے جیسے یورپ کے مغربی ملکون مین جاری ہوئے تہے اس لیئے ان غیر مطمئن طبیعتون کو اسلام بلاشبہہ بہتر مذہب معلوم ہوا - سترہوین صدی کے شروع مین یونان کے کلیسا کو جو پروٹسٹنٹ مذہب مین شامل کرنے کی عبث کوشش کی گئی اسکے نتیجے کی طرف سے بہرنہج یہ خیال ہوسکتا ہے کہ بہت عیسائیون نے اسلام قبول کر لیا ہوگا - اس تحریک کا بڑا حامی سرل لوکاریوس تہا جو ۱۶۲۱ء سے ۱۶۳۸ء تک قسطنطنیہ کا پانچ دفعہ بطریق ہوا - سرل لوکاریوس جوانی کی عمر مین وٹن برگ اور جنیوا کی یونیورسٹیون مین جہان پروٹسٹنٹ علوم کا چرچا تہا دینیات کی تعلیم کے لیئے گیا تہا - اور جب وہان سے واپس آیا تو جنیوا ہالنڈ - اور انگلستان کے علمای پروٹسٹنٹ سے اسنے خط و کتابت رکہی - لیکن نہ تو کلیسای انگلستان کے عقائد کی طرف اسکو توجہ ہوئی اور نہ فرقہ ملوتہر

[1] ریکوٹ - پہلی جلد صفحہ ۱۷۰ - ۱۷۱ - بیزی - ۴۹ - (ب)

کی طرف اسکو میلان خاطر ہوا بلکہ جان کالون کے مذہب کی طرف[۵۱] اُسکو بہت رغبت پیدا ہوئی - اور اسی مذہب کو اُسنے یونان کے کلیسا مین جاری کرنا چاہا - اس کوشش مین جنیوا کے کالوینی فرقہ نے اُسکی بہت مدد کی اور ایک نوجوان کالوینی کو جسکا نام لیجر تھا اور جو دینیات کا بڑا عالم تھا قسطنطنیہ بھیجا تاکہ کالوینی دینیات کو یونانی زبان مین ترجمہ ہونے کے وقت وہ مدد دے - قسطنطنیہ مین پروٹسٹنٹ مذہب کے جو انگریزی اور ڈچ سفیر رہتے تھے[۵۲] انہون نے بھی بڑی فیاضی سے روپیہ دیکر اس کام مین سرل کی مدد کی - لیکن فرقہ یسوعی کے لوگ جنکے معاون رومن کیتھولک سفیر تھے سرل کی مخالفت کے لیئے تدبیرین سوچنے لگے - یہانتک کہ یونانی قسیسون نے سرل کو مارڈالنے کی تجویز کی - سنہ ۱۶۲۹ عیسوی مین سرل نے مذہب کے اقرارات شائع کیئے تھے جسکا مقصد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کلیسا یونان کے عقائد کو مذہب حقیقی (رومن کیتھولک) کے خلاف دکھا کر پروٹسٹنٹ مذہب سے اُسکی مطابقت ثابت کرے[۵۳] - کالون کے مذہب سے اُسنے مسئلہ تقدیر اور صرف ایمان سے نجات ملنے کا مضمون اقتباس کیا تھا کلیسا کے معصوم ہونے کو اُسنے تسلیم نہ کیا تھا اور انجیل کی تفسیر مین کلیسا کے اختیارات سے بھی انکار کیا تھا تصویرون کی پرستش کو بُرا کہا اور مسئلہ تقدیر کے متعلق جو کچھ سرل نے تحریر کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کالون کی تعلیم بہ نسبت کلیسای یونان کے تعلیم کے زیادہ رغبت رکھتا تھا - جب یہ اقرارات[۵۴] شائع ہوئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ گویا کل کلیسای یونان کے جسکا سرل افسر ہے ایسے ہی عقائد ہین تو یونانی کلیسا کے تمام قسیسون کو سرل سے سخت مخالفت پیدا ہوئی - اور سرل کی موت کے چند ہفتہ بعد ان قسیسون کی مجلس قسطنطنیہ برپا ہوئی جسمین سرل کے عقائد اور رائے کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ سب ملکر اُسپر لعنت کرین - سنہ ۱۶۴۲ عیسوی مین ایک دوسری مجلس قسطنطنیہ مین اسی

---

۵۱ نجلر صفحہ ۱۶۴ - ۱۶۲ - ۵۲ نجلر صفحہ ۱۴۲ ۵۳ نجلر صفحہ ۱۴۸ - ۵۴ نجلر صفحہ ۱۸۲ - ۱۸۹ -

مقصد سے جمع ہوئی اور اس مجلس نے سرل کے ایک ایک قول کو رد کرنے کے بعد اس عبارت مین سرل اور سرل کے معتقدون کو ملعون کیا۔ "ہم سب ایک رائے اور بغیر مشروط الفاظ کے سرل کے تمام اقرارات پر لعنت کرتے ہین کہ وہ بدعتون سے پُر ہین اور ہمارے کلیسا سے بالکل مختلف ہین۔ اور ہم اعلان کرتے ہین کہ ان اقرارات کا مؤلف ہمارے مذہب کی کوئی بات اپنے مین نہ رکھتا تھا۔ بلکہ اوسنے عداوت اور دروغ بیانی سے اپنے کالوینی عقائد کو ہمارے ساتھ منسوب کیا۔ تمام وہ لوگ جو ان اقرارات کو پڑھین اور انکو سچا اور بے عیب سمجھین اور تقریر یا تحریر سے اونکی طرفداری کرین تو ہم ایسے لوگون کو ایمان والون کی جماعت سے خارج کرتے ہین کہ وہ سرل کی بدعت مین شریک اور عیسوی کلیسا کے مخرب ہین اور ہم حکم دیتے ہین کہ ایسے لوگون کو خواہ انکا کیسا ہی درجہ اور منصب ہو کافر اور مرتد خیال کیا جاوے۔ پس وہ کلیسا سے ہمیشہ کے لیئے خارج کیئے جاتے ہین اور انکا تعلق اس زندگی مین باپ اور بیٹے اور روح القدس سے قطع ہوگیا۔ اُنپر لعنت ہو اور وہ کلیسا سے خارج رہین اور موت کے بعد غارت ہو جاوین اور ہمیشہ کے عذاب سے انکو حصہ ملے" (تولانتی) ۱۶۷۲ عیسوی مین ایک تیسری مجلس بیت المقدس مین قرار پائی تاکہ سرل کی بدعتی اقرارات کے خلاف اپنی رائے ظاہر کرے اور کلیسای یونان کی سچائی کو اُن لوگون کے مقابلہ مین قائم رکھے جو یونان کے کلیسا کی نسبت رکھتے تھے کہ اُس مین کالون کے عقائد موجود ہین۔ پس اس کلیسا کو پروٹسٹنٹ مذہب مین لانے کے لیئے جو کوششین کی گئین اُن مین مطلق کامیابی نہوئی۔ مذہب کالون کے عقائد کلیسای یونان کی تعلیم سے بالکل مختلف تھے۔ بلکہ اُس مین بہت سے مسائل فقہ ایسے تھے جو بہ نسبت یونانی کلیسا کے اسلامی علماء کے عقائد سے زیادہ موافقت رکھتے تھے۔ اور جنکے خلاف کلیسا نے مسلمانون سے اکثر مناظرہ کیا تھا۔ اور یہی موافقت

---

[۵] نجار صفحہ ۲۲۶۔

تھی جس سے اس بات کی ضرورت داعی ہوئی کہ اشاعت اسلام کی تاریخ مین اس تحریک کو جو یونانی عیسائیون مین کالون کے مذہب کو رائج کرنے کے واسطے ہوئی لکھا جاوے پس وہ عیسائی جو تصویرون کی پرستش کو بہت بُرا کہتے تھے اور قسیسون کے احکام بلکہ قسیسی سرشتہ کو قطعاً ناجائز سمجھتے تھے اور جو انسان کو فاعل مختار نہ جانتے تھے اور جنکو کالون کے سخت مذہبی مسائل سے پوری عقیدت تھی اور جن مین عہد جدید کی بہ نسبت عہد عتیق کی باتون کا زیادہ چرچا تھا تو ایسے عیسائیون کو کلیسای یونان کے مقابلہ مین جیسا کہ سترہوین صدی مین اس کلیسا کا حال تھا اسلام بہتر مذہب معلوم ہوا ہوگا۔ اور کچھ شبہہ نہین کہ اُس زمانہ مین جو عیسائی مسلمان ہوئے اُنکو پہلے ہی سے اپنے بزرگون کے کلیسا اور مذہب سے علیحدگی ہوکر کالون کے مذہب کی طرف میلان خاطر ہوا۔ کوئی ٹھیک اطلاع اسکی متعلق نہین ملتی کہ سرل کے معتقد تقریباً مین کسقدر تھے اور یونانی کلیسا پر کالون کے مذہب کا کسقدر اثر پڑا۔ یونانی قسیس اپنے کلیسا کے نہایت حامی تھے اور اُنھون نے نہایت فخر و مباہات کے ساتھہ اپنے کلیسا کی سچائی کو قائم رکھا تھا اور بدعت سے اسکو پاک ثابت کیا تھا۔ لیکن جب اُسپر کالوینی مذہب سے اتفاق رکھنے کا اتہام لگا تو انہون نے بے دین سرل کو ایسا ظاہر کیا کہ گویا وہ اپنے عقائد مین تنہا ہے اور کوئی اُسکا ہم خیال نہین[۵] مگر اس مین شبہہ نہین کہ سرل کے پیرو موجود تھے۔ اور جو اقرارات اُسنے شائع کیے تھے انکو ایک مذہبی مجلس نے جس مین صرف سرل کے پیرو جمع تھے تسلیم کیا تھا[۵] جن لوگون نے اُسکی بدعت سے اتفاق ظاہر کیا تھا اُنکو ۱۶۴۲ء مین قسطنطنیہ کی مجلس نے اور ۱۶۷۲ء مین بیت المقدس کی مجلس نے کلیسا سے خارج کیا۔ اگر سرل کے پیرو اور ہوا خواہ موجود نہ ہوتے تو دوبارہ مجلس کے جمع کرنے کی ضرورت کیون ہوتی؟ علاوہ

---

[۵] ترکون مین عیسائی غلامون کی نسبت مشہور تھا کہ جو پروٹسٹنٹ مذہب رکھتے ہین انکو بہ نسبت دوسرے کیتھولک عیسائیون کے اسلام قبول کرنے کی طرف زیادہ رغبت ہے۔ (گلمن صفحہ ۲۱) [۵] نیچے صفحہ ۲۲۷ [۵] نیچے صفحہ ۲۲۰ و ۲۱۸ [۵] نیچے صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۶

اسکے سرل کے ماننے والون مین سے چند لوگون کے نام بھی تحریر ہوے ہین - ان مین سے
ایک شخص سوفرونیوس شہر اثینا کا مطران[۵۱] تہا جو پروٹسٹنٹ مذہب کا بڑا طرفدار تہا دوسرا
شخص نیکودیموس متیاراس تہا جو چھاپنے کی ایک کل لندن سے لایا تہا اور مذہبی رسالے شائع
کرکے مشتہر کرتا تہا - اس خدمت کی عوض مین سرل نے اسکو ایک علاقہ کا مطران کردیا تہا[۵۲] -
کوریدالیوس فلسفی نے جو سرل کا دوست تہا کالوینی مذہب کی تعلیم کے لیئے قسطنطنیہ مین
ایک مدرسہ کہولا تہا - ایک یونانی جرجابیوس نامی نے سوال وجواب کی ایک کتاب چھاپی
تہی جسکا مقصد یہہ تہا کہ کالون مذہب کو اسنے ہموطنون[۵۳] مین شائع کرے - سرل
نے ایک خط جسپر جولائی ۱۶۳۶ عیسوی کی تاریخ تہی جنیوا کی یونیورسٹی کو لکہا کہ لیجر نے
بہت سے لوگون کو کالوینی دین مین وعظ اور تلقین[۵۴] کے ذریعہ سے شامل کرلیا ہے ایک
اور خط مین جو سرل نے لیجر کے نام بہیجا لکہا تہا کہ جزیرہ کاندیا[۵۵] مین اُس نے اپنا رسوخ کس
طرح پیدا کیا - سرل کے بعد جو شخص بطریق مقرر ہوا وہ جلاوطن کرکے کارنیج کو روانہ کیا
گیا جہان سرل کے معتقدون نے گلاگھونٹ کر اُسکو مار ڈالا[۵۶] - بارتی نیوس دوم جو ۱۶۴۴ء
مین ۱۶۴۶ء تک قسطنطنیہ کا بطریق ہوا کالون کے مذہب کا دل سے معتقد تہا - اگرچہ
اُسنے علانیہ کالون کے مذہب کی تعلیم لوگون کو نہین دی لیکن اُسکو اس مذہب کے ساتھ
ایسا حسن ظن تہا کہ آخر کار وہ بطریق کے عہدہ سے معزول ہوکر جلاوطن[۵۷] کیا گیا - پس اس سے
ظاہر ہے کہ کالوینی مذہب کا اثر اُس حد سے زیادہ پہیلا ہوا تہا جس حد تک سرل کے
دشمن اسکو تسلیم کرتے تہے - اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہی جن عیسائیون نے مذہبی مجلسون
کے فیصلون سے انکار کیا جنکے بموجب سرل کلیسا سے خارج ہوا تہا تو اُن مین مسلمانون
کی باتین زیادہ موجود تہین اور یونانی قسیسون کا اثر بہت کم تہا - یہہ سچ ہی کہ کوئی مسلم الثبوت
شہادت اس امر کی موجود نہین ہے کہ بڑی مین کالون کے مذہبی اثر سے اسلام کی اشاعت

---

[۵۱] تجلد صفحہ ۱۷۲ [۵۲] تجلد صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴۳ [۵۳] تجلد صفحہ ۱۴۳ [۵۴] تجلد صفحہ ۱۷۰ [۵۵] فصل پہلی جلد صفحہ ۴۳ -
[۵۶] لی قرن - تومرا صفحہ ۳۲۵ [۵۷] لی قین تومرا صفحہ ۳۲۷

مین آسانی پیدا ہوئی[۵۱] - لیکن جب کوئی اور وجہ ترویج اسلام کی موجود نہین تو یہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جن اسباب سے سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین کثرت سے عیسائی مسلمان ہوے اُن مین سے ایک سبب کالون کا مذہب بھی تھا - یہ مانا وہ تھا کہ جس مین نو مسلم عیسائیون کی تعداد ہر ایک زمانہ سے بڑھی ہوی تھی[۵۲] - اور جبکہ قسیسون مین سے اکثر لوگون کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا گیا تھا بلکہ یہہ تحریر ہوا تھا کہ کلیسا کے بڑے بڑے افسر اور عہدہ دار بھی مسلمان ہو گئے ان بڑے لوگون مین سے جزیرہ روڈس کا مطران تھا جسنے اسلام قبول کیا[۵۳] - سنہ ۱۶۷۶ عیسوی مین کورنتہ کے عیسائی باشندون کی نسبت تحریر ہوا کہ اُن مین سے ہر روز چند آدمی مسلمان ہو جاتے ہین اور ایک برس پہلے سنہ ۱۶۷۵ء مین تین قسیسون نے قبول کیا[۵۴] - سنہ ۱۶۷۹ء مین ایک عیسائی راہب کی موت کا حال لکھا ہے جو مسلمان ہو کر مرا[۵۵] - سلطان محمد چہارم کے فرزند مصطفے کا جب ختنہ ہوا تو تیرہ دن کے زمانہ تہنیت مین دو سو عیسائیون کے قریب اسلام لائے[۵۶] - غرض اس زمانہ کی تاریخ مین عیسائیون کے مسلمان ہونے کے واقعات بکثرت نظر آتے ہین - سنہ ۱۶۶۳ء کے ایک مؤرخ نے ایسے عیسائیون کے دل کا حال جو اپنا مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو جاتے تھے ذیل کی عبارت مین لکھا ہے "جب تم ترکون سے اُنکی روزمرہ کی زندگی مین ملوگے اور دیکھوگے کہ وہ خدا کی عبادت کرتے ہین یہانتک کہ زبور گاتے ہین - غریبون کو خیرات دیتے ہین اور مسیح (علیہ السلام) کی نسبت نہایت اعلیٰ درجہ کے خیالات اُن مین موجود ہین اور انجیل کو نہایت ادب کرتے ہین اور ایسی ہی اور نیک باتین اُنسے ہوتی رہتی ہین اور پھر یہ کہ

---

۵۱ قونیگن (۱۵۷۲-۱۵۷۳ عیسوی) کے پروٹسٹنٹ عالمون نے جو یونانی کلیسا مین پروٹسٹنٹ مذہب کی اشاعت کیلیے کوشش کیں اُن سے یہ نتیجہ ہوا کہ ایک جرجان مین سنرخیت کے افسر قارقار نے اگزبرگ کے اقرار (یعنی پروٹسٹنٹ مذہب) کو قبول کیا لیکن سنہ ۱۵۸۰ عیسوی مین یہ شخص مسلمان ہو گیا - (جوسلین صفحہ ۱۴۰)

۵۲ شیفلر - فقرہ ۵۳-۵۶ فنلے پانچوین جلد صفحہ ۱۱۸-۱۱۹ ۵۳ ہامر (۱) چھٹی جلد صفحہ ۹۴ - ۵۴ سپون دوسری جلد صفحہ ۵۷ - ۵۵ ہامر (۱) چھٹی جلد صفحہ ۳۹۴ ۵۶ بحیرہ شام کا ابتدائی سفر مرتبہ ڈوبٹ صفحہ ۱۹۳ طبع لندن ۱۸۹۳ء

ایک گرہا بھی بادشاؤن کو تحفہ دیکر قسیس کا عہدہ حاصل کرسکتا ہے جو عیسوی تعلیم کی تمکو زیادہ ہدایت نہ کریگا تو تمکو خیال پیدا ہوگا کہ ترک اچھے لوگ ہین اور غالبًا نجات کے مستحق ہین پھر یہہ سوچوگے کہ اگر تم بھی ترک ہوجاؤ تو تمکو بھی نجات ملیگی - پس اس خیال کے آتے ہی مقدس ثالوث اور خدا کا مصلوب فرزند اور مذہب کے اور راز جو سوای نورانی عقلون کے کوئی نہین جانتا ہمارے دل سے محو ہوجاوینگے اور مسیحی دین بغیر معلوم ہوے ہمارے دل سے غارت ہوجائیگا - اور تم سمجھوگے کہ عیسائی ہونا اور مسلمان ہونا تو ایک ہی سی بات ہے[۵۱]"

کلیسای یونان کی دوسری حالت جسکی وجہ سے عیسائیون کی تعداد مین کمی پیدا ہوئی یہہ تھی کہ قسیس خاص کر وہ جو اعلی درجہ رکھتے تھے ذلیل اور خوار ہوگئے تھے اسقفون کے عہدے کا نیلام ہوتا تھا اور جو شخص سب سے بڑھکر بولی بولتا تھا اُسکو اسقف کا عہدہ ملجاتا تھا - اور یہہ خریدار اپنے علاقہ کے عیسائیون سے روپیہ لیکر اپنے نقصان کی تلافی کرتے تھے - غریب عیسائیون پر یہہ اسقف معمولی اور غیر معمولی محصول لگاتے تھے اور انکو اصطباغ - اقرار - عشا - تدفین کے وقت اور نجات نامون کے لیئے روپیہ دیکر یہہ مذہبی فرائض ادا کرنے ہوتے تھے - بعض نے پنگیری فوج کے لوگون سے سازش کر رکھی تھی - اور اسقفون نے اپنے کنبہ والون کے نام پنگیری کی رجسٹرون مین لکھوا لیئے تھے تاکہ لوگون کو جو کچھہ آزار پہونچائین اُسکے انجام سے محفوظ رہین - اور جو کچھہ جرائم اُن سے سرزد ہون اس فوج کی حمایت سے جسکو سلاطین ترک نے بہت زور پکڑنے دیا تھا انکو کچھہ سزا نہ مل سکے[۵۲] - اس زمانہ کے ایک عیسائی مورخ نے جو یونانی قسیسون کے ظلم کے واقعات چشم دید لکھے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیون کی حالت نہایت دردناک تھی - تورنفور نے ۱۷۰۰ء مین بطریق کے

---

۵۱ شیفلر - فقرہ - ۵۵ - ۵۲ بلیپوس - دوسرا حصہ صفحہ ۸۳ - ۸۷ - نجلر صفحہ ۲۹ -

انتخاب کی نسبت لکھا ہے کہ "اسمین شبہہ کرنے کی مطلق ضرورت نہین کہ بطریق منتخب ہونے کے بعد چین کرتا ہے - کلیسا کے عہدون کی خرید و فروخت کے ظلم اور سختیون کا دور شروع ہوتا ہے - پہلا فرض یہ ادا کیا جاتا ہے کہ تمام اسقفون اور بڑے درجہ کے قسیسون کو سلطانی احکام سے اطلاع دی جاتی ہے - پھر بطریق کے غور و تجسس کے لیئے سب سے بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ ہر ایک اسقف کی آمدنی کو تحقیق کرے - پہلے اسقفون پر ٹیکس مقرر کیا جاتا ہے اور پھر ایک پروانہ تاکید کاروانہ ہوتا ہے کہ زر مطلوبہ فوراً روانہ کیا جاوے ورنہ اُن کے علاقون کا نیلام ہو کر سب سے بڑھکر بولی بولنے والے کو وہ دیدیئے جاوین گے - اسقف جو پہلے ہی اس بنج بیوپار سے واقف ہوتے ہین قسیسون سے محصول وصول کرتے ہین قسیس پادریون پر روپیہ کی سختی کرتے ہین اور پادری عیسائیون سے جو انکے علاقون مین ہوتے ہین روپیہ اگلاتے ہین - اور جبتک دام نہین لے لیتے مقدس پانی کی ایک بوند تک نہین چھڑکتے

"اگر اسکے بعد بھی بطریق کو روپیہ کی ضرورت ہوئی تو روپیہ وصول کرنے کے اختیارات وہ کسی مسلمان کے ہاتھہ بیچ ڈالتا ہے اور جس کسی ترک نے ان اختیارات کے مول لینے کے لیے سب سے زیادہ روپیہ دیا وہ یونان پہونچتا ہے اور قسیسون سے روپیہ وصول کرنا شروع کرتا ہے - اگر قسیسون پر بیس ہزار کراؤن محصول لگا ہے تو یہ ترک بائیس ہزار وصول کرتا ہے جنمین دو ہزار کراؤن تو اُسکی محنت کا معاوضہ ہوے اور باقی اخراجات اسقفون کے ذمہ پڑے - معاہدہ کے مطابق جو قسیس محصول نہین دیتے اُنکو یہہ ترک دینی کامون اور منصبون سے بے اختیار اور معزول کر سکتا ہے[1]" قسیسون کی نسبت یہان تک لکھا گیا ہے کہ وہ عیسائیون کے بچون کو لیجاتے ہین اور غلام بنا کر بیچتے ہین تاکہ جو کچھہ روپیہ اس طرح وصول ہو اُس سے کلیسا کے عہدونکی

[1] تورنفور پہلی جلد صفحہ ۱۰۰ - مورخ سیون نے بھی ایسی ہی عبارت لکھی ہے پہلی جلد صفحہ ۵۶ -

خرید و فروخت کی جاوے[۵۱]۔

سترہوین صدی عیسوی مین جن سختیون سے روپیہ وصول کیا گیا اُسی کی مثل موجودہ صدی مین زیادتیان ہوئین۔ بوسینا کے کلیسا مین آسٹریا کے تسلط سے پہلے جو تکلیفین عیسائیون کو اُٹھانی پڑین وہ تورنفور کے مذکورۂ بالا قول کی بالکل تصدیق کرتے ہین سراجیو کا مطران دس ہزار پونڈ ہر سال اپنے علاقے کے عیسائیون سے لیا کرتا تھا۔ یہ رقم ترکی گورنر کی تنخواہ سے ٹھیک دوگنی تھی۔ اور اسکو وصول کرنے کے لیئے بدنصیب عیسائیون پر ہر طرح کا دباؤ ڈالا جاتا تھا۔ ترکی حکام کو ہدایت تھی کہ محصول وصول کرنے مین تیسون کی مدد کرین۔ اگر عیسائیون نے روپیہ دینے سے انکار کیا یا اس قابل نہ ہوے کہ جسقدر روپیہ تیسون[۵۲] نے طلب کیا ہے وہ دے سکین تو دیہات کی وہ کیفیت ہوتی تھی جو لڑائی کے وقت محصور شہرون کی ہوتی ہے۔ جب خود افسران کلیسا کے ظلم اس درجہ کو پہونچے جسکا فرض تھا کہ عیسائیون کی حفاظت کرین تو ان ظلمون کی وجہ سے جب کبھی عمدہ موقع ملا بغاوتین برپا ہوگئین[۵۳]۔

پس یہہ تعجب کی بات نہین ہوسکتی کہ بہت عیسائیون نے ان ظلمون سے بچنے کے لیے اسلام قبول کر لیا ہو[۵۴]۔

---

۵۱ لزلی صفحہ ۱۳۰ ۵۲ ایوانس - پہلی جلد صفحہ ۲۶۷ - اسیطرح سکیتری اور اُبی نے لکھا ہے کہ "قدیم ملک سائبیریا کے اکثر حصون مین اسقف کے نام کے ساتھہ یہ خیال شامل ہوتا تھا کہ ترکون کی لوٹ سے جو کچھہ روپیہ بچے اسکا مالک اسقف ہوتا ہے" صفحہ ۲۵۸ - یونانی تیسون کے حال مین ایک مصنف نے "ریویو دے دوکس ماندیس" (تومہ ۹ صفحہ ۳۳۶) مین ذیل کا قصہ لکھا ہے۔ "اس صدی کے شروع مین ترنوا کے مقام کے ایک پادری کے ساتھہ جسکا نام جاچم تھا اور جسکے ساتھہ اُسکے ماتحت عیسائی بہت محبت کرتے تھے اسقف کو عداوت پیدا ہوئی۔ ایک دن اسقف نے پادری کو لکھہ دیا کہ ہمارے واسطے بیگار پر کام کرے۔ پادری نے انکار کیا۔ انکار کرتے ہی اسقف کے نوکرون نے لاٹھیون سے پادری کی خوب خبر لی لیکن پادری بھی مضبوط تھا۔ کچھہ دیر تک اپنے تئین بچاتا رہا۔ پھر وہ اپنا چغہ چھوڑ کر قاضی کے پاس پہونچا اور آفتاب غروب ہوتا تھا کہ یہہ عیسائی پادری ایکا مسلمان ہوگیا"

۵۳ پنلیوس - دوسرا حصہ صفحہ ۸۷ - ۵۴ پنلیوس - دوسرا حصہ صفحہ ۸۷ - نیچر صفحہ ۲۹ -

ادنی درجہ کے قسیس اگرچہ ایسے الزامون سے بری تھے جو اُن کے افسرون پر عائد ہوتے تھے تاہم اُن مین سے اکثر لوگ جاہل اور ناخواندہ تھے - یہہ لکھا گیا ہے کہ سترہوین صدی کے اخیر مین مشکل سے بارہ عیسائی تمام قلمرو عثمانیہ مین ایسے تھے جو قدیم یونانی زبان کے پورے طور پر ماہر ہون قسیسون مین یہہ بڑی لیاقت کی بات سمجھی جاتی تھی کہ وہ پڑہنا جانتے ہون حالانکہ نماز کی کتاب مین جو الفاظ ہوتے تھے اُنکے معنی تک اُنکو معلوم نہوتے تھے[۵۲]

عیسائیون کی سوسائٹی مین جیسی قابل نفرت باتین تھین ویسی ہی ترکون کی زندگی اور خصلتون مین وہ خوبیان موجود تھین جو لوگون کو اپنی طرف رجوع کرتی تھین - قدیم ترکونکی لیاقت اور عمدہ خصائل کو جب کلیسا کے پیشواؤن اور معلمون سے مقابلہ کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ان باتون کا قدرتی طور پر ایسے عیسائیون کے دلون پر اثر ہوا ہوگا جو یونانی کلیسا کے عہدہ دارون کی خود غرضی طمع اور خیانت سے متنفر ہوگئے تھے عیسائی مصنفون نے ہمیشہ ترکون کی تعریف کی ہے کہ اُنکی زندگی مین نہایت خلوص ہے اور بڑے جوش عقیدت سے وہ اپنے مذہب کے فرائض ادا کرتے ہین - اُنکے لباس اور طرز معاشرت مین نہایت متانت اور نفاست پائی جاتی ہے - اور اُنکی زندگی ایسی سیدہی سادی ہے کہ بڑے اور اختیار والے لوگون مین بھی غرور یا نمود کا نشان نہین شہنشاہ[۵۳] لیوپولڈ اول نے جو سفارت سلطان روم کے پاس ۱۶۶۵ء مین بھیجی تو اس سفارت کے مؤرخ نے ترکون کے مذہبی جوش اور پابندی وقت سے نماز پڑہنے کی بہت تعریف کی اور لکھا کہ "عیسائیون کو شرم دلانے کے لیئے ہمکو اسوقت یہہ کہنا ضروری ہے کہ عیسائیون کے مقابلہ مین ترک اپنے مذہب کے نہایت پابند ہین - اور اُنکی یہہ بات عیسائیون سے کہین بڑھکر ہے کہ نماز کے وقت کسی

---

۵۱ فلنڈ چوتھی جلد صفحہ ۱۵۲-۱۵۴ ۵۲ تورنفور پہلی جلد صفحہ ۱۰۴ مقابلہ کرو نیچلر صفحہ ۲۹-۳۱ سیون پہلی جلد صفحہ ۴۴-

۵۳ ترکے سپورکیتیے سگلاتیو صفحہ ۱۳-(ب)-۱۵(ب)۱۷(ب)۲۰(الف) وینیر صفحہ ۳۲-۳۶ - بوسبک صفحہ ۱۰۴

ترک کا دھیان دوسری چیز کی طرف نہین بٹتا۔ کوئی مسلمان ایسا نظر نہ آئیگا جو عبادت کے وقت عبادت مین ہمہ تن مصروف نہو اور ادب اور تعظیم کی وہ کل علامتین اُسکی صورت سے ظاہر نہوتی ہون جن علامتون کا اپنے خالق کے لیئے ظاہر کرنا اُسکی مخلوق کا فرض ہے[۵۱]

ترکی سپاہ کو بھی اُس تعریف کا حصہ ملا ہے کہ جسکی وہ مستحق تھی۔ جب چارلس دوم نے سلطان کے پاس سفارت روانہ کی تو سفارت کے سکرٹری نے لکھا کہ جس وقت ترکی فوج ملک مین سے گذری تو ملک کے باشندون کو کوئی شکایت اس قسم کی نہین ہوئی کہ سپاہیون نے اُنکا مال لوٹا ہو یا اُنکی عورتون کو بیعزت کیا ہو جس رستہ سے فوج کا گذر ہوا تو فوج کے گذرنے سے دو یا تین دن پہلے سب شرابخانے مقفل کر دیے گئے اور اُن پر مہرین لگا دی گئین اور حکم تھا کہ کوئی آدمی کسی سپاہی کے ہاتھہ شراب نہ بیچے ورنہ سزاے موت کا مستوجب ہوگا[۵۲]۔

ایسے عیسائی مصنفون نے بھی جنکو ترکون کے ساتھہ عشق نہ تھا ترکی ملکون کی تعریف کا فرض ادا کیا ہے۔ ان مین سے ایک مصنف نے جس نے مسلمانون کے مذہب کی نسبت نہایت سخت توہین کے کلمے لکھے ہین ترکون کی نسبت لکھا ہے کہ "قرآن کی کیچڑ (نعوذ باللہ) مین بھی تمکو مسیحی نیکیون کے جواہرات بکھرے ملین گے مسلمانون کی سریعت اور اُنکی تاریخ کو اگر عیسائی دقیق نظر سے پڑہین اور اُنپر غور کرین تو اُنکو غیرت آئیگی کہ مسلمان عبادت اور پرہیزگاری اور خیرات دینے کے کیسے پابند ہین جسوقت وہ مسجدون مین ہوتے ہین تو کس محویت سے خدا کی بندگی مین مصروف ہوتے ہین۔ پاکیزگی اور تقدس اُن مین کس درجہ ہوتا ہے۔ اپنے علمای دین کے وہ کیسے مطیع ہوتے ہین۔ سلطان بھی سوائے اسکے کچھہ نہین کر سکتا کہ مفتی سے فتوی لے لے پنج وقتہ نماز کے خواہ کہین اور کسی کام مین ہون مسلمان کیسے پابند ہین کس طرح صبح سے رات تک کے روزے مہینہ بھر تک رکھتے

---

[۵۱] لزلی صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۲ [۵۲] رکیوٹ پہلی جلد صفحہ ۶۸۹۔ دیکھو جریور صفحہ ۵۳۔ ۵۴۔ مناویو صفحہ ۷۳۔

ہین - اُن مین آپس مین کسقدر محبت اور سلوک ہے - اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھہ کیسا مخیر ہے - اُنکے شفاخانون سے جو غریبون اور مسکینون کے لیئے اُنھون نے بنا لیے ہین معلوم ہوتا ہے کہ غیرون کے ساتھہ بھی اُنکو کس قدر ہمدردی ہے - اگر اُنکے انصاف اور اُنکی پرہیزگاری اور نیکیون کا خیال کرین تو ہمکو اپنے اوپر شرم آتی ہے کہ خدا کی بندگی اور آپس کے سلوک مین ہم کیسے سست قدم ہین - ہمکو اپنی بے انصافیون پر اپنے ظالم ہونے اور پرہیزگار نہ ہونے پر شرم آنی چاہیئے - بیشک انصاف کے دن مسلمانون کا پلہ ہم سے بھاری رہے گا - بیشک اُنکا ایمان اُنکی نیکیان اُنکی رحمدلی وہ چیزین ہین جن سے اسلام کو فروغ ہوا"

زمانۂ حال کے ایک مؤرخ نے بھی یہہ ہی نتیجہ نکالا ہے[۱] - وہ لکھتا ہے کہ "بہت سے لائق اور نیک بخت یونانی عیسائیون کو خیال ہے کہ مسلمان اُنسے ہر بات مین فضیلت رکھتے ہین عیسائی اگر بچپن مین خراج کے طور پر وصول ہوکر سلطان کے ہان اسلامی تربیت پانے سے بچ گیئے تو زیادہ عمر مین" انھون نے خود اسلام قبول کر لیا اخلاقی حیثیت سے ترکی سوسایٹی کی عمدگی کو بھی عیسائیون کے تبدیل مذہب کا ایسا ہی سبب قرار دینا چاہیئے جیسے خاص خاص عیسائیون کے حسب جاہ کو اُسکی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے"

آجکل کے لوگ جو ترکی قوت کے روزانہ زوال اور اُسکی سلطنت سے ملکون کے نکلنے کو دیکھہ رہے ہین اور اُسکا لقب بیمار آدمی" سننے کے عادی ہوگئے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہہ سلطنت بہت جلد مٹ جائیگی اُنکے لیئے ایسے خیالات کو سمجھنا جو دولت عثمانیہ نے اپنے زمانۂ عروج مین یورپ کے ملکون مین پیدا کیئے تھے بہت دشوار ہے -

اُس زمانہ مین ترکون کی متواتر اور وسیع فتوحات نے یورپ کے لوگون مین سخت خوف اور استعجاب کی حالت پیدا کردی تھی - عیسائی عملداریان ترکون کے قبضہ مین آتی جاتی

[۱] فنلے پانچوین جلد صفحہ ۲۹ -

بلغاریہ - سرویہ - بوسینا - ہنگری کی ریاستین عیسوی ریاستین ہونے کی حیثیت سے اپنی
آزادی ترکون کے حوالے کر بیٹھین - وینس کی نہایت مغرور سلطنت نے دیکھا کہ اُسکے
ملکون پر ترکون کا قبضہ ہوتا جاتا ہے اور وہ کچھ نہین کر سکتے - یہان تک کہ وینس کا نشان
جسپر سینٹ مارک کا شیر بنا ہوا تھا صرف بحر ایڈریاٹک کے ساحل پر اُڑتا رہ گیا - جب اوٹرانٹو
کو ترکون نے فتح کیا تو روما الکبرے کی بھی خیر نظر نہین آتی تھی[۵۱] - پندرھوین صدی عیسوی
کے عیسائی اپنی تصانیف مین لکھتے تھے کہ اگر ترکون کی ترقی کو نہین روکا گیا تو عیسوی یورپ
کی قسمت پھوٹ جائیگی - ترکون کی نسبت لکھا کہ وہ خدا کے ہاتھہ کا کوڑا ہین تاکہ بندون نے
جو گناہ کیے ہین اُنکی سزا دی جاوے - یا یہ کہ ترک شیطان کی قوت ہے جو مذہب کے جھوٹے
بھیس مین عیسائی دین کو غارت کرنے کے لیے بھیجی گئی ہے - لیکن جو بات سب سے
زیادہ غور کی ہے وہ یہہ ہے کہ بعض عیسائیون کے دل مین جسب ذیل سوال پیدا ہوے -
کیا یہہ ممکن ہے کہ خدا مسلمانون کو بغیر کسی معقول وجہ کے اسطرح بے شمار تعداد مین برباد ہونے
دیتا - کیا یہہ لاکھون مسلمان ایک آدمی کی طرح (نعوذ باللہ) مبتلای عذاب ہونگے خدا کی
اسقدر مخلوق سچے دین کی کس طرح مخالف ہو سکتی ہے - کیونکہ حق کو ناحق سے زیادہ ثبات
ہے اور سچائی وہ چیز ہے جس سے لوگ زیادہ الفت رکھتے ہین اور جسکی زیادہ خواہش کرتے ہین -
یہہ کسی طرح ممکن نہین کہ اسقدر آدمی حق بات کی مخالفت پر آمادہ ہون - وہ کس طرح حق بات
کے خلاف فروغ پا سکتے ہین کیونکہ خدا سچائی کا حامی اور مددگار ہے - اگر غلطی کی کمزور اور بوسیدہ
بنیاد پر مسلمانون کا مذہب قائم ہوتا تو اُسکو ایسی حیرت خیز ترقی کب ہو سکتی تھی ؟" غرض اس
قسم کے خیالات تھے جو ترکی سلطنت مین عیسائیون کے دل پر برابر اثر ڈالتے تھے - اور

---

[۵۱] لارڈ بیہفٹن نے اپنے کلیات مین ترکون کی فتوحات پر چند شعر انگریزی مین لکھے ہین جنکا نثر مین یہ ترجمہ
ہے " اور چمکتا ہوا ہلال یورپ کی آنکھون مین آسیب کی طرح پھرنے لگا - یہانتک کہ روما کی اکثر لوگ یقین رکھتے تھے کہ ہم
مرنے نہ پائینگے اور ایک دن چینی ترک روما کے عالیشان محلون اور کلیساؤن کی بھی صفائی بول دینگے " لارڈ بیہفٹن
کا کلیات پہلی جلد صفحہ ۱۴۲ - ۱۴۱ - [۵۲] ترکی سپور کیتیے سکلاٹیو - ۱۲ (ب) ۱۳ (الف)

خاص کر اُن مصیبت زدہ عیسائی غلامون پر ان خیالات کا اثر پڑتا تھا جو برسون سے غلامی کی حالت مین مبتلا مایوسی کے ساتھ زندگی کاٹتے تھے اور جنکو غلامی سے آزاد ہونے اور اپنی تکلیفون سے چھوٹنے کی امید باقی نہ رہی تھی - پس کیا تعجب ہی کہ کسی عیسائی غلام نے اپنے دل سے یہہ پوچھا ہو کہ " اگر خدا ایسے دین سے خوش ہوتا جسکا تو سہارا لیئے ہے تو وہ کبھی تجھ کو اس بیکسی کی حالت مین نہ چھوڑتا بلکہ آزادی حاصل کرنے اور اپنے قدیم مذہب مین داخل رہنے کے لیئے تیری مدد کرتا - لیکن اب خدا نے آزادی کا رستہ تجھپر بند کر دیا ہے اب شاید خدا کی یہی مرضی ہے کہ تو اپنا دین و آئین چھوڑ دے اور مسلمان ہو کر نجات حاصل کر[۵۱]

یہ مذہبی وسوسے ایک عیسائی غلام کے دل مین پیدا ہوے تھے جسکو برسون بیت گئے تھے اور غلامی کی مصیبتون سے چھٹکارا نہ ملتا تھا - پس کوئی شبہہ نہین کہ اس قسم کے خیالات اُن بدنصیب عیسائیون کے دل مین بھی گذرے ہونگے جو قید خانون مین قید تھے اور ان خیالات سے مجبور ہو کر انھون نے اپنے قدیم مذہب کی بندشون کو توڑ ڈالا ہوگا اور مسلمان ہو گئے ہونگے - اگر یہہ غلط قصہ کہ مسلمان غیر مذہب والون سے کہتے تھے کہ یا تو قرآن کو مانو یا تلوار اوٹھاؤ سچ ہوتا تو بہت عیسائی ایسے تھے جو مسیحی دین کے لیئے لڑکر اور مر کر شہادت کا رتبہ حاصل کرتے مگر اب یہہ عیسائی برسون کی غلامی اور اسیری کی حالت مین اسلامی خیالات سے متاثر ہوتے رہے اور مہربانیون نے اُن عیسائیون کو مسلمان کر ڈالا جسپر ظلم کچھہ اثر نہ کر سکتا تھا[۵۲] عیسائی غلامونکی حالت اگرچہ بہت رحم کے قابل تھی مگر وہ غلام جو ترکون کے گھرون مین خدمتگارون کی طرح رہتے تھے اُنکی حالت اُن غلامون سے

---

۵۱ ترکے سپور کیتیے رسگلا تیو صفحہ ۲۷ - (الف) ۵۲ ترک جسم کو ایذا نہین دیتے بلکہ پرہیزگاری کے سبب سے ظاہرا طریق پر اُسکی خدمت کرتے ہین - اپنے شیطانی فریب سے وہ روح کو جو جسم کے اندر ہے اُسکا ایمان لیکر اُسکو تلف کر دیتے ہین - بیشمار عیسائی اس بات کی تصدیق مین موجود ہین - اُن مین سے بہت عیسائی ایسے تھے جو عیسوی مذہب کی حمایت مین اور روحانی نجات کی خواہش سے مرنیکو طیار ہو جاتے لیکن جسم کی موت سے بچانیکے لیئے انکو قید مین ڈالدیا اور کچھہ وقت گذرنیکے بعد اسلام کا زہر اُنمین پھیلنے لگا اور مسلمانونکی ترغیب سے عیسائیون نے نہایت سفلے پن سے مسیح کا دین ترک کیا " ترکے سپور کیتیے سگلا تیو ۲ صفحہ ۱ - مقابلہ کرو ۴ - (الف)

تو بھی جو دشوار کام اُن کے ذمہ تھا اُس کی سختیان کم نہ ہوتین - علاوہ اس کے جو غلام ترکی سلطنت کا مال تھے اُن کی حالت اُن غلامون سے نہایت خراب تھی جن کو معمولی لوگون نے خرید اتھا[۵۱] - قاعدہ کے بموجب عیسائی غلام اپنے مذہب کی پیروی مین بالکل آزاد تھے - سلطنت ٹرکی کے سرکاری قید خانون مین گرجا بنے ہوے تھے اور عیسائی قیدیون کے لیئے قسیس مقرر تھے اور اُنکو حکم تھا کہ غلامون کو جو کشتیان چلانے پر مقرر ہین مذہبی دلجوئی اور اطمینان ضرورت کے وقت دین[۵۲] - عیسائی غلام جو مسلمان ہو گئے اُنکی تعداد بہت تھی - بعض واقعات ایسے بیان کیے گئے ہین جنمین مذہب چھوڑنے کے لیئے ان غلامون پر سختی کی گئی تھی[۵۳] - لیکن قاعدہ عموماً یہہ ہی تھا کہ مذہب چھوڑنے پر آقا اپنے غلامون کو بہت کم مجبور کرتا تھا - البتہ غلامی کے شروع زمانہ مین عیسائی غلامون پر زور ڈالا جاتا تھا کہ وہ اسلام قبول کرلین لیکن اسکے بعد اگر اُنپر کچھہ اثر نہوا تو اُنکو اپنے مذہب پر قائم رہنے دیتے تھے[۵۴] - اس لئے اگر غلامون نے اپنی مرضی سے مذہب تبدیل کیا - جس حالت مین قسطنطنیہ مین عیسائی سفیرون کو ہر وقت اندیشہ رہتا تھا

---

۵۱ گلن صفحہ ۱۶ ۵۲ گلن صفحہ ۲۳ ۵۳ جان ہیرس - نادیگان تیوم انکوی اتینین تیوم سبلیو تیکا دوسری جلد صفحہ ۱۰

۵۴ ان بدقسمت لوگون کے لیئے اگر وہ جوان ہوے تو غلامی کا ابتدائی زمانہ خاصکر سخت ہوتا ہے کیونکہ ترک انکو یا تو خوشامد سے اور اگر خوشامد نہ چلی تو سختی سے مسلمان کرنا چاہتے ہین لیکن جب اس طوفان سے وہ صحیح سلامت نکل آتے ہین تو غلامی کی حالت جیسی کچھہ کون ہین گوارا ہو سکتی ہے کہین نہین ہو سکتی" (فون ون ورنیش صفحہ ۱۳۴) جرجیوز نے لکھا ہے کہ جو غلام عیسائی مذہب پر قائم رہتے تھے وہ کچھہ زمانہ کے بعد آزاد کر دیے جاتے تھے - یہہ مصنف لکھتا ہے کہ "اگر یہہ لوگ عیسائی مذہب پر قائم رہے تو ایک زمانہ مقرر کر دیا جاتا تھا جسکے بعد وہ آزاد ہو جاتے تھے - لیکن اُن عیسائی غلامون کے لیے جنھون نے اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا تو اُنکی غلامی ختم ہونے کے لیے نہ تو کوئی وقت مقرر تھا اور نہ اُنکو وطن واپس جانے کا حق رہتا تھا - بلکہ آزادی کی جو کچھہ امید اُنکو ہو سکتی تھی وہ اُنکے آقاؤن کی خوشی پر منحصر ہوتی تھی" (صفحہ ۸۷) اسی طرح مصنف مینا ویونے ۷۵ صفحہ پر لکھا ہے - کان تکرنی فوس نے عیسائی غلامون کے آزاد ہو جانے کا زمانہ سات برس لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ "ترک اپنے غلامون کا بہت اعتماد کرتے ہین کیونکہ اُنکے پیغمبر نے اور احکام کے ساتھہ یہہ حکم بھی دیا تھا کہ غلام سات برس سے زیادہ غلامی کی حالت مین نہ رہین کوئی مسلمان ایسا نہین جو اس حکم کا پابند نہو" صفحہ ۱۲۸)